بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَمَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

پیشِ لفظ!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اُردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اوّل کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرورِ کائنات فخرِ آدمؑ و بنی آدم باعثِ خلقتِ عالم، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقتِ نورؐ اور آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آباؤ اجداد میں جناب ہاشمؑ سے جناب ابوطالبؑ تک کے حالات اور ان حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرتؐ کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابوطالب کی آپ سے محبت اور جان سپارانہ حمایت؛ آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ؛ حضرتؐ کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور اُمت کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی خوبیاں؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابوذر و مقداد و عمار وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ اُن حضراتؓ کی دینداری اور حمایتِ اہلِ بیتؑ؛ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی روئیداد نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ اُن کی تہذیب و اخلاق؛ عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیے خصوصاً صرف اُردو دان ذاکرین کے لیے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اپنی اُردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

حیات القلوب
جلد 2
صفحہ 353 سے 499 تک
7/11



ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میرے پاس تو کچھ نہیں میں کیا راہِ خدا میں صرف کروں میرے واسطے کیا ثواب ہوگا۔ فرمایا تیرے لیئے ہماری خالص محبت و شفاعت کافی ہے۔ تجھ کو ہماری دوستی، ہمارے دشمنوں کے ساتھ دشمنی بہشت کے بلند درجوں میں پہنچائے گی۔

اُنچاسواں معجزہ۔ سُراقہ بن مالک کا قصہ ہے جو متواتر ہے اور شعراء نے اپنے اشعار میں بھی نظم فرمایا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی کُفار نے سُراقہ کو آنحضرتؐ کے تعاقب میں بھیجا۔ جب وُہ آنحضرتؐ کے قریب پہنچا آپؐ کی دُعا سے اُس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا۔ اُس نے آنحضرتؐ سے استدعا کی کہ خدا سے دُعا فرمائیں کہ اس کو نجات بخشے۔ پھر اُس نے حضرتؐ کی دُعا سے نجات پائی پھر دوبارہ اُس نے حضرتؐ کا ارادہ کیا پھر اُس کے گھوڑے کے پیر زمین میں پھنس گئے اسیطرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرتؐ سے اُس نے اپنے لیئے امان لی اور واپس گیا۔ اسکی تفصیل ہجرت کے حالات میں مذکور ہوگی۔

پچاسواں معجزہ۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرمے کے بیج اپنے دہن مبارک میں رکھ کر چُوستے پھر زمین میں بو دیتے تھے، وُہ اُسیوقت درخت بنکر بار آور ہوجاتے تھے۔

اٹھارواں باب

اُن معجزات کا بیان جو شیر خوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے

پہلا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک مشرکہ عورت اپنی زبان سے آنحضرتؐ کو بہت اذیت دیتی تھی۔ ایک روز دُو مہینے کے بچّہ کو لیئے ہوئے آنحضرتؐ کے سامنے سے جا رہی تھی۔ جب حضرتؐ کے قریب پہنچی وُہ بچہ بقدرتِ الٰہی گویا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللہِ۔ اُس کی ماں کو بہت تعجب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا بچے تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میں خدا کا رسُول اور محمدؐ بن عبداللہ ہوں؟ اُس نے کہا مجھے میرے پروردگار نے اور رُوح الامین نے تعلیم دی۔ حضرتؐ نے پوچھا رُوح الامین کون ہیں؟ لڑکے نے کہا جبریلؑ ہیں جو اس وقت آپؐ کے سر کے قریب ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا اے بچے تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا میرا نام عبدالعُزّٰی رکھا گیا ہے حالانکہ میں عزّٰی پر ایمان نہیں رکھتا۔ یا رسول اللہ آپ میرا کوئی اور نام رکھ دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تیرا نام میں نے عبداللہ رکھا۔ عرض کی یا رسُول اللہ دُعا کیجیئے کہ خدا مجھے بہشت میں آپؐ کے خادموں میں قرار دے۔ آپؐ نے اُس کے لیئے دُعا کی۔ اُس نے کہا جو شخص آپؐ پر ایمان لایا وُہ سعادتمند ہوا اور جس نے انکار کیا بدبخت و شقی ہوا۔ یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور برحمتِ الٰہی واصل ہوگیا۔

دُوسرا معجزہ۔ کلینی، راوندی اور ابن بابویہ وغیرہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام

سے روایت کی ہے کہ یمن کے پیچھے ایک وادی ہے کہ اس کو برہوت کہتے ہیں جس میں کالے سانپ اور اُلّو کے سوا کوئی جانور نہیں ہوتا۔ اُس وادی میں ایک کنوآں ہے جس کو بلہوت کہتے ہیں۔ ہر لحہ مشرکوں اور کافروں کی رُوحیں اُس کنوئیں پر لے جائی جاتی ہیں اور ان کو جہنم کی صدید (یعنی خون اور پیپ ملا ہوا گرم پانی) پلایا جاتا ہے۔ اُس وادی کے پیچھے چند گروہ ہیں جنکو ذریح کہتے ہیں۔ جب جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوتے ایک بچھڑے نے ان کے درمیان اپنی دُم زمین پر ماری اور باوازِ بلند چلایا کہ اے ذریح کی اولاد ایک مرد تہامہ میں آیا ہے اور لوگوں کو "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ" کی دعوت دیتا ہے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اے آل ذریح میں تم کو عملِ نیک کی جانب دعوت دیتا ہوں ایک پکارنے والا بزبان فصیح کہہ رہا ہے کہ کوئی خدا نہیں سوائے اُس خدا کے جو عالمین کا پروردگار ہے اور محمدؐ خدا کے رسُول پیغمبروں میں سب سے بہتر ہیں اور اُن کے وصی علیؑ بہترین اوصیا ہیں۔ اُس قوم نے کہا خدا نے کسی امرِ عظیم کے سبب اس بچھڑے کو گویا کیا ہے۔ پھر اُس بچھڑے نے دوبارہ اسی طرح آواز لگائی تو اُن لوگوں نے ایک کشتی تیار کی اور سات اشخاص کو اُس میں سوار کیا اور کھانے کے لیئے جو کچھ خدا نے اُن کے دل میں ڈال دیا ہمراہ کر دیا۔ کشتی کا بادبان بلند کر کے دریا میں کشتی چھوڑ دی۔ اس کشتی کو بامرِ خدا بغیر ناخدا کے ہوا نے جدہ میں پہنچا دیا۔ جب وُہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے قبل اس کے کہ وُہ کچھ کہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے آل ذریح بچھڑے نے تم کو دعوت دی ہے انہوں نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ اپنا دین اور کتاب پیش کیجیے۔ تو حضرتؐ نے اُن کو دین اسلام، قرآن، واجبات، سُنن اور شرائع دین کی تعلیم دی اور بنی ہاشم میں سے ایک شخص کو اُن کا حاکم بنا کر اُن کے ساتھ بھیج دیا وُہ آج تک دینِ حق پر قائم ہیں اور اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تیسرا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ دیر کا ایک بچّہ جس کو لوگ گونگا سمجھتے تھے آنحضرتؐ کے پاس لایا گیا آپؐ نے اُس سے پوچھا کہ میں کون ہوں۔ اُس نے کہا آپؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اُس کے بعد سے بولنے لگا۔

چوتھا معجزہ۔ روایت ہے کہ عمرو بن منتشر نے آنحضرتؐ سے شکایت کی کہ ہماری وادی میں ایک سانپ رہتا ہے جس کا دفع کرنا ہمارے لیئے دُشوار ہے۔ اگر اُس کو آپ دفع کر دیں اور اُس وادی میں خرمے کے جو درخت خشک ہوگئے ہیں ان کو سبز و بار آور کر دیں تو ہم ایمان لائیں گے۔ حضرتؐ ان کیساتھ اُس وادی میں گئے۔ وُہ سانپ نکلا۔ شترِ مست کے مانند چلا رہا تھا اور زمین پر سینہ کے بل چل رہا تھا۔ جب اُس کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی وُہ اپنی دُم پر کھڑا ہوگیا اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ اس وادی سے نکل جائے۔ پھر حضرتؐ اُن خشک درختوں کے پاس آئے اور اپنا دست مبارک اُن پر پھیرا وُہ اُسیوقت بلند ہوگئے اور اُن میں پھل لگ گئے اور اُن کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوگیا۔

پانچواں معجزہ۔ روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک بچّہ کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرتؐ کے پاس لائے کہ آپؐ اُس کے واسطے دُعا فرمائیں۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے ہاتھوں پر لے کر فرمایا میں کون ہوں اُس نے کہا

آپؐ خدا کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے مُبارک تُونے سچ کہا۔ پھر لوگ اس کو مبارک یمامہ کہنے لگے۔

چھٹا معجزہ۔ مشرکین مکہ سے کنارہ کش ہو کر غار میں جانے کے وقت بہت سے معجزات ظہور میں آئے۔ منجملہ اُن کے ایک یہ تھا کہ مکڑی کو خدا نے بھیجا کہ غار کے دروازہ پر جالا تنے اور کعبہ کے کبوتروں میں سے ایک جوڑے نے اُس پر گھونسلا بنایا۔ جب قریش آنحضرتؐ کے پیروں کے نشانات دیکھتے ہوئے غار کے دروازہ تک پہنچے، جالے اور کبوتر کے گھونسلے کو دیکھ کر بولے کہ اگر رات کوئی اس غار میں داخل ہوتا تو جالا ٹوٹ گیا ہوتا اور کبوتر یہاں نہ رہتے؟ اس لیئے واپس چلے گئے۔ اسی سبب سے حضرتؐ نے مکڑی کو مار ڈالنے اور کبوتر کو ذبح کرنے کے لیئے شکار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور بحکم خدا کعبہ کے کبوتروں کے مارنے کا کفارہ مقرر فرمایا ہے۔ اس کی تفصیل آیندہ آئے گی انشاء اللہ۔

ساتواں معجزہ۔ شیخ طوسی، ابن بابویہ، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے حضرت صادقؑ اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ رفع حاجت کا ارادہ کرتے تھے تو آبادی سے دُور جاتے تھے۔ ایک روز رفع حاجت کے لیئے گئے۔ اپنا موزہ اُتارا اور قضائے حاجت کی۔ وضو کیا۔ اور چاہا کہ موزہ پہنیں، تو ایک سبز پرندہ آیا جس کو سبز قبا کہتے ہیں، اور حضورؐ کا موزہ لے کر اُڑ گیا۔ پھر گرا دیا تو اُس میں سے ایک سیاہ سانپ نکلا۔ دُوسری روایت کے مطابق اُس نے سانپ سے موزہ کو چھین لیا تھا۔ اس سبب سے آنحضرتؐ نے اُس کے مار ڈالنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ ابن عباس کی روایت کے مطابق حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو اس شرف سے مخصوص فرمایا ہے۔ پھر یہ دُعا پڑھی:- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَآبَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (خداوندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُن جانوروں کے شر سے جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور اُن کے شر سے جو اپنے دو پیروں سے چلتے ہیں اور اُن کے شر سے جو چار پیروں سے چلتے ہیں اور ہر اذیت دینے والے جانور کے شر سے اور ہر زمین پر چلنے والے کے شر سے جس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ بیشک میرا پروردگار سیدھے راستہ پر ہے۔")

آٹھواں معجزہ۔ شیخ طوسی اور قطب راوندی وغیرہ نے ابوسعید خدری اور جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک روز قبیلہ اسلم کا ایک شخص بیدا میں اپنی بھیڑیں چرا رہا تھا ناگاہ ایک بھیڑیا جھپٹا اور ایک بھیڑ اُٹھا لے چلا۔ وہ شخص چلایا اور پتھر سے بھیڑیئے کو مار کر اُس سے بھیڑ چھین لی۔ بھیڑیا اُس کے سامنے بیٹھ گیا اور بولا خدا سے تجھ کو خوف نہیں کہ میرے اور میری روزی کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اُس شخص نے کہا میں نے کبھی ایسی تعجب خیز بات نہیں دیکھی۔ بھیڑیئے نے کہا کس بات سے تجھ کو تعجب ہوا؟ اس نے کہا تیرے بولنے سے۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ خدا کا رسولؐ مدینہ کے دو پہاڑوں کے درمیان گزشتہ و آئندہ حالات لوگوں سے بیان کرتا ہے اور تو اس جگہ اپنی گوسفندوں کے پیچھے گھوم رہا ہے جب اُس نے

بھیڑیئے کا یہ کلام سُنا اپنی بھیڑوں کو جمع کیا اور گھر لے آیا۔ پھر مدینہ کی جانب چلا اور آنحضرتؐ کے حالات دریافت کیئے۔ لوگوں نے بتایا کہ آنحضرتؐ ابوایوبؓ انصاری کے مکان میں ہیں۔ وہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور بھیڑیئے کی گفتگو بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا تُونے سچ کہا ظہر کی نماز کے بعد آنا اور لوگوں کے سامنے یہ حال بیان کرنا۔ جب حضرتؐ نے نماز ظہر ادا فرمائی اور لوگ جمع ہوئے، وہ شخص آیا اور بھیڑیئے کا حال بیان کیا۔ حضرتؐ نے تین بار فرمایا تُونے سچ کہا۔ یہ تعجب انگیز اُموریں سے ہے جو قیامت کے قریب واقع ہوگا۔ اُس خدا کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اگر کوئی اپنے گھر سے نکلے گا اور جب واپس آئے گا تو اُس کا تازیانہ، عصا اور جُوتا اس کو، اُس کے گھر والوں کے حالات سے مطلع کرے گا جو اُس کے باہر جانے کے بعد اُن لوگوں نے کیا ہوگا۔ راوندی کا بیان ہے کہ اُس شخص کے لڑکے بالے مشہور و معروف ہیں اور فخر کرتے ہیں کہ ہم اُس کی اولاد ہیں جس سے بھیڑیئے نے باتیں کی تھیں۔ اور دوسری روایت میں جابرؓ سے منقول ہے کہ اُس وقت آنحضرتؐ مکہ میں تھے اور اُس شخص سے جب بھیڑیئے نے باتیں کیں تو اُس نے کہا میری گوسفندوں کی حفاظت کر تاکہ میں حضرتؐ کے پاس جاؤں۔ بھیڑیئے نے کہا جب تک تو واپس نہ آئے گا میں تیری بھیڑیں چراتا رہوں گا۔

نواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ یہودیوں نے اپنی قوم کی ایک عورت عبدہ سے کہا کہ تُو جانتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بنی اسرائیل کے رُکن کو توڑ ڈالا اور دین یہود کو باطل کر دیا۔ بنی اسرائیل کے رؤسا نے یہ زہر بڑی قیمت سے خریدا ہے اور تیرے لیئے بڑا انعام مقرر کیا ہے اگر تُو یہ زہر محمدؐ کو کھلا دے۔ اُس نے منظور کیا اور ایک گوسفند کو بریاں کر کے اُس میں وہ زہر ملا دیا اور یہودیوں کے بڑے لوگوں کو اپنے گھر میں جمع کیا۔ پھر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آ کر کہا کہ میں آپ کی ہمسایہ ہوں اور حق ہمسائیگی کی رعایت لازم ہے۔ آج میں نے رؤسائے یہود کو دعوت میں بلایا ہے، چاہتی ہوں کہ آپ بھی اپنے اصحاب کے ساتھ میرے گھر کو اپنے قدوم سے رونق بخشیں۔ آنحضرتؐ نے اس کی دعوت منظور فرمائی اور جناب امیرؑ، ابودجانہؓ، ابوایوبؓ، سہل بن حنیف اور مہاجرین کے ایک گروہ کو ساتھ لے کر اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اُس نے اُن کے سامنے دسترخوان بچھایا اور وہی زہر آلود گوسفند لے آئی۔ یہودی اظہار تعظیم کے لیئے اپنے اپنے عصا پر ٹیک لگاتے کھڑے رہے اور اپنی ناک کی سُوراخوں کو بند کر لیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے یہاں کا طریقہ یہی ہے کہ جب کوئی پیغمبر ہمارے گھر آتا ہے تو ہم اُس کے سامنے نہیں بیٹھتے اور اپنے دہن کو بند کر لیتے ہیں تاکہ سانس لینے سے اُس کو اذیت نہ پہنچے۔ یہ اُن ملعونوں نے جھُوٹ کہا بلکہ خوف تھا کہ سانس لینے میں زہر کا اثر نہ ہو جائے۔ لیکن اُس گوسفند کا شانہ بقدرت الٰہی گویا ہوا اور کہا یا رسولؐ اللہ مجھے نہ کھائیے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ حضرتؐ نے عبدہ کو بُلایا اور پُوچھا کہ کس سبب سے تُونے میرے مار ڈالنے کا ارادہ کیا؟ وہ بولی اس لیئے کہ میں نے سوچا کہ اگر آپؐ پیغمبر ہیں زہر کا اثر آپؐ پر نہ ہوگا اور اگر جھُوٹے اور جادوگر ہیں تو اپنی قوم کو آپ سے نجات دلاؤں گی۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ خداوند عالم بعد سلام کے

ارشاد فرماتا ہے کہ یہ دُعا پڑھیئے:۔ بسم اللہ الذی یسمیہ بہ کل مومن وبہ عز کل مومن و بنورہ الذی اضاءت بہ السموات والارض وبقدرتہ التی خضع لہا کل جبار عنید وانتکث کل شیطان مرید من شرّ السمّ والسحر واللمم بسم اللہ العلی الملک الفرد الذی لآ الٰہ الّا ھو وننزّل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الّا خسارا"۔ حضرتؐ نے یہ دُعا پڑھی اور اصحاب سے فرمایا یہ دُعا پڑھو اور کھاؤ۔ اُس کے بعد فرمایا کہ فصد کھولواؤ۔ دُوسری روایت میں وارد ہے کہ وُہ عورت زینب بنت حارث بن سلام بن مسلم تھی اور بشر بن براء بن معرور نے آنحضرتؐ سے پہلے ایک لقمہ کھالیا تھا وُہ اُسی وقت مر گیا تھا۔ اُس کی ماں آنحضرتؐ کے آخری وقت میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ مَیں نے خیبر میں جو کھانا کھایا تھا جس سے تیرا لڑکا فوت ہوا وُہ ہمیشہ عود کرتا رہا یہانتک کہ اس وقت اُس نے میرے رگ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور بعض کا قول ہے کہ آنحضرتؐ نے اُس کے اثر سے چار سال بعد رحلت فرمائی اور بعضوں نے تین۳ سال بعد کہا ہے۔ اور بصائر الدرجات میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک یہودی عورت نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گوسفند کے شانے میں پکا کر زہر دیا کیونکہ آنحضرتؐ دست وشانہ کو بہت پسند فرماتے تھے اور ران سے کراہت کرتے تھے کیونکہ پیشاب کے مقام سے وُہ نزدیک ہوتا ہے۔ جب وُہ گوشت حضرتؐ کے سامنے لایا گیا، آپؐ کو اس کی طرف بہت رغبت ہوئی۔ آپؐ نے تھوڑا سا کھایا تھا کہ دست میں سے آواز آئی یا رسُولؐ اللہ مجھے نہ کھایئے مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ آپؐ نے ترک کر دیا۔ لیکن وُہ زہر ہمیشہ آنحضرتؐ کے بدن کو توڑتا رہا یہانتک کہ اُسی کے اثر سے آپؐ نے رحلت فرمائی۔ اور کوئی پیغمبر یا وصیٔ پیغمبر بغیر شہادت کے دُنیا سے رحلت نہیں کرتا۔

دسواں معجزہ۔ شیخ طوسی نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ہم صحابہ کا ایک گروہ حضرتؐ کے ساتھ کسی غزوہ کے لیئے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ایک اعرابی اپنے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ حضرتؐ نے فرمایا۔ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ۔ اعرابی نے کہا میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں آپؐ کا مزاج کیسا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی نعمتوں پر اُسکی حمد کرتا ہوں۔ تیرا کیا حال ہے؟ ناگاہ اُس کے پیچھے سے ایک مرد بولا یا رسُولؐ اللہ اس شخص نے میرا ناقہ چرایا ہے اور یہ میرا ہی ناقہ ہے۔ پھر ناقہ نے بھی اپنی زبان میں حضرتؐ سے باتیں کیں۔ حضرتؐ نے ناقہ کی گفتگو سُنکر اس مرد سے کہا کہ یہ اُونٹ گواہی دیتا ہے کہ تو جُھوٹا الزام لگاتا ہے۔ اس اعرابی سے تعرض نہ کر۔ یہ سُنکر وُہ مرد چلا گیا۔ پھر حضرتؐ نے اعرابی سے پُوچھا جب تُو نے میرے پاس آنے کا قصد کیا تھا تو چلتے وقت کیا کہا تھا؟ اُس نے عرض کی اَللّٰھُمَّ صَلِّ علی محمّد وآل محمّد حتی لا تبقی صلوٰۃ اللّٰھم بارک علی محمّد وآل محمّد حتی لا تبقی برکتہ اللّٰھم سلم علی محمّد وآل محمّد حتی لا یبقی سلام اللّٰھم ارحم علی محمّد وآل محمّد حتی لا یبقی رحمتہ مَیں پڑھ کر چلا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں سمجھ گیا تھا کہ کوئی بہت بہتر کام کرکے تو چلا ہے اسی وجہ سے خدا نے تیرے لیئے اُونٹ کو گویا کیا اور آسمان کے اُفق کو پست کر دیا۔

گیارھواں معجزہ۔ شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ایک ہرنی کی طرف ہوا جو ایک خیمہ کے طناب سے بندھی ہوئی تھی۔ اُس نے جو آنحضرتؐ کو دیکھا بقدرت خدا بولی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسُولؐ اللہ میرے دو بچے بھُوکے پیاسے ہیں، میرے تھنوں میں دُودھ اُترا ہوا ہے، مجھے رہا کر دیجیئے مَیں ان بچوں کو دُودھ پلا کر ابھی آجاؤں گی پھر مجھے ان رسیّوں سے باندھ دیجیئے گا۔ حضرتؐ نے اس سے خدا کا اقرار لیا کہ ضرور واپس آئے گی اور رہا کر دیا۔ وُہ تھوڑی دیر میں واپس آگئی۔ حضرتؐ نے اس کو اسی طرح باندھ دیا جس شخص نے اس کو شکار کیا تھا وُہ منافق تھا۔ یہ دیکھکر اُس نے اپنے نفاق سے توبہ کی اور اس کا اسلام نیک وبہتر ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مَیں اسکو خود رہا کیئے دیتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر حیوان اپنی موت کو جانتے جس طرح تم کو معلوم ہے تو کبھی کوئی حیوان سیر ہو کر نہ کھاتا۔ اور راوندی اور ابن بابویہ نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ ایک صحرا سے گذر رہے تھے کہ کسی نے آپؐ کو یا رسُولؐ اللہ کہہ کر پکارا۔ آپنے چاروں طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ دُوسری مرتبہ پھر وُہی آواز سُنی لیکن کسی کو نہ دیکھا۔ تیسری مرتبہ ایک ہرنی کو دیکھا جو بندھی ہوئی تھی اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ اس اعرابی نے مجھے گرفتار کیا ہے۔ میرے دو بچے اسی درہ میں ہیں۔ مجھے رہا کر دیجیئے میں ان کو دُودھ پلا کر ابھی آتی ہوں۔ حضرتؐ نے پُوچھا ضرور واپس آئے گی؟ اُس نے کہا اگر واپس نہ آؤں تو خدا مجھ پر عشاروں کے مانند عذاب فرمائے۔ حضرتؐ نے اس کو رہا کر دیا۔ وُہ بچوں کو دُودھ پلا کر فوراً واپس آگئی۔ حضرتؐ نے اس کو باندھ دیا۔ جب اُس اعرابی نے یہ حال دیکھا عرض کی یا رسُولؐ اللہ اس کو رہا کر دیجیئے۔ حضرتؐ نے اس کو رہا کر دیا۔ وُہ خوشی سے دوڑتی تھی اور کہتی تھی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ اُس ہرنی کو ایک یہودی نے گرفتار کیا تھا۔ جب وُہ ہرنی اپنے بچوں کے پاس آئی اور اپنے رہا ہونے کا تذکرہ اُن سے کیا تو بچے بولے کہ جناب رسُولؐ خدا تیرے ضامن ہوئے ہیں اور منتظر ہیں۔ ہم دُودھ نہ پیئں گے جبتک حضرتؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو جائیں۔ غرض وُہ دوڑتے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضرتؐ کی مدح کر رہے تھے اور دونوں بچے آنحضرتؐ کے قدموں پر اپنی پیشانی رگڑ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر وُہ یہودی رونے لگا اور مسلمان ہو گیا۔ اور کہا ہرنی کو مَیں نے رہا کیا۔ لوگوں نے اُس مقام پر ایک مسجد بنا دی۔ حضرتؐ نے اُس ہرنی کے گلے میں بطور نشانی ایک زنجیر ڈالدی اور فرمایا تمہارے گوشت صیاد پر حرام کرتا ہوں۔ اور دُوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ زید بن ثابت نے کہا خدا کی قسم مَیں نے اُس ہرنی کو بیابان میں تسبیح وذکر کرتے ہوئے سُنا وہ لآ الٰہ الّا اللہ محمدؐ رسُول اللہ کہتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ اُس شکاری کا نام اہیب بن سماع تھا۔

بارھواں معجزہ۔ صفار، شیخ مفید، راوندی اور ابن بابویہ علیہم الرّحمۃ نے بہت سی موثق اور معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک اُونٹ آیا، اور چاروں پیر پھیلا کر لیٹ گیا اور اپنا سر زمین پر رگڑنے لگا اور فریاد کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ بولے یا رسُول اللہ

یہ اُونٹ آپؐ کو سجدہ کر رہا ہے لہٰذا ہم لوگ زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا سجدہ صرف خدا کو کیا کرو۔ اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم دیتا تو بیشک عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ یہ اُونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ اب تک مجھ سے کام لیتا رہا اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں تو وہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اُونٹ کے مالک کو بُلا بھیجا اور فرمایا کہ یہ اُونٹ تیری شکایت کرتا ہے۔ اُس نے کہا سچ کہتا ہے۔ میں ولیمہ کرنا چاہتا ہوں اُسی میں اس کو ذبح کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو مت ذبح کر۔ اُس نے عرض کی بسر وچشم منظور ہے۔ اور بسند معتبر جابر انصاری سے روایت ہے کہ جب جناب رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ ذات الرقاع سے واپس آئے اور مدینہ کے قریب پہنچے ناگاہ ایک اُونٹ رسّی توڑ کر بھاگا ہوا حضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ اپنا سینہ زمین پر رکھ دیا اور فریاد کرنے لگا۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟ عرض کی خدا اور رسُولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہتا ہے کہ اب تک تو میرا مالک مجھ سے کام لیتا رہا۔ اب جبکہ میری پُشت مجروح اور لاغر ہو گئی اور میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں وہ چاہتا ہے کہ مجھ کو نحر کر کے میرا گوشت فروخت کر دے۔ پھر حضرتؐ نے جابرؓ سے فرمایا کہ جاؤ اور اس کے مالک کو بُلا لاؤ۔ جابرؓ نے کہا میں اُس کو نہیں پہچانتا۔ فرمایا یہ اُونٹ خود بتائے گا۔ غرض جابرؓ اُونٹ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ وہ اُونٹ مجھے بازاروں اور گلیوں میں گھماتا پھراتا ایک مقام پر پہنچا جہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور ٹھہر گیا۔ اُن لوگوں نے مجھ سے آنحضرتؐ اور مسلمانوں کی خیریت پُوچھی میں نے کہا سب لوگ بخیر ہیں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ اس اُونٹ کا مالک کون ہے؟ اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں ہوں۔ میں نے کہا تم کو رسُولِ خدا بُلاتے ہیں۔ پُوچھا کس کام کے لیئے؟ میں نے کہا اس اُونٹ نے تمہاری شکایتیں کی ہیں۔ وہ شخص میرے ہمراہ آیا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اُونٹ تیری ایسی ایسی شکایتیں کرتا ہے۔ اُس نے کہا سچ کہتا ہے یا رسُول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ میں نے آپؐ کو ہدیہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا نہیں اس کی قیمت لے لے۔ غرض حضرتؐ نے اُس سے وہ اُونٹ خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ وہ مدینہ کی گلیوں میں گھومتا پھرتا اور سائلوں کی طرح انصار کے دروازوں پر جاتا۔ لوگ اُس کا احترام کرتے اور چارہ اور کھانا دیتے۔ لڑکیاں اُس کے لیئے کھانا بچا کر رکھتیں کہ جب وہ آئے گا تو کھلائیں گی۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ رسولؐ اللہ کا آزاد کردہ ہے۔ وہ بہت فربہ ہو گیا تھا۔

تیرھواں معجزہ۔ بصائر الدرجات وغیرہ میں بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ ایک روز ہم لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اُونٹ آیا اور آنحضرتؐ کے سامنے لیٹ گیا۔ روتا چلاتا تھا۔ آنسو اُس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ حضرتؐ نے پُوچھا اس کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں مرد انصاری۔ آپؐ نے فرمایا اس کو بُلا لاؤ۔ وہ حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ تیری شکایت کرتا ہے۔ پُوچھا کیا کہتا ہے۔ فرمایا کہتا ہے کہ تو اُس سے بہت محنت لیتا ہے لیکن شکم سیر چارہ نہیں دیتا۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ سچ کہتا ہے۔ میں صاحبِ عیال اور پریشان حال ہوں اور آب کشی کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں

حضرتؐ نے فرمایا اس کو پیٹ بھر کے کھانا دیا کرو۔ اور جو کام چاہے لو۔ اُس نے کہا یا حضرتؐ میں اس سے ہلکا کام لیا کروں گا اور سیر رکھوں گا۔ یہ سُنکر وہ اُونٹ اٹھا اور مالک کے ساتھ چلا گیا۔

چودھواں معجزہ۔ صفار، راوندی، ابن بابویہ اور مفید علیہم الرحمۃ نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ کچھ بھیڑیئے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھُوک کی شکایت کی اور اپنی روزی طلب کی۔ حضرتؐ نے گوسفندوں کے مالکوں کو بُلایا اور فرمایا اپنے گوسفندوں میں سے ان کا حصّہ قرار دو تاکہ تمہارے اور جانوروں کا نقصان نہ کریں۔ اُن لوگوں نے بُخل سے کام لیا اور کوئی حصّہ مقرر نہ کیا۔ پھر دوبارہ بھیڑیئے آئے اور پھر ان لوگوں نے کوئی حصّہ مقرر نہ کیا۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرتؐ نے بھیڑیوں سے فرمایا جاؤ تم ان کی بھیڑوں کو کھاؤ! اور گوسفندوں کے مالکوں سے فرمایا کہ تم اپنے گلّوں کی حفاظت کرو۔ اگر وہ لوگ راضی ہوتے اور اُن کا کچھ حصّہ مقرر کر دیتے تو قیامت تک حضرتؐ کے مقرر کردہ حصّہ سے زیادہ بھیڑیئے گوسفندوں میں تصرّف نہ کرتے۔

پندرہواں معجزہ۔ صفار وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لیلۃ العقبہ میں منافقین نے آنحضرتؐ کے اُونٹ کو بھڑکانا چاہا۔ ناقہ نے بحکمِ خدا آنحضرتؐ سے عرض کی کہ خدا کی قسم اگر مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں تب بھی اپنے پیر دُوسری جگہ نہ رکھوں گا۔

سولھواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے جس میں چند گوسفندیں تھیں۔ جب اُن گوسفندوں نے حضرتؐ کو دیکھا، سجدہ میں جھک گیئں۔ حضرتؐ ابوبکر نے کہا ہم بھی آپؐ کو سجدہ کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں سجدہ کسی غیر خدا کے لیئے جائز نہیں ہے۔

سترہواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ چند صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی سُرخ ناقہ پر سوار آیا اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ یہ ناقہ اس اعرابی کا نہیں بلکہ اس نے چرایا ہے۔ ناگاہ ناقہ بقدرتِ خدا گویا ہوا کہ یا رسُولؐ اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو معجزات کے ساتھ بھیجا ہے اس اعرابی نے مجھے نہیں چرایا اور نہ اس کے علاوہ کوئی اور میرا مالک ہے۔ حضرتؐ نے اعرابی سے پُوچھا آج تُو نے کونسی دُعا پڑھی تھی کہ خدا نے تیرے لیئے اُونٹ کو گویا کر دیا؟ اُس نے کہا یہ دُعا پڑھی تھی:- اللّٰھم انّک لست بالٰہ استحدثناک ولا معک الٰہ اعانک علی خلقنا ولا معک ربّ فیشرک فی ربوبیتک وانت ربنا کما تقول وفوق مایقول القائلون اسئلک ان تصلّی علی محمّد واٰل محمّد وان تبرأنی ببراءتی۔ حضرتؐ نے فرمایا اُسی خدا کی قسم جس نے مجھے کرامتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اے اعرابی میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تیری دُعا کو لکھ رہے تھے۔ اور جس کو ایسی بلا درپیش ہو چاہیئے کہ وہ اسی دُعا کو پڑھے اور مجھ پر اور میری آل پر صلواۃ بھیجے۔

اٹھارہواں معجزہ۔ ابن بابویہ، راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب فخرِ کائنات نے خیبر فتح کیا ایک خچر کو جو سیاہ یا نیلا تھا غنیمت میں لے لیا وہ حضرتؐ سے بولا میرے دادا کی نسل سے

ساٹھ خچر پیدا ہوئے اور اُن پر پیغمبروں کے علاوہ کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور اب میرے سوا کوئی اُس نسل سے باقی نہیں اور آپؐ کے علاوہ کوئی اور پیغمبر بھی نہیں۔ میں ہمیشہ سے آپؐ کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ سے پہلے میں بادشاہانِ یہود کی مِلک رہا ہوں لیکن کبھی میں نے ان کی اطاعت نہیں کی بلکہ جان بوجھ کر ان کو اپنی پشت سے زمین پر پٹک دیا کرتا تھا۔ وہ میرے پیٹھ اور پیٹ پر مارا کرتے تھے۔ میرے باپ دادا نے مجھے بتایا ہے کہ میرے جدِ اعلیٰ جناب نوحؑ کے ساتھ کشتی میں تھے وہ حضرتؑ اُن کی پُشت پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے تھے کہ اس خچر کی نسل سے ایک خچر پیدا ہوگا جس پر سید الانبیاء اور خاتم المرسلین سوار ہوں گے۔ حضرت زکریاؑ نے بھی یہی خوشخبری دی تھی الحمد للہ کہ خدا نے مجھے یہ شرف عطا فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تیرا نام یعفور رکھا۔ بعض کا قول ہے کہ عفیر رکھا۔ اور فرمایا کہ اگر تجھے مادہ کی خواہش ہو تو بیان کر۔ اُس نے کہا نہیں۔ جب اُس سے کہا جاتا کہ تجھ کو حضرتؐ بلاتے ہیں تو وہ فوراً حاضر ہوتا۔ جب اُسے کسی کو بلانے بھیجا جاتا تو وہ اُس کے دروازہ پر جاتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تو صاحب خانہ باہر آجاتا اور وہ اشارہ کرتا کہ چلو تم کو حضرتؐ بلاتے ہیں۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد وہ بیقراری سے دوڑتا پھرتا تھا یہانتک کہ ایک کنوئیں میں اپنے تئیں گرا دیا۔ وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔

انیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی عبدالقیس کا ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ وہ لوگ اپنے ہمراہ چند گوسفند بھی لائے اور حضورؐ سے عرض کی کہ ان گوسفندوں میں چند نشانیاں کر دیں تاکہ وہ ایک دُوسرے سے پہچانی جائیں۔ حضرتؐ نے اپنی انگشت مبارک سے اُنکے کانوں کے نچلے حصّہ کو دبایا جس سے اُن کے کان سفید ہو گئے۔ وہ علامت اُنکی نسل میں آجتک موجود ہے۔

بیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک اعرابی آیا۔ جو ایک سوسمار (گوہ) پکڑ کر آستین میں چھپائے ہوئے تھا۔ لوگوں سے پُوچھا کہ یہ کون ہے کہا یہ رسُولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ اُس نے کہا لات وعُزّیٰ کی قسم تم سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ اگر اس کا خوف نہ ہوتا کہ میری قوم کے لوگ مجھے جلد باز کہیں گے، تو بیشک تم کو قتل کر دیتا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے اعرابی ایمان لا۔ اُس نے کہا کہ یہ سوسمار ایمان لے آئے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا اے محبّت کرنے والے سوسمار! اُس نے بزبان فصیح جواب دیا لبیک وسعدیک اے زینت اہل قیامت اور سفید ونورانی ہاتھ منہ والوں کو بہشت میں لے جانے والے رسُولؐ کیا حکم ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ عرض کی اُس خدا کی جس کا عرش آسمان پر ہے اور اُس کی بادشاہی زمین میں ہے اور اُس کے عجائب دریا میں ہیں اور اُس کی صنعتیں صحرا میں ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں کے اندر ہے۔ اُس نے اپنا عذاب آگ میں قرار دیا ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا میں کون ہوں؟ اُس نے کہا آپ پروردگار عالمین کے رسُولؐ ہیں خاتم الانبیاء ہیں جس نے آپؐ کی تصدیق کی اُس نے نجات پائی اور جس نے آپؐ کو جھٹلایا وہ ہلاک ہوا۔ یہ سُنکر اعرابی نے کہا اس سے واضح تر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی جس وقت میں آپؐ کے پاس آیا تھا آپ سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں رکھتا تھا۔ اور اب اپنی جان اور اپنے باپ مال سے بھی زیادہ آپؐ کو محبُوب رکھتا ہوں۔ پھر اُس نے کلمۂ

شہادتین پڑھا اور مُسلمان ہو گیا اور اپنے قبیلہ بنی سلیم کی جانب واپس چلا گیا۔ اور اس معجزہ کا ذکر کیا تو ہزار آدمیوں سے زیادہ ایمان لائے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ اعرابی سعد بن معاذ تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو ان کے قبیلہ کا سردار بنایا تھا۔

اکیسواں معجزہ۔ راوندی نے عبداللہ بن اوفیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسولِ خدا کی خدمت میں ہم لوگ حاضر تھے کہ ایک مرد آیا اور کہا کہ فلاں شخص کا اُونٹ شرارت اور مستی کر رہا ہے اور کسی کے قبضہ میں نہیں آتا ہے۔ جو شخص اُس کے پاس جاتا ہے اس کو وہ ہلاک کر دیتا ہے۔ حضرتؐ اُس کے ساتھ روانہ ہوئے ہم لوگ اُن کے ساتھ چلے۔ جب اُس نے حضرتؐ کو دیکھا پاس آکر سجدہ میں گر پڑا۔ حضرت اپنا ہاتھ اُس کے سر پر پھیرنے لگے۔ پھر رسّی منگا کر اُس کی گردن میں باندھ دی اور اُس کے مالکوں کے حوالے کیا اور سفارش فرمائی کہ اُس سے نرمی برتیں۔ دوسری سند کے ساتھ یہ قصّہ جابرؓ سے روایت کیا گیا ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ اُونٹ بنی نجار کا تھا۔ جب حضرتؐ اُس کے پاس پہنچے اُس نے شکایت کی کہ اُس کا مالک اُس کو چارہ نہیں دیتا۔ حضرتؐ نے مالک سے سفارش کی اور اُونٹ کو اس کی اطاعت کی تاکید فرمائی۔

بائیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ ایک راستہ سے گزر رہے تھے۔ ایک اُونٹ آیا اور حضورؐ کے قدموں پر جُھک گیا اپنا مُنہ زمین پر ملنے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ پھر حضرتؐ نے اُس شخص کو طلب فرمایا اور کہا کہ اس کو فروخت کر دے۔ اُس نے انکار کیا جب آنحضرتؐ واپس ہوئے تو وہ اُونٹ حضرتؐ کیساتھ ہو لیا لوگوں نے ہرچند کوشش کی مگر وہ واپس نہ ہوا۔ چیخنے چلانے لگتا۔ آخر حضرتؐ نے استدعا کی کہ اُسے فروخت کر دے میں خریدتا ہوں۔ اُس نے مجبوراً بیچ دیا؛ حضرتؐ نے خرید کر جناب امیرؑ کو دے دیا۔ وہ حضرتؑ کے پاس جنگ صفین تک رہا اُس پر سامان بار کیا جاتا تھا۔

تیئیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سعد بن عبادہ نے ایک رات جناب رسُولِ خدا اور امیر المومنینؑ کی دعوت کی۔ وہ دونوں بزرگوارؑ روزہ سے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے رسولؐ اور اُس کے وصی نے تمہارے یہاں افطار کیا اور نیک بندوں نے کھانا کھایا اور دُوسرے روزہ داروں نے بھی افطار کیا اور فرشتوں نے تمہارے لیئے رحمت کی دُعا کی۔ پھر وہاں سے چلے تو سعد نے کہا حضور میرے دراز گوش پر سوار ہو جائیں۔ وہ بہت سُست اور بدمزاج تھا۔ حضرتؐ اُس پر سوار ہوئے تو وہ اس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی چوپایہ اُس کے برابر نہ تھا۔

چوبیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے محدثان خاصّہ وعامّہ سے روایت کی ہے کہ سفینہ آزاد کردۂ جناب رسُولِ خداؐ کہتے ہیں کہ حضرتؐ نے کسی جنگ میں مجھے بھیجا تھا۔ میں کشتی پر سوار جا رہا تھا کہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میرے ہمراہی اور تمام سامان ڈوب گئے۔ میں ایک تختہ پر بہتا ہوا چلا، موج نے مجھے ایک پہاڑ تک پہنچا دیا میں جب پہاڑ پر پہنچا تو ایک موج آئی جس نے پھر دریا میں پھینک دیا۔ پھر مجھے پہاڑ تک لے گئی۔ اسی طرح

کئی مرتبہ میں نے تھپیڑے کھائے۔ آخر ساحل تک پہنچ گیا اور شکرِ خدا بجالایا۔ لیکن دریا کے کنارے حیران و پریشان پھرتا رہا۔ ناگاہ ایک شیر نظر آیا جو میری طرف جھپٹا۔ میں جان سے ناامید ہوگیا اور ہاتھ آسمان کی جانب بلند کرکے دُعا کی خداوندا میں تیرا بندہ اور تیرے رسولؐ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ تُو نے مجھے ڈوبنے سے بچایا تو کیا اب شیر کو مجھ پر مسلط فرمائے گا۔ پھر میرے دل میں کسی نے ڈال دیا۔ میں نے شیر سے کہا کہ میں سفینہ پیغمبرِ خدا کا غلام ہوں۔ آنحضرتؐ کی حرمت اُن کے غلام کے حق میں بجالا۔ واللہ اتنا کہتے ہی اُس نے دھاڑنا بند کیا اور لومڑی کے مانند میرے پاس آیا اور اپنا مُنہ کبھی میرے داہنے پیر پر کبھی بائیں پیر پر ملتا تھا۔ پھر لیٹ گیا اور مجھے اشارہ کیا کہ پُشت پر سوار ہوجاؤ۔ میں سوار ہوگیا تو بہت جلد مجھے ایک جزیرہ میں لے گیا جس میں بہت سے میوے دار درخت اور شیریں پانی کا چشمہ تھا۔ پھر اُترنے کا اشارہ کیا۔ میں اُس کی پُشت سے نیچے اُترا وُہ میرے پہلو میں کھڑا ہوگیا۔ میں نے وہاں کے پھل کھائے پانی پیا، اور چند بڑے پتے توڑ کر اپنی ستر پوشی کی اور انہی پتوں سے ایک تھیلا بنایا جس میں درختوں کے پھل بھر لیے۔ اور اپنے کپڑوں کو پانی سے تر کر لیا تاکہ اگر پیاسا ہوں تو انہی کو نچوڑ کر پی لوں۔ میں ان کاموں سے فارغ ہوا تو پھر وُہ اُسی طرح لیٹ گیا۔ میں اُس کی پُشت پر سوار ہوا تو اُس نے مجھے دُوسرے راستہ سے دریا کے کنارے پہنچایا۔ وہاں دریا کے بیچ میں ایک کشتی جارہی تھی۔ میں نے اپنے کپڑے کو ہلایا۔ کشتی والوں نے مجھے دیکھ لیا اور کشتی قریب لاتے تو مجھے شیر پر سوار دیکھا۔ بہت تعجب کیا اور خدا کی تسبیح و تہلیل کرنے لگے۔ مجھ سے پُوچھا کہ تم جن ہو یا انسان میں نے کہا میں سفینہ رسولؐ خدا کا غلام ہوں اور یہ شیر آنحضرتؐ کے حق کی رعایت کے سبب میرا مطیع و فرمانبردار ہوگیا ہے۔ ان لوگوں نے جب حضرتؐ کا نام سُنا تو کشتی کو کنارے لائے اور لنگر ڈال دیا۔ دو شخصوں کو ایک چھوٹی کشتی میں بٹھا کر میرے پاس بھیجا اور میرے پہننے کے لیے کپڑے بھی بھیجے۔ میں شیر کی پُشت سے اُترا وُہ ایک طرف کھڑا ہوکر دیکھنے لگا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ اُن دونوں آدمیوں نے کپڑے میرے پاس پھینک دیئے۔ میں نے کپڑوں کو پہنا۔ پھر اُن میں سے ایک نے کہا آؤ میرے کاندھے پر سوار ہوجاؤ تاکہ تم کو کشتی تک پہنچا دوں ممکن ہے کہ شیر آنحضرتؐ کے حق کی رعایت ان کی اُمّت کے علاوہ کسی اور کے ساتھ نہ کرے۔ پھر میں شیر کے پاس گیا اور کہا خدا تجھ کو رسولؐ اللہ کے بارے میں جزائے خیر دے۔ یہ سُنکر واللہ شیر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اُس نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی۔ میں کشتی میں سوار ہوگیا۔ وُہ مجھے دیکھ رہا تھا یہانتک کہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے سفینہ کو ایک خط دے کر یمن روانہ فرمایا تھا تاکہ معاذ کو پہنچا دیں۔ اُنہوں نے اثنائے راہ میں شیر کو دیکھا کہ راستہ کے درمیان میں بیٹھا ہے۔ وُہ ڈرے اور بولے کہ میں رسولؐ خدا کا قاصد ہوں اور حضرتؐ کا خط معاذ کو دینے جارہا ہوں۔ یہ سُنکر شیر تیر کی طرح اُن کے سامنے سے دھاڑتا اور دوڑتا ہوا دُور چلا گیا۔ سفینہ چلے گئے۔ واپسی میں پھر ایسا ہی ہوا۔ جب سفینہ نے جناب رسولؐ خدا سے یہ قصّہ بیان کیا آپؐ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ اُس نے کہا تھا رسُولِ خدا کیسے ہیں۔ اور واپسی پر کہا تھا کہ حضرتؐ کو میرا سلام پہنچا دینا۔

پچیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ کسی سفر میں جارہا تھا کہ راستہ میں میرا اُونٹ بیٹھ گیا اور میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا۔ آنحضرتؐ قافلہ کے پیچھے واپس آئے اور اپنے ناقہ سے اُترے۔ اپنے لوٹے سے پانی مُنہ میں لے کر میرے اُونٹ پر ڈال دیا اور فرمایا اُٹھ تو اُس نے آنحضرتؐ کے اعجاز سے مثل ہرن کے جست کی۔ پھر حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ سوار ہو۔ میں سوار ہوکر حضرتؐ کے ساتھ ساتھ چلا۔ وُہ اس قدر تیز رفتار ہوگیا تھا کہ آنحضرتؐ کا ناقہ عضبا اس سے زیادہ تیز نہیں چلتا تھا۔ حضرتؐ فرمانے لگے کہ اس اُونٹ کو میرے ہاتھ نہیں بیچو گے؟ میں نے عرض کی یہ حضور ہی کا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا قیمت لے لو۔ پھر سو درم میں مجھ سے خرید فرمایا۔ مدینہ پہنچے تو میں نے اُونٹ کو حاضرِ خدمت کیا۔ حضرتؐ نے انس سے فرمایا کہ سو درم عمار کو دیدو اور اُونٹ بھی انہی کو واپس دے دو کہ یہ میری طرف سے اُن کو ہدیہ ہے۔

چھبیسواں معجزہ۔ راوندی نے بسند معتبر جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے عُتبہ پسر ابولہب کے لیے بد دُعا کی کہ خدا کسی درندہ کو تجھ پر مسلط فرمائے۔ ایک روز حضرتؐ چند صحابہ کے ساتھ مکّہ سے کہیں باہر گئے آپؐ سے پہلے عُتبہ وہاں پہنچ گیا تھا اور لمبی گھاسوں میں چھپا ہوا تھا تاکہ رات کو حضرتؐ کو ہلاک کرے؛ ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ رات ہوئی تو ایک شیر عُتبہ کو پکڑ کر آنحضرتؐ کی قیام گاہ پر آیا اور چلایا تو سب اس کی طرف متوجہ ہوگئے اُس نے بزبانِ فصیح کہا کہ یہ عُتبہ بن ابی لہب ہے۔ مکّہ سے تنہا آیا تھا تاکہ آنحضرتؐ کو قتل کرے۔ پھر اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈال دیا اور اُس کا گوشت بالکل نہیں کھایا۔

ستائیسواں معجزہ۔ راوندی نے سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم لوگ حضرتؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور کہا اے محمدؐ مجھے بتاؤ کہ میری اُونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تاکہ میں سمجھوں کہ تم سچے ہو اور ایمان لاؤں اور اطاعت کروں۔ حضرتؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ تم بتا دو۔ جناب امیرؑ نے اس کی ناقہ کی مہار پکڑی اور اس کے شکم پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور لبِ سُوئے آسمان نظر کی اور فرمایا خداوندا میں تجھ سے محمدؐ و آلِ محمدؐ اور تیرے اسمائے حسنیٰ اور کلماتِ تامہ کے حق سے سوال کرتا ہوں کہ اس ناقہ کو گویا کردے تاکہ وُہ خود مجھے بتادے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے۔ یہ سُنکر اُونٹنی بقدرتِ خدا بولی یا امیر المومنینؑ ایک روز یہ اعرابی مجھ پر سوار ہوکر اپنے چچا زاد بھائی کو دیکھنے گیا؛ جب وادی الخشک میں پہنچا میری پُشت سے اُتر کر مجھے بٹھایا اور میرے ساتھ جماع کیا۔ یہ سُنتے ہی اعرابی بول اُٹھا اے لوگو بتاؤ ان میں کون پیغمبر ہیں۔ لوگوں نے حضرتؐ کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ پیغمبر ہیں اور جن سے اُونٹنی باتیں کررہی ہے وُہ اُن کے بھائی اور وصی ہیں۔ یہ سُنکر اعرابی نے کلمہ شہادتین پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور حضرتؐ سے التجا کی کہ آپ دُعا کریں کہ اس اُونٹنی کا حمل زائل ہوجائے اور یہ رُسوائی دُور ہوجائے آنحضرتؐ نے دُعا کی تو ایسا ہی ہوا اور اعرابی کا اسلام نیک رہا۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے جناب ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا۔ آپؐ نے پُوچھا کہ تمہاری بکریاں کیا ہوئیں؟ میں نے عرض کی ان کا قصّہ عجیب ہے

ایک روز میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اُن کے گلّہ پر حملہ کیا اور ایک بچّہ اُن میں سے لے گیا۔ مَیں نے نماز کو قطع نہ کیا۔ ناگاہ ایک شیر آیا اور بچّہ کو اُس سے چھین کر گلّہ میں پہنچا دیا اور مجھ کو آواز دی کہ اے اہبان اپنی عبادت میں مشغول رہو کیونکہ خدا نے تمہارے گلّہ کی حفاظت کے لیئے مجھے تعینات فرمایا ہے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا شیر نے مجھ سے کہا کہ حضور سرورِ عالم کو مطلع کر دینا کہ خدا نے آپؐ کے مصاحب اور آپؐ کی شریعت کی حفاظت کرنے والے کی عزّت افزائی کی اور اس کی بکریوں کی حفاظت کے لیئے شیر کو مقرر فرمایا۔ یہ سُنکر اور لوگوں نے جو موجود تھے تعجّب کیا۔

اُنتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے روزِ عرفہ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی۔ ایک شخص نے کہا یا رسُولؐ اللہ مَیں نے اپنا اُونٹ فقیروں کو دے دیا۔ آپؐ نے ناقہ کو دیکھا اور فرمایا یہ فقیروں سے میرے واسطے خرید لو۔ وُہ خرید لیا گیا۔ وُہ رات کو حضرتؐ کے حجرہ کے پاس آیا اور آپؐ کو سلام کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا تجھ کو مبارک قرار دے۔ ناقہ بولا مَیں اپنے مالکوں کے پاس سے بھاگ کر صحرا میں چلا گیا تھا وہاں کی گھاسیں کھاتا تھا وہاں کے حیوانات مجھ کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ رسُولؐ اللہ کا ناقہ ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا تیرے مالک کا نام کیا ہے اُس نے کہا غضبا تو حضرتؐ نے اُس اُونٹ کا نام غضبا رکھ دیا۔ جب حضرتؐ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو وُہ ناقہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا مجھے کس پر چھوڑتے ہیں اور اپنے بعد کس سے میری سفارش فرماتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا خدا تجھے برکت دے مَیں نے تجھے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو دیا وُہ دُنیا و آخرت میں تجھ پر سوار ہوگی۔ حضرتؐ کی وفات کے بعد ایک رات جناب فاطمہؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ اے شہزادی آپ پر میرا سلام ہو۔ اب میری وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ آنحضرتؐ کے بعد سے مجھے دانا پانی اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ غرض دُوسرے روز اُس نے دُنیا کو ترک کر کے عقبیٰ کی راحت اختیار کی۔

تیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر انصاری اور عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے کہ باغِ بنی نجار میں ایک اُونٹ بہت سرکش داخل ہو گیا تھا اور جو شخص اُس باغ میں جاتا وُہ اس کو زخمی کر دیتا۔ ایک مرتبہ آنحضرتؐ اُس میں گئے اور اُس اُونٹ کو بُلایا؛ وُہ فوراً حاضرِ خدمت ہوا اور مُنہ زمین پر ملنے لگا۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے اس کی مہار باندھ کر اُس کے مالک کے حوالہ کیا۔ صحابہ نے کہا یا حضرتؐ حیوانات آپؐ کی پیغمبری سے واقف ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا دُنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو مجھے نہ پہچانتی ہو سوائے ابوجہل لعنہ اور تمام کافروں کے۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم کو زیادہ مناسب ہے کہ ہم آپؐ کو سجدہ کریں فرمایا کہ مَیں تو مَر جاؤں گا سجدہ اُس کو کرو جو ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔

اکتیسواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ دس یہودی بحث و تمحیص کے لیئے حضرتؐ کے پاس آئے اور چاہتے تھے کہ سوالات کریں ناگاہ ایک اعرابی آیا جو اپنا عصا اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے تھا جس کے سرے پر شامی ینبعی ہوئی تھی اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پہلے میرے سوال کا جواب دیجیئے حضرتؐ نے فرمایا یہ یہودی تم سے پہلے آئے ہیں کیا تم کو گوارا ہے کہ میں پہلے ان کے سوالوں کا جواب دے دوں

اعرابی نے کہا میں مسافر ہوں اور یہ لوگ اسی شہر کے باشندے اور اہل کتاب ہیں اور آپ کے ساتھ قومیت میں شریک ہیں۔ اگر آپ کے اور اُن کے درمیان کوئی معاملہ طے ہو جائے تو مَیں اس سے مطمئن نہیں ہو سکتا، اور احتمال ہو سکتا ہے کہ سازش ہو۔ اور مَیں جب تک کوئی کُھلا ہوا معجزہ نہ دیکھ لوں قانع نہیں ہو سکتا حضرتؐ نے فرمایا علیؑ بن ابی طالبؑ کو بلاؤ۔ وُہ حضرتؑ آئے تو اعرابی نے کہا کہ ان کو کس لیئے بلایا ہے مجھے تو آپ سے کام ہے۔ فرمایا تو مجھ سے علم حاصل کرنا چاہتا ہے اور علیؑ صاحبِ بیان شافی اور علم رکھنے والے ہیں۔ مَیں علم کا شہر ہوں اور وُہ اس کا دروازہ ہیں۔ جو شخص علم و حکمت چاہتا ہو اُس کو چاہیئے کہ دروازہ سے آئے۔ پھر بآوازِ بلند ارشاد فرمایا کہ جو شخص آدمؑ کو اُن کی جلالت میں، شیثؑ کو ان کی حکمت میں، ادریسؑ کو ان کی بزرگی میں، نوحؑ کو شکر اور ان کی عبادت میں، ابراہیمؑ کو وفا اور اُن کی خلّت میں، موسیٰؑ کو خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے دُشمنی اور اُن کے ساتھ جہاد کرنے میں اور عیسیٰؑ کو خدا کی محبّت اور مومنوں کے ساتھ دوستی میں دیکھنا چاہے تو اُس کو چاہیئے کہ علیؑ کو دیکھے۔ حضرتؐ کے اس ارشاد سے مومنوں کے ایمان میں اور منافقوں کے نفاق میں اور ترقی ہوگئی۔ اعرابی نے کہا اے محمدؐ آپ اپنے پسرِ عم کی اس قدر مدح کرتے ہیں کیونکہ اُنکی عزّت و شرف آپ کی عزّت و شرف کا باعث ہے۔ مَیں آپ کی یہ بات نہیں مان سکتا۔ ہاں کوئی ایسا گواہ گواہی دے جس کی گواہی میں کسی قسم کی غلطی و جھُوٹ کا احتمال نہ ہو۔ حضرتؐ نے پُوچھا وُہ کون ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ سوسمار[1] جو تھیلے میں میری پیٹھ پر لٹکا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کو باہر نکال تاکہ وُہ میری رسالت اور میرے بھائی علیؑ کی فضیلت پر گواہی دے۔ اُس نے کہا مَیں نے اس کے گرفتار کرنے میں بہت تکلیف اُٹھائی اور بڑی محنت کی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ بھاگ جائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ نہیں جائیگا اگر چلا جائے تو یہی تیرے لیئے میری تکذیب کو کافی ہے۔ اور اگر وُہ حق کیساتھ گواہی دے دے تو تجھ کو چاہیئے کہ اسکو رہا کر دے پھر تجھے محمدؐ اس سے بہتر عوض دے گا۔ یہ سُنکر اعرابی نے سوسمار کو تھیلے سے باہر نکالا اور زمین پر چھوڑ دیا۔ سوسمار نے آنحضرتؐ کی طرف رُخ کیا اور اپنا مُنہ آنحضرتؐ کے قریب خاک پر ملنے لگا۔ پھر سر اٹھا کر بقدرتِ خدا گویا ہوا کہ مَیں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)، اُس کے بندہؐ برگزیدہ اور رسُولؐ ہیں، بہترین انبیا ہیں، بہترین خلائق ہیں اور خاتمؐ المرسلین ہیں اور مومنین کو جنّت میں پہنچانے والے ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ کے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ایسے ہی ہیں جیسی آپؐ نے اُن کی توصیف فرمائی ہے؛ اور ان کی فضیلت وہی ہے جس کا آپؐ نے تذکرہ فرمایا۔ اُن کے محب جنّت میں باوقار اور اُن کے دُشمن جہنم میں ہمیشہ معذب رہیں گے۔ یہ سُنکر اعرابی رونے لگا اور کہا یا رسُولؐ اللہ میں بھی وُہی گواہی دیتا ہوں جو اس جانور نے دی ہے کیونکہ مَیں نے وُہ سب کچھ دیکھ اور سُن لیا جس کے بعد بغیر ایمان کے چارہ نہیں ہے۔ اُس اعرابی نے یہودیوں سے کہا کہ افسوس ہے تم پر اگر اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد اور معجزہ طلب کرتے ہو؛ اگر ایسی واضح نشانی کے بعد بھی تم ایمان نہ لائے تو ہلاک ہو گے۔ آخر وُہ یہودی بھی ایمان لاتے اور کہا اے سوسمار تُو نے اپنی تعظیم کا حق ہم پر ثابت کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے اعرابی اس حیوان کو رہا کر دے کیونکہ خدا و رسُولؐ اور

برادرِ رسولؐ پر ایمان لایا ہے۔ ایسا جانور مناسب نہیں ہے کہ قید رہے بلکہ چاہیئے کہ اپنے جنس کے حیوانوں پر سردار رہے۔ اگر تو اُس کو رہا کر دے گا تو خدا تجھ کو اس سے بہتر عوض عطا فرمائے گا۔ سوسمار نے کہا یارسولؐ اللہ اس کا عوض مجھ پر چھوڑ دیجیئے میں ادا کروں گا۔ اعرابی نے کہا کیا عوض دے گا؟ اُس نے کہا چلو میرے ساتھ اُس سُوراخ تک جہاں سے تم نے مجھے پکڑا ہے، دس ہزار اشرفی اور آٹھ لاکھ درم وہاں سے لے آؤ۔ اعرابی نے کہا ان تمام لوگوں نے سُن لیا اور یہ صاحب قوت ہیں۔ میں تھکا ہوا اور بیمار ہوں کیونکہ دُور سے سفر کی تکلیفیں برداشت کر کے آیا ہوں۔ یہ لوگ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گے اور وُہ خزانہ لے لیں گے۔ سوسمار نے کہا خدا نے وُہ خزانہ میرے عوض میں تیرے لئے مقرر فرمایا ہے وُہ کسی کو اُس پر متصرف نہ ہونے دے گا۔ یہ سُنکر اعرابی تیزی سے چلا اور منافقوں کا ایک گروہ بھی جو اُس مجلس میں حاضر تھا، روانہ ہو کر پہلے پہنچ گیا۔ اُن میں سے جو شخص اُس سُوراخ میں ہاتھ ڈالتا ایک بڑا سانپ اُس میں سے نکل کر اُس کو مار ڈالتا۔ جب وُہ اعرابی وہاں پہنچا اُس سانپ نے اُس سے کہا خدا نے مجھے تیرے مال کی حفاظت کے لیئے موکل فرمایا تھا۔ مَیں نے ان سب کو تیری خاطر ہلاک کر دیا۔ اعرابی نے اُن تمام دینار و درہموں کو نکالا لیکن اُس کے لیئے لے جانا دُشوار تھا۔ سانپ نے کہا کہ اپنی کمر سے رسّی کھول اُس کا ایک سرا ان دونوں تھیلیوں پر اور ایک سرا میری دُم میں باندھ دے میں ان کو کھینچ کر تیرے گھر پہنچا دُونگا اور مَیں ان کی حفاظت کا ذمّہ دار ہوں۔ اعرابی نے ایسا ہی کیا اور سانپ نے اُس مال کو اُس کے گھر پہنچا دیا اور ہمیشہ اُس مال کی حفاظت کرتا رہا یہانتک کہ اعرابی نے اس مال سے باغات اور زمینیں خرید لیں۔ جب وُہ مال ختم ہو گیا تو وُہ سانپ واپس چلا گیا۔

اُنیسواں[19] بابؑ

آنحضرتؐ کی دُعاؤں کی قبولیت کا بیان جو آپؐ نے مُردوں کے زندہ کرنے، اُن سے ہمکلام ہونے اور بیماروں کے شفایاب ہونے کے لیئے کی تھیں اور جو کرامتیں آپؐ کے اعضائے اقدس سے ظاہر ہوئیں

پہلا معجزہ۔ شیخ مفید و شیخ طوسی و قطب راوندی اور ابن شہر آشوب بلکہ تمام محدثان خاصّہ و عامّہ نے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مجھے جنگ خیبر میں طلب فرمایا جبکہ میری آنکھیں آشوب کر آئی تھیں اور درد کی شدّت سے ان کا کُھلنا دشوار تھا۔ حضرتؐ نے اپنا لعابِ دہن اُن پر لگا دیا اُسی وقت مجھے شفا ہو گئی۔ آپؐ نے اپنا عمامہ میرے سر پر باندھا اور دُعا کی خداوندا علیؑ سے

سردی و گرمی کی تکلیف دُور کر دے۔ حضرتؐ کی دُعا کی برکت سے آج تک گرمی و سردی نے مجھ پر اثر نہ کیا۔ جناب امیرؑ سردیوں میں باریک کُرتہ پہنتے تھے اور آپؑ پر سردی کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

دُوسرا معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے بچپن میں مکّہ میں سخت قحط پڑا۔ قریش میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ لات و عزّیٰ سے پناہ حاصل کرو۔ بعضوں نے منات کے بارے میں کہا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ حق سے دُور کیوں ہو رہے ہو تم میں بقیۂ ابراہیمؑ اور خلاصۂ اسمٰعیلؑ ابوطالبؓ ہیں بارش کے لیئے اُن کو شفیع قرار دو۔ غرضکہ جناب ابوطالبؓ کو تیار کیا۔ آپ چند بچّوں کو لے کر نکلے اُن میں ایک بچّہ مثل آفتاب کے تھا یعنی پیغمبرؐ آخرالزمان۔ اُس خورشیدِ آسمان نبوّت نے کعبہ سے اپنی پُشت مبارک لگائی اور ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیئے۔ اُسی وقت آسمان پر ابر آیا اور بارش ہوئی۔ جناب ابوطالبؓ نے آنحضرتؐ کی شان میں ایک قصیدہ کہا جس کے ایک شعر کا مضمون یہ ہے کہ آنحضرتؐ ایسے نورانی صورت ہیں جس کی برکت سے ابر سے پانی برستا ہے۔ آپؐ یتیموں کے لیے فیض بخش اور بیوہ عورتوں کی پناہ ہیں۔

تیسرا معجزہ۔ شیخ طوسی نے روایت کی ہے کہ جنگ حُدیبیہ میں اصحاب پر تشنگی غالب ہوئی انہوں نے حضرتؐ سے ذکر کیا۔ آپؐ نے دُعا کے لیئے ہاتھ بلند کیئے ناگاہ ایک ابر پیدا ہوا جس سے سب سیراب ہو گئے۔

چوتھا معجزہ۔ بصائر الدرجات میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے بسند معتبر منقول ہے کہ ایک نابینا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسولؐ اللہ دُعا فرمایئے کہ خداوند عالم میری آنکھیں روشن کر دے حضورؐ نے دُعا کی اور آنکھیں بینا ہو گئیں۔ پھر دوسرا نابینا آیا اُس نے بھی یہی خواہش کی۔ آپؐ نے فرمایا بہشت کو زیادہ پسند کرتے ہو یا آنکھیں چاہتے ہو؟ عرض کی کیا نابینا ہونے کا عوض بہشت ہے۔ فرمایا خدا اس سے زیادہ کریم ہے کہ کسی بندۂ مومن کو اندھا رکھے اور پھر اس کو بہشت میں جگہ نہ دے۔

پانچواں معجزہ۔ بصائر اور خرائج میں امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے کہ چند روز سے مَیں نے گوشت نہیں کھایا ہے۔ ایک انصاری یہ سُنکر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مبارک ہو ہم کو غنیمت حاصل ہوئی۔ مَیں نے حضرتؐ سے ایسا سُنا ہے۔ میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے اس کے علاوہ کوئی جانور نہیں اسی کو ذبح کر کے پکاؤ۔ زوجہ نے خوشی خوشی اُس کا گوشت تیار کیا۔ وُہ انصاری آنحضرتؐ کی خدمت میں اُس کو لے کر حاضر ہوا۔ حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ اور اس کی ہڈیاں جمع کرتے جاؤ۔ غرض وُہ انصاری جب گھر واپس گیا تو دیکھا کہ وہی بچّہ گھر میں اُچھل کُود رہا ہے۔

چھٹا معجزہ۔ بصائر میں بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ کی والدہ معظمہ فاطمہؓ بنت اسد برحمت حق واصل ہوئیں امیرالمومنینؑ نے آنحضرتؐ کو آکر اطلاع دی۔ پیغمبرؐ خدا یہ سُنکر رونے لگے اور فرمایا کہ واللہ وُہ میری ماں بھی تھیں۔ پھر آپؐ ان کی میّت پر تشریف لائے اور اپنا پیراہن اور چادر دے کر فرمایا اے علی اس کو کفن میں شامل کرو۔ جب فارغ ہونا تو مجھے اطلاع دینا۔ غرض جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو آنحضرتؐ نے اُن کی نماز میّت پڑھی کہ اُن کے قبل اور بعد کسی پر ایسی نماز نہیں پڑھی پھر آپؐ اُن کی قبر میں اُترے اور لیٹ گئے۔ پھر جناب فاطمہؓ کو قبر میں لٹایا اور پُکارا اے فاطمہؓ! تو جواب ملا

لبیک یا رسُولؐ اللہ۔ فرمایا کیا وُہ تمام اُمور جنکا خدا نے وعدہ کیا تھا آپ کو حاصل ہو گئے؟ جناب فاطمہؓ نے جواب دیا ہاں اے رسُولؐ اللہ خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ پھر آنحضرت دیر تک اُن سے بطور راز گفتگو کرتے رہے۔ پھر قبر سے باہر نکلے تو لوگوں نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپؐ نے چند ایسے کام کیئے کہ کسی کے لیئے نہیں کیئے تھے۔ فرمایا ایک روز میں نے اُن سے کہا تھا کہ لوگ اپنی قبروں سے برہنہ محشور ہوں گے تو وُہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور رونے لگیں اور کہا کیسی رُسوائی ہے یہ۔ اسی لیئے میں نے ان کو اپنا پیراہن پہنا دیا اور خدا سے التجا کی کہ اُن کا کفن میلا نہ ہو یہانتک کہ وُہ داخل بہشت ہوں۔ اور ایک روز میں نے اُن سے سوال اور فشار قبر کے بارے میں ذکر کیا تو وُہ فریاد کرنے لگیں، اسی لیئے میں ان کی قبر میں لیٹ گیا اور خدا سے دُعا کی کہ ان کی قبر میں بہشت کی جانب سے ایک دروازہ کھول دے اور ان کی قبر کو بہشت کے مانند گلزار بنا دے۔

ساتواں معجزہ۔ خرائج میں روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہرن طلب فرمایا۔ اُس کو ذبح کر کے اُس کا گوشت پکایا گیا۔ جب حضرتؐ کے سامنے لائے تو آپؐ نے فرمایا اس کا گوشت کھاؤ اور ہڈیاں مت توڑو۔ کھانے کے بعد اُس کی کھال میں ہڈیاں جمع کیں۔ پھر حضرتؐ نے دُعا کی اور وُہ ہرن زندہ ہو گیا۔

آٹھواں معجزہ۔ خرائج، اعلام الورٰی اور مناقب میں روایت ہے کہ ایک لڑکے کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے اُس کا سر گنجا تھا بال نہ تھے۔ اور عرض کی کہ حضرتؐ اس کے لیئے دُعا کریں۔ حضرتؐ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اُسی وقت اُس کے سر پر بال نکل آئے اور اس کو شفا ہو گئی۔ جب یہ خبر اہل یمن کو پہنچی، کچھ لوگ ایک لڑکے کو مسیلمہ کذاب کے پاس لائے اُس نے بھی اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اُس کے سر پر جو کچھ بال تھے وُہ بھی گر گئے اور وُہ بالکل گنجا ہو گیا۔ آج تک اس کی اولاد میں لڑکے گنجے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

نواں معجزہ۔ خرائج میں مذکور ہے کہ جہینہ کے ایک شخص کے اعضا خورہ کے سبب سے گر گئے تھے اُس نے آنحضرتؐ سے شکایت کی۔ حضرتؐ نے تھوڑا پانی منگوایا اور اپنا لعاب دہن اُس میں ڈالا اور فرمایا کہ اس پانی کو اپنے بدن پر چھڑک لے اس نے اس کو اپنے جسم پر ملا تو فوراً شفایاب ہو گیا۔

دسواں معجزہ۔ راوندی اور شہر آشوب نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا میں زمانۂ جاہلیت میں ایک سفر سے واپس آیا میں نے اپنی پانچ سالہ لڑکی کو دیکھا کہ زیور وغیرہ سے آراستہ گھر میں کھیل رہی ہے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فلاں وادی میں لے جا کر چھوڑ آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے ساتھ اُس وادی میں چلو۔ وُہ حضرتؐ کو ساتھ لے گیا حضرتؐ نے لڑکی کا نام معلوم کیا اور فرمایا اے فلاں لڑکی بحکم خدا زندہ ہو جا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ وُہ لڑکی لبیک یا رسُولؐ اللہ وسعدیک کہتی ہوئی چلی آ رہی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تیرے باپ ماں مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو چاہے تو میں اُن کے پاس تجھے واپس بھیج دوں۔ لڑکی نے کہا مجھے اُن سے کوئی سروکار نہیں میں نے اپنے خدا کو اُن سے زیادہ بہتر پایا ہے۔

گیارہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ سلمہ بن الاکوع کو جنگِ خیبر میں ایک کاری زخم لگا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ اُس زخم پر پھُونک دیا وُہ اُسی وقت اچھا ہو گیا۔ اور جنگ اُحد میں قتادہ ابن نعمان کی آنکھ میں زخم لگا اور آنکھ نکل پڑی دوسری روایت کے مطابق آنکھ بالکل ضائع ہو گئی حضرت نے ہاتھ پھیرا تو اُس سے بہتر آنکھ پیدا ہو گئی۔

بارہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری جوان کی ماں بہت بوڑھی اور نابینا تھی۔ وُہ بیمار ہوا۔ حضرتؐ اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ جب اُس کے گھر پہنچے وُہ مر چکا تھا۔ اُسکی ماں نے کہا خداوندا اگر میں نے صرف تیری اور تیرے پیغمبرؐ کی خوشنودی کے لیئے ہجرت کی ہے اس اُمید پر کہ تو ہر تکلیف و مصیبت میں میری مدد کرے گا تو اس بلا کا بوجھ مجھ پر مت ڈال۔ پھر حضرتؐ نے اُس کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو وُہ زندہ ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرتؐ کے ساتھ کھانا کھایا۔

تیرھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں حضرتؐ کے ساتھ حجۃ الوداع کے لیئے چلا جب ہم وادیٔ روحاء میں پہنچے تو ایک عورت ایک لڑکے کو اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ جب سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے اس کا گلا بند ہو جاتا ہے اور یہ مصروع اور بے ہوش ہو جاتا ہے۔ حضرتؐ نے اُس لڑکے کے مُنہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا وُہ شفایاب ہو گیا۔ حضرتؐ نے وہاں رفع حاجت کا ارادہ کیا۔ وہاں کوئی ایسی جگہ نہ تھی کہ حضرتؐ لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ ان خرمہ کے درختوں اور پتھروں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسُولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دُوسرے کے نزدیک ہو جاؤ اور پتھروں سے کہو کہ تم دُور ہو جاؤ۔ اسامہ کہتے ہیں کہ اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب میں نے آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق درختوں کو حکم دیا تو وُہ ایک دُوسرے سے قریب ہو کر آپس میں مِل گئے اور پتھر وہاں سے منتشر ہو گئے۔ حضرتؐ نے ان درختوں کے پیچھے رفع حاجت کی۔ اور واپس ہوئے تو درخت اور پتھر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئے۔

چودھواں معجزہ۔ شیعہ اور سُنّی نے متعدد طریقہ سے روایت کی ہے کہ ہجرت سے پہلے مدینہ میں تمام شہروں سے زیادہ طاعون اور بیماریاں ظاہر ہُوا کرتی تھیں۔ جب حضرتؐ مدینہ میں آئے تو دُعا کی کہ خداوندا ہمارے لیئے مدینہ کو محبوب قرار دے جس طرح مکّہ کو محبوب بنایا ہے اور اس کی ہَوا کو صحت مند اور یہاں کے پیمانوں کو بابرکت کر دے اور بیماریوں کو جحفہ میں منتقل فرما۔ اسی سبب سے مدینہ کی ہوا تمام شہروں سے زیادہ بہتر اور نعمتیں ہر جگہ سے زیادہ ہیں اور طاعون اور دُوسری بیماریوں نے اہل جحفہ سے جحفہ کو خالی کرا دیا۔

پندرہواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ ابوطالبؓ بیمار ہوتے اور جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کو آئے۔ جناب ابوطالبؓ نے کہا اے فرزند برادر دُعا کرو کہ خدا مجھے شفا بخشے۔ حضرتؐ نے دُعا کی وُہ اُسی وقت صحت یاب ہو گئے اور اُٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ بیمار ہی نہ تھے۔

سولھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیرؑ سخت بیمار ہوئے اور تکلیف کی شدت ہوئی تو دعا کی خداوندا اگر میری موت قریب ہے تو مجھ کو راحت عطا فرما۔ اگر دور ہے تو مجھ پر کرم فرما اور اگر تو میرے لیے بلاؤں کو پسند فرماتا ہے تو مجھے ان پر صبر کی توفیق کرامت فرما۔ یہ سنکر آنحضرتؐ نے دعا کی کہ خداوندا اس کو شفا عنایت فرما اور علیؑ سے فرمایا کہ اٹھو۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اُس کے بعد آنحضرتؐ کی دعا کی برکت سے پھر کبھی کوئی بیماری، درد اور تکلیف مجھے نہیں ہوئی۔

سترھواں معجزہ۔ راوندی نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ عمرو بن معاذ کا پیر ایک جنگ میں کٹ گیا۔ حضرتؐ نے اپنا لعابِ دہن اُس جگہ لگا دیا وہ متصل ہو گیا۔

اٹھارہواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لائی اور کہا اس لڑکے کو جنون اور صرع کی بیماری ہے ہر صبح و شام مبتلا ہوا کرتا ہے۔ حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک اُس کے ہاتھ پر پھیرا اور دعا کی۔ ناگاہ اُس کے حلق سے ایک فضلہ دودھ کے مانند نکلا اور وہ بچہ شفایاب ہو گیا۔

اُنیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے محدثانِ خاص و عام سے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں ابوجہل لعین کے وار سے معاذ بن عفرا کا ہاتھ جدا ہو گیا وہ اپنا ہاتھ لیے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آیا حضرتؐ نے اپنا آبِ دہان معجزہ نشان اُس مقام پر مَل کر ہاتھ کو جوڑ دیا وہ پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو گیا۔

بیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص کے سر کے بال سجدہ میں سجدہ گاہ پر بکھر جاتے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس کے سر کو قبیح کر دے تو اس کے سر کے تمام بال گر گئے۔

اکیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ انس کی ماں نے حضرتؐ سے التجا کی کہ انس کے لیے دعا کیجیے کیونکہ وہ آپؐ کا خادم ہے۔ چونکہ وہ سعادتِ آخرت کے قابل نہ تھا حضرتؐ نے اس کے لیے یہ دعا کی کہ خداوندا اس کا مال اور اولاد زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اس کو عطا کیا ہے اس میں برکت دے۔ تو اس کی اولادیں ترقی ہوئی یہاں تک کہ سو سے زیادہ لڑکے اور لڑکوں کے لڑکے ہوئے اور ایک مرتبہ کے طاعون میں سب مر گئے۔

بائیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا داہنے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اس نے کہا میرے امکان میں نہیں ہے اور یہ جھوٹ کہا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو نہیں کھا سکے گا۔ اس کے بعد اُس نے داہنے ہاتھ سے کھانے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ دہن تک نہ پہنچا سکا، ہاتھ اِدھر اُدھر ہو جاتا تھا۔

تیئسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے عمر بن اخطب سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے پانی طلب فرمایا۔ میں آپؐ کے لیے لے کر حاضر ہوا۔ اس میں ایک بال پڑا ہوا تھا میں نے نکال کر پھینک دیا حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اسے حسن و جمال عطا فرما۔ ابونہیک ازدی کہتے ہیں کہ میں نے اسکو دیکھا جبکہ اُسکی

نوّے سال کی عمر ہو چکی تھی کہ اُس کے سر و ریش کا ایک بال بھی نہیں سفید ہوا تھا۔

چوبیسواں معجزہ۔ سید مرتضیٰ، ابن شہر آشوب اور راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نابغہ جعدی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح میں اشعار پڑھے جن کے ایک شعر کا یہ مضمون تھا "ہم آسمانِ عزت و کرم تک پہنچے اور اس سے زیادہ بلندی کے اُمیدوار ہیں"۔ حضرتؐ نے فرمایا آسمان سے بلند تر اور کیا گمان رکھتے ہو؟ اُس نے کہا بہشت سے مراد ہے۔ فرمایا سچ کہا خدا تیرے دانتوں کو سلامت رکھے راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو ایک سو تیس کی عمر میں دیکھا کہ اُس کے دانت سفیدی اور صفائی میں گل بابونہ کے مانند تھے حالانکہ اُس کا تمام جسم لاغر و کمزور ہو گیا تھا سوائے اس کے بالوں کے۔ اور دوسری روایت کے بموجب اُس کے جو دانت گر جاتے تھے اُس سے بہتر دانت نکل آتے تھے۔

پچیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک روز ایک عورت نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسولؐ اللہ میں ایک مسلمان عورت ہوں میرا شوہر گھر میں مثل عورتوں کے رہتا ہے حضرتؐ نے اُس کے شوہر کو بلایا اور عورت سے پوچھا کیا شوہر سے تجھ کو نفرت ہے؟ عرض کی ہاں۔ آپؐ نے اُن کے لیے دعا کی اور دونوں کی پیشانیاں ایک دوسرے سے ملا دیں اور کہا خداوندا ان میں محبت عطا فرما اور ایک کو دوسرے کا محبوب بنا دے۔ اس کے بعد اس کی زوجہ کہا کرتی تھی کہ کوئی شخص شوہر سے زیادہ مجھ کو محبوب نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اقرار کر کہ میں خدا کا رسولؐ ہوں۔

چھبیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عمر بن اطلق خزاعی نے آنحضرتؐ کو پانی پلایا۔ آپؐ نے دعا فرمائی کہ خداوندا اس کو جوانی سے سرفراز رکھ۔ وہ اسّی سال کا ہو گیا تھا مگر اُسکی داڑھی کا ایک بال سفید نہیں ہوا تھا۔

ستائیسواں معجزہ۔ عطا سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے غلام صائب بن یزید کا سر درمیان سے سیاہ تھا اور اس کے سر و ریش کے تمام بال سفید تھے۔ میں نے سبب پوچھا تو کہا کہ میں ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری طرف سے گزرے میں نے سلام کیا حضرتؐ نے جواب دے کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کی میں صائب برادر نمر بن قلسط ہوں۔ حضرتؐ نے میرے درمیانِ سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی۔ اسی وجہ سے درمیانِ سر جہاں تک حضرتؐ کا ہاتھ تھا سیاہ ہے باقی تمام بال سفید ہو گئے۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو یمن بھیجا تو عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر کسی معاملہ میں مجھے شک ہو تو کیا کروں؟ حضرتؐ نے فرمایا خدا تمہارے دل کی ہدایت کرے گا اور زبان کو حق کے ساتھ گویا فرمائے گا۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کسی فیصلہ میں مجھے شک نہیں ہوا۔

اُنتیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ مرہ بن جبل بیان کرتے ہیں کہ میں حضرتؐ کے ہمراہ ایک غزوہ میں ایک مادہ گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا اے سوارِ

ساتھ چل۔ مَیں نے عرض کی میری گھوڑی لاغر و ناتوان ہے۔ حضرتؐ کے ہاتھ میں ایک تازیانہ تھا آہستہ سے اُس کو مارا اور فرمایا خداوندا اس کے لیئے برکت دے۔ اس کے بعد وُہ ایسی تیز اور چُست ہو گئی کہ مَیں اس کو روکا کرتا تھا لیکن وُہ گھوڑوں سے آگے نکل جاتی تھی۔ اور اس کے بچّے اس قدر ہوئے کہ مَیں نے بارہ ہزار درہم میں فروخت کیئے۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ ایک اندھا شخص حضرتؐ کے پاس آیا اور اپنی کورچشمی کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا وضو کرکے دو رکعت نماز بجالا پھر یہ دُعا پڑھ۔ اَللّٰھم انی اسئلك واتوجه اليك بمحمّدٍ نبیّ الرّحمة یا محمّدؐ انی اتوجه بك علی ربّك ليجلونه عن بصری اللّٰھم شفعه فی وشفعنی فی نفسی۔ عثمان کہتے ہیں کہ مَیں ابھی حضرتؐ کے پاس سے ہٹا نہ تھا کہ اُس کی آنکھیں بینا ہوگئیں۔ گویا وُہ کبھی اندھا ہی نہ تھا۔

اکتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ اجل بن جمال نے بیان کیا کہ میرا چہرہ سفید ہوگیا تھا۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور اپنا دستِ مبارک میرے چہرہ پر پھیر دیا۔ اُسی وقت وُہ صحیح ہوگیا اور کوئی اثر سفید داغ کا باقی نہ رہا۔

بتیسواں معجزہ۔ راوندی نے فضل بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں بخیل اور ڈرنے والا اور بہت سونے والا ہوں دُعا فرمایئے کہ خدا مجھ سے یہ بُری عادتیں زائل کر دے۔ حضرتؐ نے دُعا فرمائی اور وُہ سخی و شجاع تھا اور کم سونے والا مرد بن گیا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی اور دُوسرے محدّثین نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے دُعا کی کہ پالنے والے جس طرح قریش کو پہلے تُو نے ذلّت و نکبت میں مبتلا فرمایا تھا، اُسی طرح اُن کے آخر کے لوگوں کو نعمت و بخشش سے مالا مال کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چونتیسواں معجزہ۔ راوندی نے کسی صحابی سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے یک بیک کھڑے ہو گئے اور کچھ دُور جاکر ہاتھ بڑھائے جیسے کسی سے مصافحہ کر رہے ہوں۔ پھر واپس آکر ہمارے پاس بیٹھ گئے۔ ہم انکی آواز سُن رہے تھے مگر کوئی نظر نہ آتا تھا حضرتؐ نے فرمایا یہ اسمٰعیل فرشتہ باراں تھا خدا سے اجازت لے کر میری ملاقات کو آیا تھا۔ اُس نے مجھ کو سلام کیا۔ مَیں نے اُس سے کہا کہ ہمارے لیئے پانی برساؤ۔ اُس نے کہا آپ لوگوں کے لیئے بارش کا وعدہ فلاں روز ہے۔ جب وعدہ کا دن آیا صبح کو ہم نے نماز پڑھی۔ کہیں ابر کا نشان نہ تھا۔ اور نمازِ ظہر پڑھی اور ابر ظاہر نہ ہوا۔ جب ہم نمازِ عصر سے فارغ ہوئے ایک ابر نمودار ہوا اور خوب بارش ہوئی تو ہم ہنسنے لگے۔ حضرتؐ نے سبب پوچھا ہم نے عرض کی کہ اُس فرشتہ کا وعدہ پُورا ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسے اُمور یاد رکھو اور بیان کیا کرو تاکہ اظہارِ حق ہوتا رہے۔ بسندِ معتبر امام محمّد باقرؑ سے بھی اسی روایت کے مانند روایت کی گئی ہے

پینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک مرتبہ ایک یہودی سے کچھ قرض مانگا اس نے بھیج دیا۔ پھر آکر پُوچھا کہ آپ نے جو کچھ طلب فرمایا تھا آپ کو مل گیا؟ فرمایا ہاں۔ اُس نے کہا جو

ضرورت ہو آپ منگا لیا کیجیئے۔ حضرتؐ نے اس کو دُعا دی کہ خدا تیرا حسن و جمال قائم رکھے۔ اس یہودی کی عمر اسّی ۸۰ سال تک پہنچی اور اُس کے سر و ریش کا ایک بال سفید نہ ہوا۔

چھتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جنگ تبوک میں ایک شخص پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا۔ اور پانی میسّر نہ تھا۔ لوگوں نے عرض کی یا حضرتؐ دُعا کیجیئے کہ خدا پانی عطا فرمائے۔ فرمایا ہاں خداوندِ کریم میری دُعا رد نہ فرمائے گا۔ پھر دُعا کی اُسی وقت موسلا دھار بارش ہوئی۔ ایک گروہ نے منجموں کی طرح کہا کہ فلاں ستارہ کے سبب بارش ہوئی ہے۔ حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ سُنتے ہو یہ بداعتقاد لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ خالد نے کہا اجازت دیجیئے کہ ان کی گردنیں اُڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ ایسا کہتے تو ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ بارش خدا نے بھیجی ہے۔

سینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی ایک شخص اس طرف سے آئے گا جو بہترین اوصیا ہے اور پیغمبروں کے نزدیک اُس کی قدر و منزلت سب سے زیادہ ہے۔ اُسی وقت علیؑ بن ابی طالبؑ آئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس سے گرمی و سردی برطرف کر دے۔ اس کے بعد جناب امیرؑ کو آخر عمر تک گرمی و سردی کا اثر نہ ہوا۔ آپؑ سردیوں میں ایک کرتا پہن کر گزار دیتے تھے۔

اڑتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک انصاری کے پاس ایک بکری کا بچہ تھا اُس نے کہا اُس کا کچھ بُھنا ہوا گوشت پکاؤ اور باقی کا سالن تیار کرو۔ شاید آنحضرتؐ ہم کو سرفراز فرمائیں اور آج رات ہمارے یہاں افطار کریں۔ یہ کہہ کر وُہ تو مسجد کی جانب گیا اُس کے دو چھوٹے بچّے تھے جنہوں نے باپ کو بکری کا بچّہ ذبح کرتے دیکھا تھا، ان میں سے ایک نے دُوسرے کو اُسی طرح ذبح کر دیا۔ اُن کی ماں نے جو دیکھا تو رونے پیٹنے لگی۔ دُوسرا بچّہ ڈر کر بھاگا اور کوٹھے سے نیچے گر کر مر گیا۔ اُس مومنہ نے دونوں بچّوں کو چھپا دیا اور کھانا پکایا۔ حضرتؐ افطار کے وقت اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ اسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ اس انصاری سے کہیئے کہ اپنے بچّوں کو بھی دسترخوان پر حاضر کرے۔ آپؐ نے اس سے فرمایا وُہ بچّوں کو بلانے چلا۔ زوجہ نے کہا کام کو گئے ہیں موجود نہیں ہیں۔ انصاری نے حضرتؐ سے بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ان کا آنا ضروری ہے۔ پھر اُس نے جاکر زوجہ سے پُوچھا تو اُس نے حقیقتِ حال بیان کیا۔ اُس شخص نے دونوں بچّوں کی لاشیں آنحضرتؐ کے سامنے لاکر رکھ دیں آپؐ نے دُعا کی خدا نے اُن کو اُسی وقت زندہ کر دیا جنکی بڑی عمریں ہوئیں۔

اُنتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ بنی حارثہ کو خط لکھا اور اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے خط کو دھو ڈالا اور اپنے ڈول میں پیوند لگا لیا۔ حضرتؐ نے اُن کے لیئے بد دُعا کی کہ خُدا ان کی عقلوں کو سلب کر لے۔ اس کے بعد سے وُہ ایسے ہو گئے کہ عقل و تدبیر کی کمی میں عرب میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔

چالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ مکہ میں قریش کی ایذا رسانی کے

سبب بہت تنگ ہوئے اراک عرفات کی طرف نکل گئے اُس جگہ ابو اثروان کے چند اُونٹ چر رہے تھے اُس ملعون نے پوچھا تم کون ہو آپؐ نے فرمایا میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کا رسُول ہوں۔ اُس نے کہا یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ یہ اُونٹ جنکے درمیان تم بیٹھے ہو نا شائستہ ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس کی عمر اور تکلیف طولانی فرما۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ وُہ نہایت بُوڑھا ہوگیا تھا اور تکلیف و بلاؤں کے سبب مَوت کی آرزو کرتا تھا مگر موت نہیں آتی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ یہ آنحضرتؐ کی بد دُعا کا اثر ہے۔

اکتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ہوازن کے قیدیوں کی رہائی کے بارے میں آنحضرتؐ نے صحابہ سے التماس کیا سب نے رہا کر دیا مگر دو شخصوں کو اختیار دے دیا تھا کہ وُہ اپنے قیدی رہا کر دیں یا اُن کے عوض کچھ فدیہ لے کر چھوڑیں۔ ان میں سے بھی ایک شخص نے یونہی رہا کر دیا دوسرے نے فدیہ لینا منظور کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس کے حصّہ کو حقیر فرما۔ جب وُہ قیدیوں کے پاس آیا کہ اُن میں سے اپنے حصّہ کا کوئی قیدی انتخاب کرے، دُختران باکرہ اور نو عمر لڑکوں کو دیکھتا ہوا ایک بُوڑھی عورت کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ اسی کو لُوں گا۔ کیونکہ یہ قبیلہ کی ماں ہے اس کے عوض زیادہ فدیہ ملے گا۔ وُہ ایک حقیر عورت تھی قبیلہ میں جس کا کوئی نہ تھا۔ اُس شخص نے مدّتوں اُس کو اپنے پاس رکھا اور اُس کا خرچ برداشت کرتا رہا اس اُمید پر کہ کوئی آکر اس کا فدیہ دے کر رہا کرائے مگر کوئی نہ آیا تو رہا کر دیا۔

بیالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک اندھی عورت تھی۔ ایک روز آنحضرتؐ نے فرمایا تیری آنکھیں دُرست ہوجائیں اسی وقت وُہ بینا ہوگئی۔ جناب خدیجہؓ نے کہا کیا مُبارک دُعا تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا میں عالمین کے لیئے رحمت ہوں۔

تینتالیسواں معجزہ۔ عامہ اور خاصہ نے روایت کی ہے کہ چونکہ آنحضرتؐ کے نامہ کی بادشاہِ فرنگ نے تعظیم کی اور بادشاہِ عجم نے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ حضرتؐ نے اُس کو دُعا دی اور اس پر لعنت بھیجی۔ اس لیئے فرنگیوں کا ملک قائم رہا۔ اور بادشاہِ عجم مارا گیا، اور اُن کا ملک زائل ہوگیا، اور اُن کی اولاد قید ہوئی۔

چوالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جعفر بن نسطور رومی سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ مَیں جنگ تبوک میں آنحضرتؐ کی خدمت میں تھا؛ ایک مرتبہ آپؐ کے ہاتھ سے تازیانہ گر گیا؛ میں نے اُٹھا کر دے دیا۔ حضرتؐ نے میری طرف نظر کی اور فرمایا خدا تیری عمر دراز کرے۔ اس سبب سے اس کی عمر تین سَو بیس سال تک پہنچی۔

پینتالیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ عبداللہ بن جعفرؓ کی طرف سے گزرے۔ دیکھا کہ وُہ بچپن کے سبب کھیل رہے تھے اور مٹی کا مکان بنا رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو کیا کرو گے؟ عرض کی بیچوں گا۔ پوچھا اس کی قیمت کیا کرو گے؟ کہا رطب خرید کر کھاؤں گا۔ حضرتؐ نے

فرمایا خداوندا اس کے ہاتھ میں برکت عطا فرما اور اس کے سودے کو نفع بخش کر دے۔ آنحضرتؐ کی دُعا کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ اُنہوں نے کوئی چیز نہیں خریدی جس میں نفع نہ ہوا ہو۔ اُن کو اس قدر مال حاصل ہوا کہ اُن کی عطا و بخشش کی لوگ مثال دینے لگے۔ اور اہلِ مدینہ کسی سے قرض لیتے تھے تو یہ وعدہ کرتے تھے کہ جب عبداللہ بن جعفر عطا فرمائیں گے تو واپس دیں گے۔

چھیالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ابوہریرہؓ آنحضرتؐ کے پاس ایک مٹھی خرما لائے اور عرض کی یا رسُول اللہ میرے لیئے دُعا فرمایئے کہ خُدا مجھے برکت دے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس کو ایک تھیلی میں رکھ لو جس قدر چاہو اس میں سے نکالو۔ اُنہوں نے نہ جانے کتنے مَن خرمے اُس میں سے نکالے پھر بھی وُہ بدستور باقی رہے۔

سینتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ سعد بن وقاص نے ایک تیر پھینکا۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ اُن کا تیر نشانہ سے خطا نہ کرے اس کے بعد اُن کا نشانہ کبھی خطا نہ ہوا۔

اڑتالیسواں معجزہ۔ جناب سلمانؓ فارسی سے روایت ہے کہ ہجرت کر کے جب آنحضرتؐ مدینہ آئے اور ابو ایوب انصاری کے گھر میں قیام کیا۔ اُن کے پاس اُسوقت ایک بکری کے بچّہ اور ایک صاع گیہوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ انہوں نے بچّہ کا گوشت پکایا اور گیہوں کی روٹیاں تیار کیں اور آنحضرتؐ کے پاس لائے حضرتؐ نے فرمایا کہ منادی کر دو کہ جو کھانا چاہے ابو ایوب کے گھر آجائے۔ ابولہب نے ندا کرنا شروع کیا اور لوگ سیلاب کے مانند اُن کے گھر آنے لگے یہانتک کہ تمام گھر بھر گیا اور سب نے کھانا کھایا اور کھانا کم نہ ہوا۔ پھر حضرتؐ کے حکم سے اس بچّہ کی ہڈیاں اُس کی کھال میں جمع کی گئیں حضرتؐ نے فرمایا بحکمِ خدا زندہ ہوجا۔ وُہ بکری کا بچّہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا لوگوں نے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

اُنچاسواں معجزہ۔ بیان کرتے ہیں کہ ابو ایوبؓ نے جناب فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا کی شادی میں ایک بکری کا بچّہ ذبح کر کے اُس کا گوشت پکایا اور حضرتؐ کے سامنے لائے۔ آپؐ نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ ابو ایوبؓ مردِ فقیر ہیں۔ خداوندا تو اس بچہ کا خالق ہے تُو ہی اس کو مار ڈالتا ہے اور تو قادر ہے کہ اسے زندہ کر دے لہٰذا اس کو دوبارہ زندہ کر دے لئے کہ تُو ہمیشہ زندہ ہے اور تیرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ وُہ بچّہ زندہ ہوگیا اور خدا نے اُس میں اس قدر برکت عطا کی کہ جو بیمار اُس کا دُودھ پی لیتا تھا صحت پاتا تھا اہلِ مدینہ اس کو مبعوثہ کہتے تھے یعنی مرنے کے بعد زندہ کی ہوئی۔

پچاسواں معجزہ۔ کلینی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا اَلسّامُ علیك آپؐ نے فرمایا علیك۔ صحابہ نے کہا یا رسُول اللہ اُس نے کہا ہے کہ تم پر موت ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے بھی اُسی کو اُس پر پلٹا دیا۔ آج ایک کالا سانپ اُس کی پُشت پر کاٹے گا اور وُہ مر جائے گا۔ وُہ یہودی جنگل میں گیا اور بہت سی لکڑیاں جمع کیں اور اپنے کاندھے پر رکھا اور واپس آگیا۔ صحابہ نے کہا یا رسُول اللہ وُہ تو واپس آگیا حضرتؐ نے اُس یہودی کو بلایا

اور فرمایا لکڑیاں زمین پر رکھ دے۔ اُس نے رکھیں تو اُن میں ایک کالا سانپ نظر آیا جو لکڑی کو دانت سے پکڑے ہوئے تھا۔ حضرتؐ نے پُوچھا کہ اے یہودی آج تو نے کون سا کام کیا تھا؟ اُس نے کہا کوئی کام نہیں کیا تھا بجز اس کے کہ دو روٹیاں میرے پاس تھیں ایک میں نے تصدق کر دی اور ایک خود کھالی۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی تصدق کے سبب خدا نے تجھ سے اس سانپ کا گزند دفع فرما دیا؛ اور صدقہ کے سبب خدا مرگہائے بد کو دفع کر دیتا ہے۔

اکاونواں معجزہ۔ شیخ طبری اور راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابو براء جس کو ملاعب الاسنہ کہتے تھے بزرگانِ عرب سے تھا مرض استسقا[1] میں مبتلا ہوا۔ لبید بن ربیعہ کو آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجا اور دو گھوڑے اور چند اُونٹ بھی بھیجے حضرتؐ نے واپس فرما دیئے اور فرمایا کہ میں مشرکوں کا ہدیہ نہیں لیتا۔ لبید نے کہا مجھے کبھی خیال بھی نہ آیا تھا کہ عرب میں کوئی شخص ابو براء کا ہدیہ واپس کر سکتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول کرتا تو ہرگز اس کا ہدیہ واپس نہ کرتا۔ پھر لبید نے کہا کہ ابو براء کے شکم میں کوئی بیماری ہو گئی ہے وہ آپ سے شفا کا طالب ہے۔ حضرتؐ نے ذرا سی خاک زمین سے اٹھائی اور لعابِ دہن اُس میں ڈال دیا اور اس کو دے کر فرمایا کہ اس سے کہو کہ یہ خاک کھالے۔ لبید نے اس کو لے لیا اور سمجھا کہ حضرتؐ نے اُس سے مذاق کیا ہے۔ لیکن جب اُس نے لا کر دیا اور ابو براء نے کھایا تو اُسی وقت شفا پائی گویا قید سے رہائی حاصل کی۔

باونواں معجزہ۔ شیخ طوسی، راوندی، طبرسی اور ابن شہر آشوب نے بسندہائے معتبر صحابہ کی کثیر جماعت سے روایت کی ہے کہ ہم جنگ تبوک میں لشکر رُوم کے مقابلہ پر تھے ہمارا رسد ختم ہو گیا تھا اور ہم پر بھوک کا غلبہ تھا۔ لوگوں نے چاہا کہ اپنے اپنے اُونٹ ذبح کر کے کھائیں لیکن حضرتؐ نے لشکر میں منادی کرائی کہ جس کے پاس جس قدر کھانا ہو لے کر آجائے۔ چادریں بچھا دی گئیں۔ ایک شخص نے ایک پیمانہ لا کر رکھا دُوسرے نے آدھا لا کر رکھا اسی طرح پورے لشکر نے اپنا اپنا کھانا لا کر رکھا جو تیس صاع سے زیادہ نہ ٹھہرا۔ اور پُورا لشکر جمع ہوا جس میں چار ہزار اشخاص تھے۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور اپنا دست مُبارک طعام میں ڈال دیا اور فرمایا خدا کے نام سے کھاؤ اور ایک دوسرے پر سبقت مت کرو۔ پھر ایک گروہ آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بسم اللہ کہہ کر اپنا ظرف بھر لو۔ ان کے پاس جس قدر ظروف تھے انہوں نے بھر لیئے اسی طرح فوج پر فوج آتی رہی اور اپنے ظروف طعام سے بھر کر لے جاتی رہی یہانتک کہ سارے لشکر نے اپنا اپنا ظرف بھر لیا، پھر بھی وہ طعام باقی رہا۔ اور دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے چند خرمے منگائے اور اپنا دستِ مبارک اُس پر پھیرا اور لوگوں کو طلب کر کے فرمایا کھاؤ۔ ساری فوج کے لوگوں نے کھایا اور اپنے ظروف بھر لیئے پھر بھی خرمے بدستور باقی رہے۔

ترپنواں معجزہ۔ راوندی، ابن شہر آشوب اور دوسرے محدثین نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے

[1] استسقا۔ پیاس اور ایک مرض جس میں پیٹ روز بروز پھولتا رہتا ہے۔ ۱۲

روایت کی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھا ہم ایک منزل پر پہنچے وہاں پانی نہ تھا۔ لوگ پیاسے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک ظرف منگایا جس میں تھوڑا پانی تھا۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک اُس میں ڈال دیا، آپؐ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہوا کہ تمام آدمیوں نے پیا اور اپنا اپنا ظرف بھر لیا؛ اور اونٹوں نے بھی پیا۔ اُس لشکر میں آپؐ کے ہمراہ تیس ہزار آدمی، بارہ ہزار گھوڑے اور بارہ ہزار اُونٹ تھے۔ ایک دُوسری روایت کے بموجب ایک گڑھا کھودا، اُس پر ایک چادر ڈھک دی اور اپنا ہاتھ اُس چادر پر رکھ دیا۔ تھوڑا پانی اپنے ہاتھ پر ڈالا اور خدا کا نام لیا تو آپؐ کی معجز نما اُنگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ یہ روایت متعدد طریقہ سے وارد ہوتی ہے اور حضرتؐ کے معجزات متواترات سے ہے۔

چونواں معجزہ۔ متواترات سے ہے جس کو خاصہ و عامہ نے نقل کیا ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کفار قریش سے بچ کر مدینہ کی جانب ہجرت کی اور اثنائے راہ میں خیمہ اُم معبد کے قریب پہنچے حضرت ابوبکر و عمر، عامر بن فہیرہ اور عبداللہ ابن اریحط حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اُم معبد اپنے خیمہ کے باہر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضرتؐ اُن کے پاس پہنچے اور کچھ خرما اور گوشت طلب فرمایا کہ خرید فرمائیں۔ ام معبد نے کہا اس وقت کچھ نہیں اگر کچھ بھی ہوتا تو آپ کی مہمانداری میں کمی نہ کرتی۔ حضرتؐ نے ایک طرف ایک بکری دیکھی جو بندھی ہوئی تھی فرمایا اس کو کیا ہوا؟ عرض کی کمزوری اور لاغری کے سبب چرنے کے لیئے دُوسرے جانوروں کے ساتھ نہیں جا سکتی تھی اسی لیئے یہاں رہ گئی ہے۔ حضرتؐ نے پُوچھا کیا یہ دُودھ دیتی ہے؟ عرض کی بالکل نہیں مدتوں سے دُودھ نہیں دیتی۔ حضرتؐ نے فرمایا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کو دوہوں عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر اس کے تھن میں دُودھ ہو نکال لیجیئے۔ حضرتؐ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور خدا کا نام لے کر دُعا کی کہ خداوندا اس میں برکت عطا فرما۔ اسی وقت اس کے تھنوں سے دُودھ جاری ہو گیا۔ حضرتؐ نے ایک ایسا برتن منگایا جس سے کئی آدمی سیر ہو سکیں اور دوہنا شروع کیا یہانتک کہ وُہ برتن دُودھ سے بھر گیا۔ اُسے ام معبد کو دے دیا اس نے پیا اور سیر ہو گئی؛ پھر اپنے اصحاب کو دیا، وُہ لوگ بھی سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپؐ نے خود نوش فرمایا اور فرمایا کہ قوم کو پلانے والے کو چاہیئے کہ سب کے بعد خود پیئے۔ دُوسری مرتبہ پھر دوہا یہانتک کہ وُہ برتن بھر گیا، پھر لوگوں نے سیر ہو کر پیا اور جو کچھ باقی رہ گیا اُم معبد کے لیئے چھوڑ دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ اُن کے شوہر ابو معبد جنگل سے جب واپس آئے پُوچھا یہ دُودھ کہاں سے آیا۔ ام معبد نے پُوری روئیداد بیان کی۔ ابو معبد نے کہا کہ وُہ وہی ہوں گے جو مکہ میں مبعوث برسالت ہوئے ہیں۔

پچپنواں معجزہ۔ طبرسی، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے اپنے کنوئیں میں پانی کی کمی اور اس کے کھاری ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے شکایت کی۔ حضرتؐ ان کے ساتھ اُن کے کنوئیں پر گئے اور اپنا لعابِ دہن اُس میں گرا دیا اُسی وقت وُہ پانی شیریں ہو گیا اور جوش مارتا ہوا بلند ہوا۔ اب بھی وُہ مکہ کے باہر عُسیلہ نام سے مشہور ہے اور اسکے مالکوں کے لیئے

شرف وعزت کا باعث ہے اور وُہ فخر کرتے ہیں مسیلمہ کذاب کے دوستوں نے جب سُنا تو اُنہوں نے کہا تم بھی ایسا معجزہ دکھاؤ۔ وُہ ایک کنوئیں کے سرے پر آیا جس کا پانی بہت کافی اور شیریں تھا۔ اُس نے اپنا نجس آبِ دہن اُس میں ڈالا، اُس کا پانی کھاری ہوگیا۔ پھر وُہ کنواں خشک ہوگیا اور اب تک یمن میں موجود ہے۔

چھپنواں معجزہ۔ خاصہ اور عامہ نے روایت کی ہے کہ جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے غلام تھے جس نے آپ کو ایک باغ خرما کے عوض مکاتب کر دیا تھا۔ حضرتؐ نے ایک روز میں خرما کے دانے بو کر اُس باغ کو تیار کر دیا اور اُس کے حوالہ فرمایا اور سلمانؓ کو آزاد کر دیا۔ چنانچہ اُن کے حال میں ذکر کیا جائے گا۔

ستاونواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کے ذمہ بہت قرض تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑا سا سونا اُن کو دیا جو اُن کے قرض کے سو حصہ کا ایک حصہ بھی نہ تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعجاز کے سبب اُن کا تمام قرض ادا ہوگیا۔

اٹھاونواں معجزہ۔ راوندی نے انس سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ میں بازار گیا۔ میرے پاس دس درہم تھے۔ آنحضرتؐ ایک عبا خریدنا چاہتے تھے۔ ایک کنیز اثنائے راہ میں بیٹھی رو رہی تھی آپؐ نے اُس سے رونے کا سبب پوچھا اُس نے کہا لوگوں کے ہجوم میں میرے دو درم گر گئے اپنے مالک کے خوف سے میں گھر نہیں جاسکتی۔ حضرتؐ نے دو درم اُس کو دلوا دیئے۔ بازار پہنچے تو دس درم کی ایک عبا خریدی اور مجھ سے فرمایا دس درم دے دو۔ میں نے تھیلی کھولی تو وُہ دس درم اُس میں موجود تھے۔

اُنسٹھواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابوہریرہؓ ایک دن ایک مٹھی خرما لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی دُعا فرمایئے کہ خدا اس میں برکت دے۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور فرمایا انکو تھیلے میں رکھ لو۔ جب ضرورت ہو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو مگر بالکل خالی نہ کرنا۔ وُہ ہمیشہ اُس میں سے کھاتے رہے، لوگوں کو دیتے رہے یہانتک کہ جناب امیرؑ نے اُن سے گواہی دینے کے لیئے فرمایا۔ اُنہوں نے دُنیا کے لالچ میں حقیقتِ حال پوشیدہ رکھا اُس وقت سے وُہ برکت جاتی رہی۔ پھر توبہ کی اور امیر المومنینؑ سے دُعا کی التجا کی۔ آپؐ نے دُعا فرمائی پھر وُہ برکت قائم ہوگئی۔ جب ابوہریرہ معاویہ سے مل گئے تو ہمیشہ کے لیئے وُہ برکت زائل ہوگئی۔

ساٹھواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب تین بار مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور کبھی آخر رات میں آتے تھے۔ منبر کے نزدیک چند فقرا سویا کرتے تھے۔ حضرتؐ نے ایک مرتبہ اپنی کنیز سے فرمایا کہ اگر کچھ کھانا بچا ہو تو لا۔ وُہ ایک پتھر کی دیگچی لائی جس کی تہہ میں کچھ کھانا موجود تھا۔ حضرتؐ نے دس فقیروں کو بیدار کیا اور فرمایا خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ ان سب نے کھایا اور سیر ہوگئے۔ پھر دس دوسرے فقیروں کو جگا کر کھلایا وُہ بھی سیر ہوگئے اور کھانا بدستور باقی رہا۔ پھر فرمایا یہ عورتوں کو لے جا کر کھلاؤ

اکسٹھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آتے اور اُن کے شیر خوار بچوں کے دہن میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے اور فرماتے اب ان کو دُودھ مت پلانا، ضرورت نہیں ہے۔

باسٹھواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ تین روز متواتر روزہ رکھا اور پانی کے سوا کوئی چیز میسّر نہ ہوئی جس سے افطار کرتا۔ میں نے آنحضرتؐ سے اپنا حال عرض کیا۔ فرمایا میرے ساتھ آؤ۔ میں چلا راستہ میں ایک بکری دیکھی حضرتؐ نے اس کے مالک سے فرمایا میرے پاس لاؤ۔ اُس نے کہا یہ دُودھ دینے والی نہیں ہے۔ فرمایا لاؤ تو۔ وُہ حضرتؐ کے پاس بکری لے گیا۔ آپؐ نے اُس کے تھنوں پر دستِ مبارک پھیرا اُسی وقت اُس کے تھن لٹک گئے اور دُودھ سے بھر گئے فرمایا اپنا پیالہ لاؤ۔ وُہ لایا آپ نے اُس میں دُودھ نکالا۔ جب وُہ بھر گیا تو اس کو دے دیا اُس نے پی لیا، پھر پیالہ لے کر دُودھ نکالا اور بھر گیا تو مجھے دیا۔ میں نے پی لیا تیسری مرتبہ دُودھ نکال کر خود نوش فرمایا۔

تریسٹھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کسی سفر میں کسی صحابی کا اُونٹ تھک کر بیٹھ گیا، وُہ کسی طرح نہیں اُٹھتا تھا، تو حضرتؐ نے پانی منگا کر ایک ظرف میں وضو کیا اور کلّی کی۔ وُہ پانی اُس اونٹ کے سر اور مُنہ میں ڈالدیا گیا وُہ فوراً جست کر کے اُٹھ بیٹھا اور دُوسرے اونٹوں سے تیز چلنے لگا۔

چونسٹھواں معجزہ۔ راوندی اور دُوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں بازار سے ایک درم کا گوشت اور ایک درم کا آٹا لایا اور فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کو لا کر دیا اُنہوں نے پکایا اور مجھ سے کہا اگر آنحضرتؐ کو بھی بلا لاؤ تو بہتر ہوتا۔ میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپؐ ایک پہلو پر لیٹے ہوئے فرما رہے ہیں کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ بھُوکا ایک کروٹ پڑا رہوں۔ میں نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے گھر پر کھانا تیار ہے تشریف لے چلیئے۔ حضورؐ اُٹھے اور مجھ پر سہارا کیئے ہوئے میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہؑ کھانا لاؤ۔ وُہ معصومہؑ روٹی اور سالن لائیں۔ حضرتؐ نے اس پر ایک کپڑا ڈھک دیا۔ پھر فرمایا اے فاطمہؑ اس میں سے اُم سلمہؓ کے لیئے کھانا علیحدہ کرو، عائشہؓ کے لیئے علیحدہ کرو اسی طرح تمام ازواج کے لیئے ایک ایک روٹی کچھ سالن اور گوشت بھیجا۔ پھر فرمایا کہ اپنے باپ اور شوہر کے لیئے بھی الگ کرلو۔ پھر ہمسایوں کے واسطے بھیجا اور پھر بھی اتنا کھانا بچ رہا کہ کئی روز تک کام آتا رہا۔

پینسٹھواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ سے واپس ہوئے اثنائے راہ میں ایک وادی المشقق نامی میں پہنچے جہاں پانی بہت کم تھا کہ دو ایک آدمی سیراب ہوسکتے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص پانی کے پاس پہلے پہنچ جائے نہ پیئے جبتک میں نہ آجاؤں۔ پھر وہاں پہنچے تو ایک پیالہ منگایا اور اُس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور دُوسری روایت کے بموجب اُس پیالہ میں پانی لے کر اُس میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیا تو اُس میں سے چشمہ کے مانند پانی اُبلنے لگا جس سے سخت آواز نکل رہی تھی، اُس سے تمام لشکر سیراب ہوگیا۔ لوگوں نے اپنی مشکیں لوٹے برتن وغیرہ بھر لیئے، وضو کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ آئندہ سُنو گے کہ اس پانی سے اس کے قرب وجوار سرسبز و

شاداب ہوگئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چھیاسٹھواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن داحہ کی بیٹی حضرتؐ کے سامنے سے گزری اُس زمانہ میں جبکہ خندق کھودی جا رہی تھی۔ حضرتؐ نے اُس سے پوچھا کس کو تلاش کرتی ہو عرض کی عبداللہ کو۔ میں اُن کے لیئے یہ خرمے لائی ہوں۔ حضرتؐ نے وُہ خرمے اُس سے لے لیئے اور چادریں بچھوا دیں اور کھانے کی منادی کرادی۔ لشکر کے تمام لوگ آتے اور سب نے سیر ہو کر کھایا اور جس قدر چاہا اپنے ساتھ لے گئے۔ باقی جو تھا اُسی لڑکی کو حضرتؐ نے دے دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ وُہ تین ہزار افراد تھے۔

سڑسٹھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے جابرؓ انصاری سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں میرے باپ جنگ اُحد میں شہید ہوگئے اُن کی عمر دو سو برس کی تھی، اُن کے ذمہ بہت قرض تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ نے مجھ سے پوچھا تمہارے والد کے قرض کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کی بدستور باقی ہے۔ پوچھا قرض خواہ کون ہے میں نے کہا فلاں یہودی۔ پوچھا ادائیگی کا وعدہ کب ہے؟ عرض کی خرما خشک ہونے کی فصل میں۔ فرمایا جب وُہ وقت آئے تو مجھے اطلاع دینا اور اُس میں سے کچھ خرچ مت کرنا، اور ہر قسم کے خرمے الگ الگ کر دینا۔ غرض میں نے اُس وقت حضرتؐ کو اطلاع دی۔ آپؐ میرے ساتھ باغ میں تشریف لائے ہر قسم کے خرمے اپنے دستِ مبارک میں لیتے تھے اور رکھ دیتے تھے۔ پھر یہودی کو بُلایا اور فرمایا جس قسم کے خرمے سے چاہو اپنے قرض میں لے لو۔ اُس نے کہا یہ تمام خرمے میرے قرض میں کافی نہ ہوں گے ایک قسم کے خرمے کا کیا ذکر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جس قسم کا خرما تم چاہتے ہو اُسی کو لینا شروع کرو۔ یہودی نے خرمائے صیحانی کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے ابتدا کروں گا۔ حضرتؐ نے بسم اللہ کہا اور فرمایا پیمانہ سے ناپلو اور اُٹھا لو۔ یہودی ناپ ناپ کر لینے لگا یہانتک کہ اُس کا تمام قرض پُورا ہوگیا اور خرما اپنی حالت پر باقی رہا اور کچھ بھی کم نہ ہُوا۔ پھر حضرتؐ نے جابرؓ سے پُوچھا کہ کسی اور کا قرض ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا بقیہ خرمے اپنے گھر لے جاؤ خدا تم کو برکت دے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ وُہ خرمے تمام سال میرے لیئے کفایت کرتے رہے۔ اُن میں سے بہت میں نے فروخت کیئے اور بہت کچھ لوگوں کو یُوں ہی بخشدیا، بہت کچھ ہدیہ کے طور پر لوگوں کو دیئے اور دُوسری فصل تک خرمے باقی رہے۔

اڑسٹھواں معجزہ۔ علی بن ابراہیم، ابن شہر آشوب اور قطب راوندی وغیرہ رضوان اللہ علیہم محدثین خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں ایک روز میں نے آنحضرتؐ کو دیکھا کہ لیٹے ہوئے تھے اور بھوک کے سبب اپنے پیٹ پر پتھر باندھے ہوتے تھے۔ میں اپنے گھر گیا میرے پاس ایک بھیڑ تھی اور ایک صاع جَو۔ میں نے اپنی زوجہ سے حضرتؐ کا حال بیان کیا اور کہا اس بھیڑ کا گوشت پکاؤ اور روٹیاں تیار کرو تو میں حضرتؐ کو بُلا لاؤں۔ اُس نے کہا حضرتؐ سے پہلے پوچھ لو تو میں تیار کروں۔ میں نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج دن کا کھانا میرے گھر کھایئے۔ حضرتؐ نے پوچھا کیا ہے؟ میں نے بیان کیا، تو فرمایا میں تنہا آؤں یا جس کو چاہوں اپنے ساتھ لیتا آؤں؟ میں نے گوارا نہ کیا کہ کہدوں تنہا آیئے گا۔ میں نے عرض کیا حضور جس کو چاہیں ساتھ لائیں اور میرا گمان تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ لائیں گے

وہاں سے میں گھر آیا اور زوجہ سے کہا تم جَو کا آٹا تیار کر کے روٹیاں پکاؤ میں گوسفند کو ذبح کر کے صاف کرتا ہوں۔ غرض میں نے اُس کو ذبح کر کے گوشت پکایا پھر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کھانا تیار ہے تشریف لے چلیئے۔ حضرتؐ اُٹھے اور خندق کے ایک کنارہ پر کھڑے ہو کر بآواز بلند ندا کی کہ مسلمانو جابرؓ کی دعوت میں چلو۔ یہ سُنکر تمام مہاجر و انصار خندق سے باہر نکلے۔ حضرتؐ سب کو لیکر میرے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں اہل مدینہ میں سے جو گروہ ملتا حضرتؐ فرماتے کہ جابرؓ کی دعوت قبول کرو۔ غرض سات سو اور بروایتے آٹھ سو اور ایک روایت کے بموجب ایک ہزار افراد جمع ہوگئے۔ جابرؓ کہتے ہیں میں بہت پریشان ہُوا اور دوڑا ہُوا گھر آیا اور زوجہ سے کہا کہ بیشمار اشخاص آنحضرتؐ کے ساتھ آرہے تھے۔ زوجہ نے پُوچھا حضرتؐ سے بیان کر دیا ہے کہ تم نے کیا انتظام کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں تو وُہ خوش عقیدہ بولی کہ پھر تمہیں کیا فکر ہے حضرتؐ تم سے بہتر سمجھتے ہیں۔ وُہ عورت مجھ سے زیادہ عقلمند تھی۔ حضرتؐ نے تمام لوگوں کو گھر کے باہر بٹھایا اور خود جناب امیرؑ کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے اور دُوسری روایت کے بموجب سب لوگوں کو داخل کیا۔ گھر اتنا وسیع وکشادہ نہ تھا لیکن جو گروہ مکان میں داخل ہوتا آنحضرتؐ دیوار کی طرف اشارہ فرماتے وُہ پیچھے ہٹ جاتی اور مکان وسیع ہوجاتا یہانتک کہ سب لوگ اُس میں جاکر بیٹھ گئے۔ حضرتؐ تنور کے پاس آئے اور اپنا لعاب دہن اُسمیں ڈالا۔ پھر دیگ کو کھولا اور دیکھا اور جابرؓ کی زوجہ سے فرمایا کہ تم تنور سے ایک ایک روٹی نکالکر مجھے دیتی جاؤ حضرتؐ روٹیاں لے لے کر جناب امیرؑ کو دیتے جاتے تھے اور وُہ پیالے میں توڑ توڑ کر رکھتے جاتے تھے پھر جابرؓ سے فرمایا کہ تم ایک دست گوشت مع سالن کے لے آؤ۔ میں نے حاضر کیا۔ حضرتؐ نے اُن پیالوں میں گوشت اور سالن ڈالا کہ دس صحابہ کے واسطے بھیجا اور وُہ سب کھا کر سیر ہوگئے۔ پھر جابرؓ سے دست و سالن منگوایا اور اسی طرح دس اشخاص کیلئے بھیجا۔ وُہ بھی کھا کر سیر ہوگئے، پھر اُسیطرح پیالہ کو روٹی سے پُر کر کے دست اور سالن منگوایا اور دس اشخاص کے لیئے بھیجا۔ چوتھی مرتبہ جب پھر دست طلب فرمایا تو جابرؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ گوسفندوں کے دو ہی ہاتھ تو ہوتے ہیں میں نے تو تین نکال کر دیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم خاموش رہتے تو میں سبھی کو اس گوسفند کا دست کھلاتا۔ غرض اسی طرح دس دس افراد نے کھانا کھایا اور تمام صحابہ سیر ہوگئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے جابر اب آؤ ہم اور تم کھائیں تو میں نے اور آنحضرتؐ نے اور جناب امیرؑ نے کھانا کھایا، پھر بھی روٹیاں گوشت اور سالن بدستور باقی رہا اور چند روز بعد تک ہم کھاتے رہے

اُنہترواں معجزہ۔ راوندی نے زیاد بن الحرث الصیدانی سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا نے میری قوم کے خلاف لشکر روانہ کیا۔ زیاد نے کہا یا رسُول اللہؐ آپ لشکر واپس بُلا لیں میں ضامن ہوں کہ میری قوم مسلمان ہوجائے گی۔ حضرتؐ نے لشکر واپس بُلا لیا اور میں نے قوم کو ایک خط لکھا اُنہوں نے چند اشخاص حضرتؐ کے پاس بھیجے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تم اپنی قوم کے سردار ہو میں نے عرض کی خدا نے اُن کو اسلام کی ہدایت کی۔ غرض حضرتؐ نے اپنی طرف سے میری قوم کو خط لکھا اور مجھے اُن پر امیر بنایا میں نے عرض کی اُن کے تصدقات میں سے کچھ میرا حصہ بھی قرار دیجیئے۔ حضرتؐ نے میرا حصہ بھی مقرر فرما دیا۔

یہ واقعہ ایک سفر میں پیش آیا۔ دُوسری منزل پر اُس منزل کے باشندے حاضر ہوئے اور اپنے عامل کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا امیر بننے میں مردِ مومن کے لیئے کوئی بھلائی نہیں ہے۔ پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اُس نے حضرتؐ سے کچھ صدقہ طلب کیا۔ حضورؐ نے فرمایا جو شخص تونگر ہوتے ہوئے لوگوں سے سوال کرتا ہے اُس کے دردِ سر اور دردِ شکم کا باعث ہوتا ہے۔ اُس نے پھر کہا مجھے کچھ صدقہ دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے خود صدقہ تقسیم فرمایا اور آٹھ قسم کے مستحقین مقرر فرمائے ہیں جس میں پیغمبر یا کسی اور کو دخل دینے کا قطعی اختیار نہیں دیا ہے۔ اگر تو اُن آٹھ مستحقین میں سے ہے تو میں تیرا حق دینے کو تیار ہوں۔ صیدائی کہتے ہیں کہ جب میں نے حضرتؐ کی یہ دونوں باتیں امارت اور صدقہ کے بارے میں سُنیں تو مجھے دونوں سے کراہت ہوگئی۔ میں حضرتؐ کا وُہ خط جو مجھے دیا تھا لایا اور واپس کرکے کہا میں دونوں سے دست بردار ہوتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کسی دُوسرے کو بتاؤ جو امارت کا اہل ہو۔ میں نے اُن میں جو میری قوم کی طرف اظہارِ اسلام کے لیئے حضرتؐ کے پاس آئے تھے ایک شخص کے بارے میں عرض کیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ ہماری بستی میں ایک کنواں ہے جس کا پانی جاڑے میں تو ہمارے لیئے کافی ہوتا ہے مگر گرمی میں کم ہو جاتا ہے اور ہم کو دُوسری جگہوں سے لانا پڑتا ہے۔ اب چونکہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں ہمارے گرد و نواح کے لوگ ہم سے دُشمنی کریں گے اور ہم کو پانی نہ لینے دیں گے لہٰذا دُعا فرمایئے کہ ہمارے کنوئیں کا پانی کم نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ ہم کو دُوسری بستی میں پانی کے لیئے جانا پڑے۔ حضرتؐ نے سات کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں اور ملیں اور دُعا پڑھی اور مجھے دے کر فرمایا کہ ان میں سے ایک ایک اُس کنوئیں میں خدا کا نام لے کر ڈال دینا۔ زیاد کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب عمل کیا اُس کے بعد اُس میں اس قدر پانی بڑھ گیا کہ کبھی ہم لوگ اُس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے۔ ایک روایت ہے کہ ایک اعرابی حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پانی کی کمی کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے ایک کنکری لیکر اپنی اُنگلی اُس پر ملی اور اُس کو دے کر فرمایا کہ کنوئیں میں ڈال دے۔ اُس نے جب کنوئیں میں ڈالا تو پانی اس قدر اُبلا کہ کنوئیں کے اُوپر کنارے تک آگیا۔

سترھواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے انس سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوطلحہ نے آنحضرتؐ کو بھوکا محسوس کیا مجھے حضرتؐ کے پاس بھیجا کہ حضورؐ چل کر ابوطلحہ کے یہاں کھانا تناول فرمالیں۔ حضرتؐ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم کو ابوطلحہ نے اس غرض سے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ یہ سُنکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور حاضرین سے فرمایا چلو۔ ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا رسُولؐ اللہ بہت سے لوگوں کو لے کر آگئے اور میرے پاس سب کے واسطے کھانا موجود نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ ہے لاؤ۔ وُہ جو کی چند روٹیاں اور برتن کی تہہ میں جس قدر گھی تھا سب لے کر حاضر ہوئیں حضرتؐ نے روٹیوں کو چور چور کرکے اُن پر گھی ڈال دیا اور اپنا ہاتھ اُن پر رکھا۔ دس دس صحابہ کو طلب فرماتے اور کھلاتے وُہ سیر ہو کر باہر چلے جاتے یہانتک کہ سب سیر ہوگئے۔ وُہ تمام صحابہ ستر یا اسّی افراد تھے۔

اکہترواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک عورت جس کو ام شریک کہتے تھے ایک مشک تیل آنحضرتؐ

کے لیئے لائی۔ حضرتؐ نے اس کی مشک خالی کرا کے واپس کر دی۔ جب وُہ گھر پہنچی دیکھا کہ مشک بدستور روغن سے بھری ہوئی ہے۔ ایک مدت تک اُس میں وُہ اور اس کے گھر والے کھاتے رہے اور وُہ خالی نہیں ہوئی۔ اور دُوسری روایت کے موجب حضرتؐ ام شریک کے خیمہ میں وارد ہوئے اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کے لیئے بہت اہتمام کیا اور ایک مشک جس میں سمجھتی تھی کہ بہت روغن ہے مگر وُہ خالی تھی۔ حضرتؐ نے وُہ مشک لے لی اور حرکت دی وُہ روغن سے بھر گئی۔ پھر آنحضرتؐ اور آپ کے ہمراہی تمام سیر ہوئے۔ اور ام شریک اور اُس کے لڑکے بالے مدتوں اُس میں سے کھاتے رہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مشک کا مُنہ نہ باندھیں۔

بہترواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک پیالہ میں شہد ایک عورت کو دیا، وُہ مدتوں اُس میں سے کھاتی رہی اور وُہ کم نہ ہوا۔ ایک روز اُس پیالہ میں سے دُوسرے برتن میں رکھا اُسی وقت وُہ زائل ہوگیا۔ وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا اگر اس کو دُوسرے پیالہ میں نہ رکھتی تو ہمیشہ اُس میں سے کھاتی۔

تہترواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کچھ کھانا مانگا۔ حضرتؐ نے ساٹھ صاع گندم اُس کو دیا وُہ مرد ہمیشہ اُس میں سے کھاتا رہا اور وُہ کم نہ ہوا۔ ایک روز اُس کے دل میں آیا کہ اس کو پیمانہ سے ناپ لوں اور معلوم کروں کہ کتنا باقی رہ گیا ہے۔ جب اُس نے پیمانہ میں بھرا وُہ ختم ہوگیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر وُہ نہ ناپتا تو اس میں سے ہمیشہ کھاتا۔

چوہترواں معجزہ۔ خاصہ اور عامہ نے بطریق متعددہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ میں پندرہ سو صحابہ کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ اور ہوا نہایت گرم تھی۔ لوگوں نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ آبِ رواں خشک ہوگیا ہے اور کنواں جو ہے اُس میں پانی نہیں ہے اور پانی والے کنوؤں پر قریش نے قبضہ کر لیا ہے۔ حضرتؐ نے پانی سے بھرا ہوا ایک ڈول منگایا۔ وضو کیا اور پانی لے کر مُنہ میں پھرایا اور اُس ڈول میں ڈال دیا اور فرمایا کہ کنوئیں میں ڈال دو۔ جب وُہ پانی کنوئیں میں ڈالا گیا تو پانی سے لبریز ہوگیا۔ دوسری روایت کے مطابق اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور کنوئیں میں ڈال دیا۔ اور دوسری روایت کے مطابق تیر ناجیہ دختر عمرو یا بنت براء بن عازب کو دے کر فرمایا کہ حدیبیہ کے کسی کنوئیں میں ڈال دو۔ جب وُہ تیر ڈالا گیا پانی تیر کے نیچے سے جوش میں آیا۔ جب کافروں نے دیکھا تعجب کیا اور کہا یہ محمدؐ کے جادُو سے بعید نہیں ہے۔ جب حضرتؐ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو فرمایا تیر کنوئیں سے نکال لو۔ جب تیر نکال لیا گیا تو پانی بالکل زائل ہوگیا گویا کبھی اُس میں تھا ہی نہیں۔ دُوسری روایت کے مطابق لوگوں نے جنگ تبوک میں کمیٔ آب کی شکایت کی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تیر ایک شخص کو دیا اور فرمایا کنوئیں کی تہہ میں ڈال دو۔ جب ایسا کیا گیا پانی اُوپر تک آگیا اور تیس ہزار افراد حیوانوں سمیت اُس سے سیراب ہوتے۔

پچھترواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ

میں ایک مرتبہ بیمار تھا اور بیہوش ہو گیا تھا۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری عیادت کو آئے اور اپنا دست مبارک دھویا پھر اُس پانی کو مجھ پر چھڑک دیا۔ مَیں ہوش میں آیا اور مجھے شفا ہو گئی۔

چھہتر واں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ طفیل عامری اور دُوسری روایت کی بنا پر حسان بن ثابت مرض خورہ میں مبتلا ہوتے؛ حضرتؐ سے شفا کی التجا کی۔ حضرتؐ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور اپنا لعاب دہن اُس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اس سے غسل کریں۔ انہوں نے غسل کیا فوراً شفا ہو گئی۔

ستہتر واں معجزہ۔ روایت ہے کہ قیس نجمی کو سفید داغ ہو گئے تھے۔ حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان پر لگا دیا اُن کو شفا ہو گئی۔

اٹھہتر واں معجزہ۔ محمدؐ بن خاطب سے روایت ہے کہ میرے بچپن میں ایک مرتبہ دیگ میں پانی اُبل رہا تھا وُہ میرے بازو پر گر پڑا۔ میری والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھے لائیں۔ آپؐ نے منہ میں پانی لے کر میرے دہن میں ڈالا اور میرے بازو پر مل دیا اور یہ دُعا پڑھی: اذھب الباس ربّ النّاس واشف انت الشّافی لا شافی اِلّا انت شفاءً لایغادر سقما۔ مجھے اسی وقت شفا ہو گئی۔

اُناسیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ قتادہ بن ربعی اور دوسری روایت کے مطابق قتادہ بن نعمان کی ایک آنکھ جنگِ اُحد میں حلقۂ چشم سے باہر نکل پڑی تھی۔ حضرتؐ نے اُس کو اُس کی جگہ پر رکھ دیا وُہ دُرست ہو گئی۔ دُوسری آنکھ میں تو کبھی درد و تکلیف بھی ہو جاتی تھی لیکن اس میں کبھی کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن انیس کو بھی ایسا ہی حادثہ ہوا تھا۔ حضرتؐ نے ہاتھ پھیر دیا اور وُہ درست ہو گئی۔

اسیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ محمدؐ بن مسلمہ کا پیر زانو سے ٹوٹ گیا تھا جس روز کہ کعب الاشرف قتل کیا گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اُس مقام پر پھیر دیا وُہ بھی دُوسرے پیر کی طرح صحیح ہو گیا۔

اکیاسیواں معجزہ۔ عروہ بن زبیر سے روایت کی گئی ہے کہ ایک عورت مکہ میں تھی زُہرہ نام کی؛ وُہ مسلمان ہو گئی؛ اُس کے بعد نابینا ہو گئی۔ کفار مکہ کہنے لگے کہ لات و عزیٰ نے اس کو اندھا کر دیا۔ حضرتؐ نے اُس کی آنکھوں پر اپنا دستِ اقدس پھیر دیا وُہ بینا ہو گئی؛ تب کفار کہنے لگے کہ اگر اسلام بہتر دین ہوتا تو زُہرہ ہم سے پہلے مسلمان نہ ہوتی۔ اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ (پ۲۶۔ سورۃ الاحقاف۔ آیت ۱۱)۔

بیاسیواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن عتیک کو ابورافع یہودی کے قتل کے لیئے بھیجا جو اپنے قلعہ میں تھا واپسی میں اُن کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ وُہ جب حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا پیر پھیلاؤ۔ پھر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ وہاں پھیر دیا۔ اسی وقت شفا ہو گئی۔

تراسیواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گاؤں میں ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ جب آپؐ بیدار ہوئے پانی طلب کر کے اُسی درخت کی جڑ میں وضو کیا اور کلی کی۔ دُوسرے روز لوگوں نے دیکھا کہ وُہ درخت بڑا ہو گیا اور بارآور ہو گیا ہے بڑے بڑے پھل لگے ہوتے ہیں جن کی خوشبو عنبر کے مانند تھی اور شہد کی طرح شیریں تھا۔ جو بھُوکا اس کو کھاتا سیر ہو جاتا، پیاسا سیراب ہو جاتا، بیمار شفا پاتا؛ جو حیوان اُس درخت کی پتیاں کھاتا اس کا دُودھ بہت زیادہ ہو جاتا۔ اس گاؤں کے قرب و جوار کے لوگ اس کی پتیاں شفا کے لیئے لے جاتے۔ وُہ درخت اُس قبیلہ کے لیئے آب و غذا کے مانند تھا اور ہمیشہ اس کی برکت سے ان کے مال و اولاد میں ترقی ہو رہی تھی۔ ایک روز اُس کی پتیاں زرد اور چھوٹی ہو گئیں اور وُہ درخت مرجھا گیا۔ چند روز بعد ان کو خبر پہنچی کہ آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اُس میں پھل کم ہو گئے اور اُن پھلوں میں شیرینی اور خوشبو بھی کم ہو گئی تیس برس تک وُہ اسی حال پر قائم رہا۔ تیس سال کے بعد ایک روز اُن لوگوں نے دیکھا کہ اس کی طراوت اور کم ہو گئی اور اُس کے پھل بھی گر گئے؛ چند روز کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ امیر المومنین علیہ السّلام شہید ہو گئے اس کے بعد پھر اُس میں پھل نہیں لگے۔ لیکن لوگ اس کی پتیوں سے شفا اور برکت حاصل کرتے تھے اسی حال پر کچھ عرصہ تک باقی رہا۔ پھر ایک روز دیکھا کہ درخت خشک ہو گیا اور اُس کی جڑ سے تازہ خون جوش مارتا ہے اور اس کی پتیوں سے خون ملا ہوا پانی ٹپک رہا ہے جیسے گوشت دھونے کے بعد پانی نکلتا ہے اس کے چند روز بعد اُن کو اطلاع ملی کہ اُس روز امام حسین علیہ السّلام شہید ہوتے۔

چوراسیواں معجزہ۔ شیخ طوسی اور ابن شہر آشوب نے زید ابن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک روز صبح کو آنحضرتؐ بھوک سے بے چین تھے اور جناب سیّدہ صلوات اللہ علیہا کے گھر تشریف لاتے۔ وہاں جناب حسن و حسین علیہم السّلام کو دیکھا کہ بھُوک سے رو رہے ہیں۔ حضرتؐ نے اپنا لعابِ دہن اُن کے مُنہ میں دے دیا وُہ سیر ہو کر سو گئے۔ آنحضرتؐ امیر المومنینؑ کے ساتھ ابوالہیثم کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وُہ بولے مرحبا یا رسُولؐ اللہ مجھ پر شاق ہے کہ آپ اور آپکے اصحاب میرے گھر آئیں اور میرے پاس ضیافت کے لیئے کچھ نہ ہو کہ سامنے لا کر حاضر کروں۔ میرے پاس جو کچھ تھا میں نے ابھی ہمسایوں پر تقسیم کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ حقوق ہمسائگان کے بارے میں تاکید کیا کرتے تھے یہاں تک کہ مَیں نے گمان کیا کہ اُن کے آپس میں میراث مقرر ہو جاتے گی۔ پھر حضرتؐ نے ان کے گھر کے ایک طرف خرمے کا ایک درخت دیکھا۔ فرمایا کہ اے ابوالہیثم اجازت ہے کہ میں اس درخت کے پاس جاؤں؟ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ یہ درخت نر ہے اس میں کبھی پھل نہیں لگتے آپ چاہیں تو تشریف لیجائیں آنحضرتؐ اُس درخت کے نیچے گئے اور فرمایا یا علیؑ ایک پیالہ میں پانی لاؤ۔ جناب امیرؑ پانی لاتے آپ نے دہن اقدس میں لے کر پانی کو چاروں طرف پھرایا اور اُس درخت پر کلی کر دی وُہ اسی وقت بقدرت الٰہی خوشوں سے بھر گیا اور رطب اُس میں پیدا ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا پہلے ہمسایوں کے لیئے بھیجو۔ پھر ہم لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اُس پر سے ٹھنڈا پانی پیا۔ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ یہ اُن نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے میں

خدا فرماتا ہے کہ روز قیامت سوال کیا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ موجود نہیں ہیں یعنی فاطمہؑ و حسنینؑ علیہم السلام ان کے واسطے بھی اس میں سے رطب لے لو۔ اس کے بعد سے وُہ درخت ہمیشہ پھل لاتا رہا۔ ہم لوگ اس سے برکت حاصل کرتے تھے اور اس کو نخلۃ الجیران کہتے تھے۔ یہانتک کہ سال حرہ میں یزید پلید علیہ اللعنۃ والعذاب الشدید نے اہل مدینہ کے قتل کا حکم دیا اُسی فتنہ میں وُہ درخت بھی کاٹ ڈالا گیا۔

پچاسیواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ عامر بن کریز روز فتح مکہ اپنے لڑکے عبداللہ کو آنحضرتؐ کی خدمت میں لایا اس وقت وُہ پانچ مہینے کا تھا۔ حضرتؐ نے آب دہن اُس کے مُنہ میں ڈالا وُہ شوق کے ساتھ پی گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا اس کو پانی روزی کرے۔ حضرتؐ کی دُعا کا یہ اثر ہوا کہ وُہ جس زمین پر پہنچ جاتا تھا وہاں کے کھیتوں کے لیئے پانی کی فراوانی ہو جاتی تھی۔ اُسکی کھیتیاں اور چشمے مشہور ہیں۔

بیسواں باب

وُہ معجزات جو دُشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے

پہلا معجزہ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابو لہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپؐ کو ڈرایا دھمکایا۔ آپؐ نے فرمایا تو مجھ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اگر ایسا ہوا تو میں دروغ گو ہونگا۔ یہ بھی آنحضرتؐ کے معجزات میں تھا۔

دُوسرا معجزہ۔ شیخ مفید و راوندی وغیرہ نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حکم بن ابی العاص عثمان کا چچا آنحضرتؐ کا مذاق اُڑایا کرتا تھا۔ اپنا دہن ٹیڑھا کر کے چڑھایا کرتا تھا اور حضرت علیؑ کی نقل کیا کرتا تھا ایک روز آنحضرتؐ نے اُس پر نفرین کی وُہ دو مہینے تک دیوانہ رہا۔ پھر ایک روز آنحضرتؐ تشریف لیے جا رہے تھے، راستہ میں وُہ پیچھے چل رہا تھا اور اپنا ہاتھ حضرتؐ کو چڑھانے کے لیئے گھماتا جاتا تھا حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی رہے گا۔ وُہ کسی عارضہ میں مبتلا ہوا اور اُس کے ہاتھ اُسی طرح ٹیڑھے ہو گئے یہانتک کہ حضرتؐ نے اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ اور حکم دیا کہ کوئی اس کو مدینہ میں داخل نہ ہونے دے جب جناب عثمان کی خلافت کا زمانہ آیا انہوں نے اُس ملعون کو مدینہ میں بُلا لیا۔

تیسرا معجزہ۔ علی بن ابراہیم، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے امام محمدؑ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز کعبہ کے پاس حضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل نے قسم کھائی تھی کہ جب حضرتؐ کو نماز پڑھتے دیکھے گا ہلاک کر دے گا۔ جب اُس نے حضرتؐ کو دیکھا ایک بڑا پتھر اٹھا کر چلا۔ جب اُس نے ہاتھ بلند کیا وُہ اس کی گردن میں پھنس گیا۔ وُہ اُسی طرح اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور پتھر ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اور دُوسری روایت کے مطابق حضرتؐ جیسے فریاد کی، حضرتؐ نے دُعا کی تو پتھر اُس کے ہاتھ سے الگ ہوا پھر دوسرا شخص اٹھا

اور کہا کہ مَیں ان کو ہلاک کرتا ہوں۔ جب وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا خوف سے کانپنے لگا اور واپس آگیا۔ کہا کہ میرے اور حضرتؐ کے درمیان اُونٹ کے برابر ایک اژدہا حائل تھا اور اپنی دُم زمین پر پٹک رہا تھا۔ دُوسری روایت کے مطابق ابوجہل آیا تاکہ اپنا پیر آنحضرتؐ کی گردن پر رکھے لیکن فوراً ہی واپس چلا گیا لوگوں نے پُوچھا کیوں واپس آگیا اُس نے کہا میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان ایک خندق آگ سے بھری ہوئی حائل تھی اور چند فرشتے دیکھے جنکے پَر تھے۔ حضرتؐ نے سُنا تو فرمایا اگر وُہ میرے قریب آتا تو فرشتے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے۔

چوتھا معجزہ۔ علی بن ابراہیم، ابن بابویہ، ابن شہر آشوب اور شیخ طبرسی وغیرہم نے آیۃ اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَہۡزِءِیۡنَ (پ۱۴۔ آیت ۹۵ سورۃ حجر) "ہم تمہارا مذاق اُڑانے والوں کے لیئے کافی ہیں" کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے تو سب سے پہلے علیؑ ابن ابی طالبؑ ایمان لائے۔ پھر جناب خدیجہؑ۔ ایک روز جناب ابو طالبؑ اور حضرت جعفر طیار علیہم السلام آئے، دیکھا کہ آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے ہیں اور علیؑ بھی اُن کے ساتھ اُن کے برابر کھڑے نماز میں مشغول ہیں ابو طالبؑ نے جناب جعفر سے فرمایا کہ تم بھی اپنے پسر عم کے دُوسرے پہلو میں جا کر نماز پڑھو جعفرؑ حضرتؐ کے بائیں طرف جا کر کھڑے ہو گئے تو حضرتؐ اُن کے آگے ہو گئے۔ اُس کے بعد زیدؓ بن حارثہ ایمان لائے اور یہ پانچ افراد تین سال تک نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کے بعد خدا نے حکم دیا کہ اپنے دین کو ظاہر کرو اور مشرکوں کی پرواہ مت کرو۔ بیشک مَیں نے تم کو مذاق اُڑانے والوں کے شر سے محفوظ کر دیا ہے۔ اور وُہ پانچ اشخاص تھے؛ ولید بن مغیرہ۔ عاص بن وائل۔ اسودؓ بن مطلب۔ اسود بن عبد یغوث اور حارث بن طلاطلہ؛ اور بعضوں نے چھ افراد حارث بن قیس کو شامل کر کے کہا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ آئے اور آنحضرتؐ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ ولید اُدھر سے گذرا تو جبرئیلؑ نے کہا یہ ولید پسر مغیرہ ہے اور آپ کا مذاق اُڑانے والوں میں سے ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ جبرئیلؑ نے اُس کی طرف اشارہ کیا اور وُہ چلا گیا اور ایک مرد خزاعہ کے پاس پہنچا جو تیر تراش رہا تھا۔ مغیرہ کا پیر ایک تراشے پر پڑ گیا جس کا ریزہ تلوے میں چبھ گیا اور خون جاری ہو گیا۔ لیکن اُس نے غرور و نخوت کے سبب پسند نہیں کیا کہ جھک کر نکالے۔ جبرئیلؑ نے اُسی جگہ کا اشارہ بھی کیا تھا جہاں تیر بنایا جا رہا تھا۔ جب ولید اپنے گھر گیا ایک کرسی پر لیٹ گیا۔ اُسکی لڑکی زمین پر لیٹی تھی۔ اس کے تلوے سے خون اس قدر جاری ہوا کہ لڑکی کے بستر تک بہہ نکلا۔ لڑکی بیدار ہو گئی اور اپنی کنیز سے بولی کہ تُو نے شاید دہان مشک نہیں باندھا تھا پانی یہانتک بہہ کر آگیا۔ ولید بولا یہ تیرے باپ کا خون ہے مشک کا پانی نہیں ہے۔ میرے لڑکوں اور میرے بھائی کے لڑکوں کو بُلا لے کیونکہ میں اب زندہ نہ بچوں گا۔ میں کچھ وصیت تو کر لوں۔ وُہ سب بلائے گئے تو اُس نے عبداللہ بن ربیعہ سے کہا کہ عمارہ بن ولید حبشہ میں ہے۔ محمدؐ سے خط لے کر نجاشی کو بھیج دے کہ اس کو مکہ واپس کر دے۔ پھر اپنے سب سے چھوٹے لڑکے سے جس کا نام ہاشم تھا کہا کہ اے فرزند میں تجھ کو پانچ وصیتیں کرتا ہوں انکو یاد رکھنا پہلی وصیت تو یہ ہے کہ ابو دہم دوسی کو قتل کر دینا خواہ اسکے عوض تجھ کو تین دیت دینی پڑے کیونکہ میری

بیوی کو جو اُس کی لڑکی بھی زبردستی لے گیا۔ اگر وُہ میرے پاس رہنے دیتا تو تیرے ایسا لڑکا اس سے پیدا ہوتا۔ دُوسری وصیت یہ کہ خون کا جو بدلا بنی خزاعہ سے مجھے لینا ہے اُس کو مت بھُولنا۔ تیسری وصیت یہ کہ خُون کا جو بدلا خزیمہ بن عامر سے لینا ہے اس کا عوض لے لینا۔ چوتھی وصیت یہ کہ جو چند دیت قبیلۂ ثقیف کے ذمہ ہیں اُن سے وصول کرنا۔ پانچویں وصیت یہ کہ اسقف نجران کا دو سو[1] دینار میرے ذمہ ہے اُس کو واپس دے دینا۔ یہ کہا اور جہنم واصل ہوا۔

اس کے بعد عاص بن وائل حضرتؐ کی طرف سے گزرا۔ جبریلؑ نے اُس کے پیر کی طرف اشارہ کیا تو ایک لکڑی اس کے تلوے میں بھی چبھ گئی اور پُشت پا سے باہر نکل آئی جس سے وُہ مرگیا۔ دوسری روایت کے مطابق ایک کانٹا چُبھ گیا اور کھجلی ہوتی رہی۔ اس نے اس قدر کھجایا کہ ہلاک ہوگیا۔

جب اسود بن مطلب حضرتؐ کی طرف سے گزرا تو جبریلؑ نے اُس کی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور وُہ اندھا ہوگیا۔ اس نے دیوار سے اپنا سر ٹکرایا اور جہنم واصل ہوا۔ دوسری روایت ہے کہ جبریلؑ نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا وُہ پیاس میں مبتلا ہوا اور اس قدر پانی پیا کہ اُس کا پیٹ پھٹ گیا۔

اسود بن عبد یغوث پر خود حضرتؐ نے نفرین کی تھی کہ خدا اس کو اندھا کر دے اور لڑکے کے غم میں مبتلا کرے۔ پھر اُس روز جبریلؑ نے ایک برگ سبز اُس کے مُنہ پر مارا۔ وُہ آنحضرتؐ کی دُعا کی قبولیت کی وجہ سے زندہ رہا۔ آخر روزِ بدر اُس کا لڑکا مارا گیا، وُہ لڑکے کے غم میں مارا گیا۔

حارث بن طلاطلہ کے سر کی جانب جبرئیلؑ نے اشارہ کیا اُس میں زخم پیدا ہوگیا اور اُسی میں وُہ مرگیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو سانپ نے کاٹا اور مرگیا۔ بعض کا بیان ہے کہ زہریلی ہوا اُس میں اثرانداز ہوئی جس سے اُس کا رنگ سیاہ ہوگیا اور اُس کی صورت متغیر ہوگئی۔ وُہ اپنے گھر آیا تو گھر والوں نے نہ پہچانا اور اس قدر مارا کہ مرگیا۔ اور حارث بن قیس نے زہریلی مچھلی کھالی اور اس قدر پانی پیا کہ مرگیا[1]۔

پانچواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرتؐ پر جادو کیا تھا، اور چند گرہیں ایک دھاگے میں باندھ کر کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ جبریلؑ نے حضرتؐ کو خبر دی اور حضرتؐ نے بیان کیا کہ فلاں کنوئیں میں چند گرہ پڑا ہوا دھاگا ہے۔ وُہ نکالا گیا تو اُسی طرح ملا جیسا حضرتؐ نے بیان کیا تھا۔ حضرتؐ پر جادُو کا کوئی اثر نہ ہوا۔

چھٹا معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے سامنے سجدہ میں مشغول تھے۔ ابوجہل لعہ کا اُونٹ نحر کیا گیا تھا اُس ملعون نے اسکی اُوجھ بھیجی جو آنحضرتؐ کی پُشت پر کسی ملعون نے ڈال دی۔ جناب فاطمہؑ نے آکر اُس کو صاف کیا۔ جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خداوندا تو ہی ان کافروں سے انتقام لے اور ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید، اُمیّہ،

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مذاق اڑانے والوں کی تعداد اور ان کے حالات مختلف ہیں۔ میں نے بعض کا ذکر کر دیا اور بعض کے حالات مذکور ہو چکے ہیں۔ ۱۲۔

اور ابن ابی معیط اور ایک جماعت کا نام لیا جنکو مَیں نے دیکھا کہ چاہِ بدر میں مقتول پڑے ہیں۔

ساتواں معجزہ۔ خاصہ نے امام جعفر صادقؑ سے اور عامہ نے متعدد طریقہ سے رٖوایت کی ہے کہ عُتبہ پسر ابولہب نے کہا میں تجھ کے پروردگار سے انکار کرتا ہوں اور حضرتؐ کی طرف مُنہ کرکے تھوک دیا حضرتؐ نے فرمایا تو ڈرتا نہیں تجھ کو درندہ پھاڑ ڈالے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق فرمایا کہ خداوندا اس پر اپنے کتوں میں سے کسی کو مسلّط فرما۔ اس کے بعد وُہ ایک قافلہ کے ساتھ یمن کی طرف گیا ایک روایت ہے کہ شام کی جانب گیا۔ وُہ کہا کرتا تھا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) کی بددُعا سے ضرور مجھے درندہ پھاڑ ڈالے گا۔ ابولہب نے لوگوں سے کہا کہ اس کی حفاظت کرتے رہیں اور تنہا نہ چھوڑیں کہ محمدؐ کی دُعا مستجاب ہو غرض اپنے اسباب جمع کیے اور سب سے بلند مقام پر اس کو جگہ دی اور سب اُس کے قریب چاروں طرف سوئے۔ رات کے وقت شیر آیا اور سب کو سونگھنے لگا۔ آخر جست کرکے اُس کو پکڑا اور پھاڑ ڈالا۔

آٹھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ کے نزدیک نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خداوند عالم انکو کافروں کی نگاہوں سے پوشیدہ کردیا کرتا تھا اور وُہ حضرتؐ کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

نواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن اُمیّہ نے حضرتؐ سے کہا مَیں آپؐ پر اُس وقت تک ایمان نہ لاؤں گا جبتک خدا اور تمام فرشتے آپ کی صداقت پر گواہی نہ دیں یا آسمان پر جاکر کوئی کتاب لایئے۔ اور اگر یہ سب بھی آپ کر دکھائیں پھر بھی میں نہیں جانتا کہ ایمان لاؤنگا یا نہیں حضرتؐ سُنکر رنجیدہ ہوئے اور گھر واپس چلے گئے۔ ابوجہل نے کہا اگر دُوسرے روز مسجد میں آئیں تو میں ایک بڑا پتھر اُن کے سر پر دے ماروں گا۔ جب دُوسرے روز حضرتؐ مسجد میں داخل ہوکر مشغول نماز ہوئے ابوجہل لعہ ایک بڑا پتھر لے کر حضرتؐ کی طرف چلا۔ قریب پہنچا تو کانپنے لگا اور واپس چلا گیا۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا میں نے پہاڑوں کے مانند کچھ مردوں کو دیکھا جو حضرتؐ کو گھیرے ہوتے تھے اور لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اگر مَیں ذرا بھی حرکت کرتا تو مجھ کو پکڑ لیتے۔

دسواں معجزہ۔ راوندی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک رات نماز میں سورۂ تبّت یدا ابی لہب کی تلاوت فرمائی تو لوگوں نے اُم جمیل سے کہا جو ابوسفیان کی بہن اور ابولہب کی زوجہ تھی کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نماز میں تجھ پر اور تیرے شوہر پر لعنت کی ہے اور تمہاری مذمت کرتے تھے۔ وُہ ملعونہ غضبناک ہوکر حضرتؐ کی تلاش میں باہر نکلی کہتی تھی کہ اگر مَیں ان کو دیکھوں گی تو گالیاں دوں گی (معاذ اللہ) لوگوں سے حضرتؐ کو دریافت کررہی تھی کہ وُہ کہاں ہیں۔ آخر مسجد میں داخل ہوئی۔ جناب ابوبکرؓ آپؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ عرض کی یا رسُول اللہؐ آپ چھُپ جایئے کہ اُم جمیل آرہی ہے مجھے خوف ہے کہ وُہ حضرتؐ کو بُرا بھلا کہے گی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے دیکھ نہ سکے گی جب وُہ قریب آئی تو حضرتؐ کو نہ دیکھا۔ تو ابوبکرؓ سے پُوچھا کہ تم نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں تو وُہ اپنے گھر واپس چلی گئی۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ خدا نے ایک حجاب زرد حضرتؐ کے اور اُس کے درمیان ڈال دیا۔ وُہ ملعونہ اور تمام کفار حضرتؐ کو مذمم کہتے تھے یعنی بہت مذمت کیا ہوا حضرتؐ فرماتے تھے کہ خدا نے

میرا نام اُن کے دل سے محو کر دیا ہے اور مُذَمَّم کی مذمت کرتے ہیں جو میرا نام نہیں۔ شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب اور تمام مفسّرین خاصہ و عامہ نے اس قصّہ کو اسماء بنت ابوبکر وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (پ ۱۵ - آیت ۴۵ - سورۂ بنی اسرائیل) جب وہ حضرتؐ کے پاس آئی اور آپؐ کو نہ دیکھا تو ابوبکر سے بولی کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ کے ساتھی نے مجھ کو بُرا کہا ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ربِّ کعبہ کی قسم حضرتؐ نے تم کو بُرا نہیں کہا ہے۔

گیارہواں معجزہ۔ شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ابوجہل لعنہ اور ولید بن مغیرہ نے مع ایک جماعت کے بنی مخزوم کے ساتھ مشورہ کیا کہ جب آنحضرتؐ مسجد میں آئیں، اُن کو مار ڈالیں۔ جب دوسرے روز آنحضرتؐ مسجد میں آئے اور نماز میں مشغول ہوئے۔ ان سب نے ولید کو بھیجا کہ آنحضرتؐ کو ہلاک کر دے۔ جب وہ حضرتؐ کے قریب پہنچا تو آپؐ کی آواز سُنتا تھا مگر حضرتؐ کو دیکھتا نہ تھا۔ اُس نے واپس جاکر یہ حال بیان کیا تو اُن لوگوں کو یقین نہ آیا اور سب کے سب حضرتؐ کے پاس آئے۔ آپؐ کی آواز سُنی تو آواز کے پیچھے چلے۔ پھر اپنے پیچھے آواز سُنی تو پلٹے اور آواز کی طرف دوڑے۔ پھر آواز پہلے مقام سے سُنی، اُس طرف آئے۔ اسی طرح دوڑتے رہے اور حیران و پریشان ہو کر واپس چلے گئے تو خدا نے یہ آیت نازل کی وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (پ ۲۲ آیت ۹ سورۃ یٰسین) ہم نے انکے سامنے ایک دیوار کھڑی کر دی اور اُنکے پیچھے ایک دیوار بنادی اور ان کی آنکھوں کو ڈھک دیا تو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔

بارھواں معجزہ۔ شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب مدینہ کے یہودیوں نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جنگ نہ کرنے کا عہد اور جو دیت مسلمانوں پر لازم ہے اُس میں اعانت کرنے کا اقرار کیا تو حضرتؐ بنی نضیر کے پاس گئے اور اُس میں اعانت چاہی۔ انُھوں نے کہا بیٹھئے کھانا وغیرہ کھائیے ہم دیت جمع کر کے حاضر کرتے ہیں اور درپردہ حضرتؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش میں مشغول ہوئے۔ اسُی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور ان کے ارادہ سے حضرتؐ کو آگاہ کیا۔ حضرتؐ اُن کے گھر سے باہر نکل آئے اور انکی بدعہدی ظاہر ہوگئی۔

تیرھواں معجزہ۔ شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ عرب کے ایک گروہ سے جنگ کے لیے چلے اور ایک موضع میں پہنچے جس کو ذی امر کہتے تھے۔ وہاں کے لوگ لشکر دیکھ کر بھاگ گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر جاکر پناہ گزین ہوئے۔ حضرتؐ اُس مقام پر ٹھہرے جہاں سے اُن کو دیکھ سکیں پھر اپنے لشکر سے قضائے حاجت کے لیے نکلے۔ بارش ہونے لگی جس سے آپؐ بالکل بھیگ گئے اور کپڑے تر ہوگئے۔ آپؐ نے اپنے کپڑے اُتار کر ایک درخت پر لٹکا دیئے اور اُس کے سایہ میں لیٹ گئے۔ وہ دیہاتی حضرتؐ کو دیکھ رہے تھے۔ اُن کا سردار جس کا نام دیثور بن حارث تھا حضرتؐ کے پاس آیا اور تلوار نکال کر بولا اس وقت آپؐ کو میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے نہایت اطمینان سے فرمایا کہ خدا۔ جبرئیلؑ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اس کی تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ زمین پر گر پڑا۔ آنحضرتؐ نے اس کی تلوار اُٹھالی اور اُس کے پاس آکر فرمایا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ اُس نے کہا کوئی نہیں، اور کلمہ پڑھ کر

مُسلمان ہوگیا اور اپنی قوم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ دوسری روایت کے مطابق جب اُس نے چاہا کہ حضرتؐ پر تلوار سے وار کرے کانپنے لگا اور تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اور ابوحمزہ ثمالی کی روایت کے مطابق دعثور کا بیان ہے کہ ایک مرد سفید پوش نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ میں نے سمجھ لیا کہ وہ فرشتہ تھا۔

چودھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کفار قریش حجر اسمٰعیل میں جمع ہوئے اور بالاتفاق قسم کھائی کہ اگر محمدؐ کو مسجد میں دیکھ لیں گے تو سب مل کر اُن کو قتل کر دینگے۔ جناب فاطمہؑ کو اس کی اطلاع ہوگئی اور وہ روتی ہوئی آنحضرتؐ کے پاس آئیں اور ان کا ارادہ بیان کیا۔ آپ نے وضو کے لیے اُن سے پانی منگوایا اور وضو کر کے مسجد میں تشریف لے گئے۔ جب اُن لوگوں نے دیکھا خدا نے حضرتؐ کا رُعب اُن کے دلوں میں ڈال دیا، اُن سب نے اپنا سر جُھکا لیا اور اُن کی ٹھڈیاں سینہ سے پیوست ہو گئیں۔ حضرتؐ نے ایک مٹھی خاک اُٹھا کر ان کی طرف پھینکا اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ۔ وہ خاک جس جس کے جسم پر پڑی وہ سب روز بدر مارے گئے۔

پندرھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ ابطح میں جا رہے تھے ابولہب لعین نے ایک پتھر حضرتؐ کی طرف پھینکا، وہ سات رات دن ہوا میں معلق رہا۔ لوگ کہتے تھے کہ کون اسکو ہوا میں روکے ہوئے ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وہ جس نے آسمان کو بے ستون قائم کر رکھا ہے۔

سولھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور اکثر محدثین و مؤرخین نے روایت کی ہے کہ جنگ حُنین میں شیبہ بن عثمان نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرتؐ کے پیچھے وار کرنے کی غرض سے آیا تو اپنے اور حضرتؐ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ دیکھا۔ حضرتؐ اُس کے ارادہ سے واقف ہوگئے اور اس کی طرف دیکھا اور فرمایا اے شیبہ میرے پاس آ۔ وہ آیا تو فرمایا خداوندا اس کے دل سے شیطان کو دُور کر دے۔ شیبہ کہتے ہیں کہ حضرتؐ کی اس دُعا کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ کو ایسے محبوب ہوگئے کہ میں انکو اپنی آنکھ اور کان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے شیبہ کافروں سے جنگ کرو۔ جب جنگ ختم ہوگئی، جو کچھ اس کے دل میں گزرا تھا اور آپؐ نے دیکھا تھا حضرتؐ نے اُس سے بیان کیا اور فرمایا خدا نے تمہارے لیے جو کچھ چاہا وہ اس سے بہتر ہے جو کچھ تم خود اپنے واسطے چاہتے تھے۔

سترھواں معجزہ۔ سیّد ابن طاؤس اور ابن شہر آشوب اور دُوسرے محدثین نے روایت کی ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن قیس آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے۔ جب مسجد میں داخل ہوئے عامر حضرتؐ کے نزدیک آیا اور پُوچھا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ فرمایا جو تمام مسلمانوں کے لیے ہوگا وہ سب تیرے لیے بھی ہوگا۔ اور جو کچھ تمام مسلمانوں کے لیے لازم ہوگا وہ تجھ پر بھی لازم ہوگا۔ اُس نے کہا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے بعد کے لیے مجھے اپنا خلیفہ بنائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرے اور تیرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں ہے۔ اُس نے کہا اچھا مجھے جنگلوں کا والی بنا دیجئے اور آپ شہر کے امیر رہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ بھی ممکن نہیں۔ اُس نے کہا تو میرے واسطے کیا مقرر فرماتے ہیں؟ فرمایا گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کر یہی مقرر کرتا ہوں۔ اُس نے کہا میں سر دست منظور کرتا ہوں

ذرا میرے ساتھ الگ چلئے کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آپؐ اُٹھ کر اُس کے ساتھ ایک طرف چلے گئے اُسوقت اُس نے اربد اپنے چچا زاد بھائی کو اشارہ کیا کہ شمشیر کھینچ اور حضرتؐ کو مار دے۔ اُس نے غلاف سے تلوار کھینچنا چاہی وُہ ایک بالشت سے زیادہ نہ نکلی۔ ہر چند کوشش کی تلوار باہر نہ کھینچ سکا۔ عامر جس جس طرح اُسکو اشارہ کرتا رہا وُہ اُسی طرح تلوار نکالنے کی کوشش کرتا رہا مگر تلوار نیام سے باہر نہ نکلی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اربد نے کہا کہ ایک دیوار میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئی اور جب دوسری بار میں نے ارادہ کیا عامر کو اپنے زد پر پایا۔ غرض جب آنحضرتؐ نے اربد پر نگاہ کی دیکھا کہ وُہ نیام سے تلوار نکالنے کی کوشش کر رہا ہے آپؐ نے فرمایا خداوندا میری حفاظ[illegible]ما۔ اسی اثنا میں لوگوں نے ان کے گرد ہجوم کیا اور وُہ دونوں بھاگ گئے۔ لیکن اپنی منزل پر نہیں [illegible] خدا نے اربد پر بجلی گرادی اور وُہ ہلاک ہو گیا۔ عامر زن سلولیہ کے گھر آیا اس کی اُنگلی میں طاعون [illegible] نکل آیا۔ اُس عورت نے کہا اے عامر شتر کے مانند غدہ تیرے بھی نکل رہا ہے کیا سلولیہ ہی کے [illegible]ے گا۔ حالانکہ وُہ لوگ اُس قبیلہ کے لوگوں کے یہاں قیام کرنا ننگ و عار سمجھتے تھے۔ یہ سُنتے ہی عامر [illegible] گھوڑے پر سوار ہو کر چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ جہنم داصل ہوا۔

اٹھارھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباسؓ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ غزوۂ حدیبیہ میں اسّی اشخاص مکہ والوں میں سے آنحضرتؐ کو ہلاک کرنے کی غرض سے کوہِ تنعیم سے نیچے آتے حضرتؐ نے اُن پر لعنت کی اور وُہ سب اندھے ہو گئے۔ صحابہ نے ان کو گرفتار کیا۔ آخر حضرتؐ نے اُن پر احسان فرمایا اور چھوڑ دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ (پ۲۶ آیت ۲۴ سورۂ فتح) "وہی خدا وُہ ہے جس نے تم کو کفار پر فتح دینے کے بعد مکّہ کی سرحد میں اُن کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ اُن سے روک دیئے"۔

اُنیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور اکثر مورخین نے روایت کی ہے کہ جب کفارِ قریش جنگ بدر سے واپس ہوتے، ابولہب نے ابوسفیان سے پُوچھا کہ تمہاری شکست کا کیا سبب ہوا؟ اُس نے کہا یہی کہ جس وقت ہم برسرِ پیکار ہوتے دوسرے راستہ سے ہم بھاگ کھڑے ہوتے اور ہم کو اُن لوگوں نے قتل کیا اور اسیر کر لیا جس طرح اُنہوں نے چاہا؛ اور ہم نے سفید پوش مردوں کو دیکھا جو ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان و زمین کے درمیان معلق تھے۔ اُن کے سامنے کوئی کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ ابورافع نے عباس کی دختر اُم الفضل سے کہا وُہ فرشتے تھے۔ ابولہب نے جو یہ سُنا تو ابورافع کو زمین پر دے پٹکا۔ ام الفضل نے خیمہ کا ستون ابولہب کے سر پر مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا۔ اُس کے بعد وُہ سات روز زندہ رہا۔ خدا نے اس کو مرض عدسہ میں مبتلا کر دیا۔ عدسہ وُہ مرض ہے جس سے اہلِ عرب بہت ڈرتے اور پرہیز کرتے ہیں کہ کہیں دُوسروں کو نہ عارض ہو جائے۔ اسی سبب سے تین روز وُہ گھر میں مُردہ پڑا رہا کہ اُس کے لڑکے بھی اس کے قریب دفن کرنے کے واسطے نہیں گئے۔ آخر اس کو لوگ رسّی باندھ کر کھینچتے ہوتے لے گئے اور مکّہ کے باہر ایک جگہ ڈال دیا، اور بہت سے ڈھیلے پتھر اُس پر ڈال کر چھپا دیا [1]۔

(یہ حاشیہ صفحہ ۳۹۳ پر دیکھئے ۱۲)

بیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ خندق میں ابوسفیان نے سات ہزار تیر انداز مقرر کیے تھے کہ یکبارگی آنحضرتؐ کے لشکر پر تیروں کی بارش کریں۔ صحابہ نے جو یہ خبر سُنی خوفزدہ ہوتے اور حضرتؐ سے شکایت کی حضرتؐ نے اپنی آستین کو ہوا میں حرکت دی اور دُعا کی۔ جب اُن لوگوں نے تیر چلانا شروع کیا خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے تیروں کو اُنہی کی طرف پلٹا دیا اور ہر تیر نے اپنے پھینکنے والے کو زخمی کیا۔

اکیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا میسرہ کے ساتھ یہودیوں کے ایک قلعہ کی طرف روانہ ہوتے تاکہ روٹی اور دال وغیرہ اُن سے خریدیں۔ ایک یہودی نے کہا جو آپ چاہتے ہیں میرے پاس ہے۔ اور اپنے گھر جا کر اپنی زوجہ سے کہا کہ قلعہ کی فصیل پر جا اور جب محمدؐ قلعہ میں آنے لگیں وُہ بڑا پتھر اُن کے اُوپر گرا دے۔ جب حضرتؐ داخل قلعہ ہوئے اور عورت نے وُہ پتھر گرانا چاہا جبرئیلؑ نازل ہوتے اور اپنے پروں کو پتھر پر مارا وُہ پتھر دیوار میں سوراخ کر کے بجلی کی طرح آیا اور اُس ملعون یہودی کی گردن میں مثل چکّی کے پھنس گیا اور وُہ بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو بیٹھ کر رونے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تُو نے کیا ارادہ کیا تھا کہ ایسی بلا میں مبتلا ہو گیا۔ اُس نے کہا آپؐ کے ہاتھ کچھ بیچنے کا میرا ارادہ نہ تھا بلکہ اس لیئے اپنے مکان میں آپ کو لایا تھا کہ ہلاک کر دُوں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ معدنِ کرم اور سیّدؐ عرب و عجم ہیں۔ لہٰذا مجھے معاف کر دیجئے۔ حضرتؐ نے اُس پر رحم فرمایا اور دُعا کی تو اس کی گردن سے وُہ پتھر نکالا گیا۔

بائیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابرؓ اور ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد قریش نے قسم کھائی کہ میں ضرور محمدؐ کو قتل کر دوں گا۔ لیکن اُس کے گھوڑے نے جست کی، وُہ زمین پر گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

تیئیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ معمر بن یزید شجاعت میں مشہور تھا اور قبیلۂ کنانہ میں امیر و سردار تھا۔ قریش نے آنحضرتؐ کے بارے میں اُس سے مدد چاہی اُس نے کہا میں اُن کے شر سے تم کو نجات دلاؤں گا اور اُن کو قتل کروں گا۔ میرے پاس بیس ہزار سپاہی ہیں۔ بنی ہاشم کو مجھ سے جنگ کی تاب نہیں ہے۔ اگر خونبہا مانگیں گے تو میرے پاس مال بھی کافی ہے میں خونبہا بھی دے دوں گا۔ وُہ ایسی تلوار باندھتا تھا جس کی لمبائی دس بالشت اور چوڑائی ایک بالشت تھی۔ ایک روز آنحضرت

---

[1] حاشیہ صفحہ ۳۹۲ کا لہ مؤلف فرماتے ہیں کہ اب وُہ عمرہ کی شاہراہ پر ہے۔ جو شخص اُس مقام سے گزرتا ہے چند ڈھیلے اُس پر پھینکتا ہے یہاں تک کہ ایک بڑا ٹیلا ہو گیا ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ خدا و رسولؐ کی مخالفت کس طرح صاحبانِ نسبہائے شریف کو اپنے شرف و مرتبہ سے محروم کر دیتی ہے اور اطاعتِ خدا و رسولؐ بے حسب و نسب لوگوں کو کیسے بلند مدارج پر پہنچا دیتی ہے اور اہلبیت عزت و شرافت میں داخل کر دیتی ہے۔ (یہ اشارہ ہے جناب سلمان فارسی کی جانب جنکو پیغمبرؐ نے اپنے اہلبیت میں داخل فرما لیا تھا۔ مترجم)

حجر اسمٰعیلؑ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ معمر نے اپنی تلوار اُٹھائی اور آنحضرتؐ کی طرف چلا۔ جب قریب پہنچا زمین پر گر پڑا اور زخمی ہوگیا۔ پھر اُٹھ کر بھاگا اور ابطح تک پہنچا۔ خون اُس کے مُنہ سے جاری تھا۔ لوگوں نے اُس کا یہ حال دیکھا تو اُس کے گرد جمع ہوگئے۔ خون اُس کے چہرہ سے دھویا اور پُوچھا تجھ کو کیا ہوا؟ اُس نے کہا تمہارے فریب میں جو آیا اُس نے دھوکا کھایا۔ مَیں نے ہرگز ایسا واقعہ نہ دیکھا تھا۔ جب مَیں اُن کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ دو اژدھے اُن کے سر سے پیدا ہوتے جنکے مُنہ سے آگ نکل رہی تھی، دونوں نے مجھ پر حملہ کیا۔

چوبیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ کلدہ بن اسد نے عقیل و عقال کے مکان کے درمیان آنحضرتؐ پر ایک مزراق پھینکی جو پلٹ کر اُسی کے سینہ پر پڑی اور وُہ ڈر کر بھاگا۔ لوگوں نے پُوچھا کیا ہوا؟ اُس نے کہا تم پروا نے ہو شاید اس شترمست کو نہیں دیکھتے جو میرا پیچھا کیئے ہوتے ہے۔ وُہ بولے ہم کو کوئی چیز نہیں دکھائی دیتی۔ اُس نے کہا میں تو دیکھ رہا ہوں۔ غرضکہ وُہ بھاگتا ہوا طائف تک چلا گیا۔

پچیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز دوپہر کو جنابِ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ سے باہر نکلے اور حجون کی گذرگاہ تک پہنچے اور نضر بن الحارث آنحضرتؐ کے قتل کے ارادہ سے پیچھے آرہا تھا۔ جب حضرتؐ کے قریب پہنچا بھاگا۔ ابوجہل اُس کے پاس آیا اور پُوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ اُس نے کہا آج جبکہ محمدؐ تنہا جا رہے تھے اس ارادہ سے اُن کے پیچھے گیا کہ اُن کو ہلاک کردوں۔ جب میں اُن کے قریب پہنچا مَیں نے شیروں کو دیکھا جو دھاڑتے ہوئے مجھ پر دوڑ پڑے۔ ابوجہل ملعون نے کہا یہ اُن کے جادُو کا اثر ہے۔

چھبیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرد قریش نے آنحضرتؐ کو سجدہ میں دیکھا، ایک پتھر اُٹھایا کہ حضرتؐ کو مارے۔ جب اُس نے اپنا ہاتھ بلند کیا وُہ پتھر اُس کے ہاتھ سے لپٹ گیا، اور ہاتھ خشک ہوگیا۔

ستائیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور ابن عباس نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ مسجد میں بلند آواز سے تلاوتِ قرآن کر رہے تھے؛ کفار قریش کو ناگوار گزرا۔ اُٹھے تاکہ آنحضرتؐ کو پکڑ لیں، ناگاہ ان کے ہاتھ انکی گردنوں میں بندھ گئے اور وُہ سب اندھے ہوگئے۔ اور ٹٹولتے ہوتے آنحضرتؐ کے پاس آتے اور آنحضرتؐ سے گڑگڑاتے اور قسم دی۔ تو آپؐ نے دُعا کی اور اُن کے ہاتھ کھُل گئے اور ان کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ اس وقت سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ سجدہ میں تھے ابولہب لعنۃ اللہ علیہ نے ایک پتھر اُٹھا کر چاہا کہ حضرتؐ پر پھینکے، اُس کا ہاتھ اُٹھا رہ گیا اور نیچے لانا ممکن نہ ہوا، تو حضرتؐ سے رویا گڑگڑایا اور قسمیں کھائیں کہ اگر صحیح ہو جاتے گا تو کبھی حضرتؐ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے گا۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور ہاتھ درست ہوگیا تو بولا بیشک تم پکے جادوگر ہو۔ اُس وقت سورۃ تبت یداہ نازل ہوئی۔

اُنتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جنابِ رسُولِ خدا ایک مرتبہ بنی شاجعہ کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا اور آنحضرتؐ سے جنگ کے لیئے پانچ ہزار سوار آپؐ کے تعاقب میں روانہ

کیا۔ جب وُہ سوار حضرتؐ کے قریب پہنچے حضرتؐ نے دُعا کی اور ایک ہوا چلی اور سب ہلاک ہوگئے۔

تیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور دوسروں نے روایت کی ہے کہ روز جنگ احد ابن قمیہ نے ایک پتھر آنحضرتؐ کی طرف پھینکا۔ وُہ حضرتؐ کے پیروں پر لگا۔ آپؐ نے فرمایا خدا تجھ کو ذلیل کرے۔ وُہ جب اُحد سے واپس چلا تو ایک مقام پر سو رہا تھا کہ ایک پہاڑی بکرا آیا اور اپنی سینگ اُس کے پیٹ میں گھونپ دی۔ وُہ چلانے لگا وا ذلاہ بکرے نے سینگ کو پیٹ پھاڑ کر اُس کی گردن کے حلقہ سے نکالا۔

اکتیسواں معجزہ۔ اور یہ معجزہ متواترہ سے ہے کہ روز جنگ خندق حضرتؐ نے دُعا کی اور خدا نے ایک تیز اور سخت ہوا بھیجی جس نے سنگریزوں کو اُڑا کر پھینک دیا۔ اور مسلمانوں کی قلت اور اپنی کثرت کے باوجود وُہ بھاگ گئے

بتیسواں معجزہ۔ حضرتؐ نے جنگِ بدر میں ایک مٹھی ریت اُٹھا کر کافروں کے لشکر پر مارا اور فرمایا شاهت الوجوه۔ ہوا نے ان سنگریزوں کو اُڑا کر اُن کے چہروں تک پہنچا دیا۔ تو جس جس کے مُنہ پر وُہ خاک پڑی وُہ اسی روز یا تو مارا گیا یا اسیر ہوا۔

تینتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جب عرنیوں نے حضرتؐ کے چرواہے کو مار ڈالا اور مویشیوں کو لے گئے تو حضرتؐ نے اُن پر نفرین کی کہ خداوندا ان کو راستہ بھلا دے وُہ راستہ سے بھٹک گئے اور حضرتؐ کے اصحاب اُن کے پاس پہنچ گئے اور ان کو گرفتار کر لیا۔

چونتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے کسی عورت کی خواستگاری کی اُس کے باپ نے کہا کہ اُس کے سفید داغ ہیں لیکن حقیقت میں نہ تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا؛ تو اسکے داغ پڑ گئے۔

پینتیسواں معجزہ۔ حضرتؐ نے زہیر شاعر کو دیکھا تو دُعا کی خداوندا مجھے اس شیطان کے شر سے پناہ میں رکھ، تو وُہ ایک شعر بھی نہ بنا سکا۔

چھتیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک روز حضرت بلالؓ اذان کہہ رہے تھے۔ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کہا ایک منافق بول اُٹھا "جو جھوٹا ہو وُہ جل جاتے"۔ تو اُسی رات وُہ چراغ کو درست کرنے اُٹھا اُس کی لَو اس کی انگلی میں لگ گئی اور ہر چند اُس نے بجھانے کی کوشش کی، لیکن وُہ آگ نہ بجھی اور اُس کے سارے بدن کو جلا دیا۔

سینتیسواں معجزہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عُقبہ بن معیط اور ابی بن خلف آپس میں بھائی بھائی بن گئے تھے۔ ایک مرتبہ عقبہ ایک سفر سے واپس آیا اور لوگوں کی ضیافت کی اور اشراف قوم کے ساتھ حضرتؐ کو بھی دعوت میں بلایا۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہ لاتے گا مَیں تیری دعوت قبول نہ کروں گا۔ اُس نے کلمۂ شہادتین پڑھا تو حضرتؐ نے اُس کے یہاں کھانا کھایا۔ جب اُبی بن خلف سفر سے واپس آیا تو عقبہ کا حال سُنا اور اُس کو ملامت کی تو مسلمان ہوگیا۔ میں اُس وقت تک تجھ سے باتیں نہ کروں گا جبتک تو محمدؐ کی تکذیب اور اُن کو ذلیل نہ کرے گا۔ یہ سُنکر وُہ ملعون حضرتؐ کے پاس آیا اور حضرتؐ کے اُوپر تھوک دیا۔ لیکن اس کا آبِ دہان نجس دو حصہ ہو کر پلٹ گیا، اور اُسی کے دونوں رخساروں کو جلا دیا جس کا نشان پڑ گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تک تو مکہ میں ہے زندہ رہے گا، جب باہر جاتے گا اپنی ہی تلوار سے مارا جائیگا غرض وُہ

روزِ بدر مقتول ہوا اور اُبی روزِ اُحد مارا گیا۔

اڑتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اُبی بن خلف مکہ میں آنحضرتؐ کو مار ڈالنے کی دھمکی دیا کرتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا انشاء اللہ مَیں تجھ کو قتل کروں گا۔ غرض جنگِ اُحد میں حضرتؐ نے اس کی طرف ایک لکڑی پھینکی جس سے اُس کی گردن میں خراش ہوگیا۔ وُہ میدان سے پلٹا اور گائے کی طرح چلاتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا ایک معمولی خراش سے اس طرح چلاتا ہے۔ اُس نے کہا اگر یہ خراش تمام قبیلہ ربیعہ اور قبیلۂ مضر پر پڑجاتی تو حسب کے سبب مرجاتے۔ اُنہوں نے مجھ سے قتل کا وعدہ کیا تھا، اگر وُہ مجھ پر تھوک دیتے تو مَیں اُسی سے مرجاتا۔ پھر ایک روز کے بعد جہنم واصل ہوا۔

اُنتالیسواں معجزہ۔ طب الائمہ اور مجمع البیان اور تفسیر عیاشی بلکہ تمام معتبر کتابوں میں حضرت صادقؑ سے بطریق متعددہ منقول ہے کہ آنحضرتؐ کو ایک مرتبہ کوئی بیماری لاحق ہوئی۔ جبرئیل و میکائیل علیہم السلام آئے جبرئیلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ لبید بن اعصم نے آپؐ پر جادُو کیا ہے اور اُس کو بنی رزیق کے کنویں میں پوشیدہ کر رکھا ہے لہٰذا آپ جسکو سب سے زیادہ بلند و برتر سمجھتے ہوں جس پر آپؐ کو سب سے زیادہ اعتماد و بھروسہ ہو اور جو کمالات میں مثل آپؐ کے ہو اُس کو بھیجئے تاکہ وُہ اُس کنویں سے جادُو باہر نکالے۔ آنحضرتؐ نے یہ سُنکر جناب امیرؑ کو بُلایا اور فرمایا چاہِ زروان پر جاؤ اُس کے اندر میرے لیے جادو کر کے خُرمے کے غلاف میں رکھا ہے اور ایک پتھر کے نیچے کنویں کی تہہ میں دبا دیا ہے۔ جناب امیرؑ اُس کنویں پر آئے۔ اُس کنویں کا پانی جادُو کے سبب سے مہندی کے پانی کی طرح رنگین ہوگیا تھا۔ امیر المومنینؑ نے کنویں کے پانی کو نکالا اور اُس پتھر کے نیچے سے آنحضرتؐ نے جس کا پتہ بتایا تھا غلافِ خرما نکالا اور حضرتؐ کی خدمت میں لائے جب اُسکو کھولا تو اُس میں سے کنگھی اور اُس کے کچھ دندانے اور ایک رسّی نکلی جس میں گیارہ گرہیں ڈالی گئی تھیں۔ اور اُس میں سُوئیاں چبھی ہوئی تھیں۔ اُسی روز جناب جبرئیلؑ سورۃ قل اعوذ برب الفلق اور سورۃ قل اعوذ برب النّاس لائے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ ان دونوں سورتوں کو ان گرہوں پر پڑھو۔ جناب امیرؑ نے پڑھنا شروع کیں۔ ایک آیت پڑھتے تو ایک گرہ کھُل جاتی یہانتک کہ تمام سورتوں کو پڑھا، اور ساری گرہیں کھُل گئیں اور دُوسری روایت کے مطابق جبرئیلؑ نے قل اعوذ برب الفلق اور میکائیلؑ نے سورۃ قل اعوذ برب النّاس کو حضرتؐ کی تعویذ کے لیے پڑھا۔ اور دوسری روایت کے مطابق جناب جبرئیلؑ نے سورۃ فلق، ناس اور قل ھواللہ احد" پڑھا، پھر یہ دُعا پڑھی:۔ بسم اللہ ارقیك واللہ یشفیك من کل داءٍ یوذیت خذ ھا فلتھنیك [1]۔

---

[1] مؤلّف فرماتے ہیں کہ علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ جادُو کا اثر انبیاء وائمہ علیہم السّلام پر نہیں ہوتا اور آنحضرتؐ کی تکلیف اُس جادُو کے سبب سے نہ تھی بلکہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کی حقیقت کے اظہار کے لیے ان کافروں کا سحر ظاہر کر دیا اور ان سورتوں کو دُوسروں سے سحر کے دفع کرنے کے لیے نازل کیا ہے۔ ۱۲

اکیسواں باب

آنحضرتؐ کے اُن معجزات کا بیان جو شیاطین اور جنوں پر غلبہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہوئے اور اُن میں سے بعض کا ایمان لانا، اور آنحضرتؐ کی نبوت کی خبر دینا وغیرہ

پہلا معجزہ۔ شیخ طبرسی اور دُوسرے محدثین نے زہری سے روایت کی ہے کہ جب جناب ابوطالبؑ کا انتقال ہوا آنحضرتؐ پر سختیاں زیادہ ہونے لگیں اور اہلِ مکہ نے حضرتؐ کی ایذا و تکلیف پر اتفاق کیا، تو حضرتؐ طائف کی طرف تشریف لے گئے کہ شاید اُن میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئیں۔ جب حضرتؐ طائف پہنچے تین اشخاص سے ملاقات کی جو وہاں کے رؤسا میں سے تھے اور ایک دُوسرے کے بھائی تھے "عبدالیلیل، مسعود اور حبیب" پسرانِ عمرو۔ حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا مَیں نے کعبہ کا لباس چرایا ہوگا اسی لیئے خدا نے تم کو بھیجا ہوگا۔ دُوسرے نے کہا کہ خدا سے ممکن نہ ہوا کہ تم سے بہتر کسی شخص کو پیغمبری کے لیئے بھیجتا۔ تیسرے نے کہا واللہ مَیں تم سے اس کے بعد گفتگو نہ کروں گا اس لیئے کہ تم پیغمبرِ خدا ہو اور تمہاری شان بہت بلند ہے اس سے کہ تم سے گفتگو کر سکوں۔ اور اگر تم جھُوٹا دعوٰے کرتے ہو تو اس قابل نہیں ہو کہ تم سے گفتگو کی جائے۔ غرض کہ اُن سب نے آپؐ کا مذاق اُڑانا شروع کیا۔ جب اُن کی قوم نے دیکھا کہ اُنکے سرداروں نے حضرتؐ کے ساتھ یہ سلوک کیا، تو دونوں طرف سے قطار باندھ کر حضرتؐ پر پتھر پھینکنے لگے یہانتک کہ آپؐ کے پائے اقدس زخمی ہوگئے اور خون جاری ہوگیا۔ وہاں سے آپ اُن کے ایک باغ میں چلے گئے تاکہ کسی درخت کے سایہ میں آرام فرمائیں وہاں عتبہ اور شیبہ کو دیکھا اور زیادہ محزون و غمگین ہوئے، کیونکہ حضرتؐ ان کی عداوت سے آگاہ تھے۔ جب حضورؐ کو اُن دونوں نے دیکھا اپنے ایک غلام نصرانی عداس نامی کے ہاتھ جو اہلِ نینوا سے تھا کچھ انگور حضرتؐ کے پاس بھیجے۔ غلام حضرتؐ کے پاس پہنچا تو حضرتؐ نے اس سے پوچھا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو؟ اُس نے کہا نینوا سے ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تم یُونس بن متیؑ جیسے نیک بندے کے شہر کے رہنے والے ہو۔ اُس نے کہا آپؐ کو کیا معلوم کہ یونسؑ کون تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں پیغمبر ہوں اور خدا نے مجھے یونسؑ کے حال سے آگاہ کیا ہے۔ عداس یہ سُنتے ہی سجدہ میں گر پڑا اور حضرتؐ کے پاہائے مبارک کے بوسے لینے لگا حالانکہ حضرتؐ کے پیروں سے خون جاری تھا۔ جب عتبہ اور شیبہ نے اُس غلام کا یہ حال مشاہدہ کیا دم بخود ہوگئے۔ جب غلام اُنکے پاس واپس آیا اُن دونوں نے کہا کہ کیوں محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیئے تُو نے سجدہ کیا اور اُنکے پیروں کو چُوما۔ تُو نے کبھی ہم لوگوں کے لیئے ایسا

نہیں کیا حالانکہ ہم تیرے آقا ہیں۔ اُس نے کہا یہ مرد شائستہ ہے۔ اور یونسؑ بن متّیٰ کا حال مجھ سے بیان کیا تو وُہ دونوں ہنسے اور بولے تو اُس کے فریب میں نہ آنا کیونکہ (معاذ اللہ) وُہ بڑا مکار ہے۔ تو اپنے دین کو ترک مت کر۔ یہ دیکھ کر اُن سے حضرتؐ نا اُمید ہو گئے اور مکّہ کو واپس آ گئے۔ جب نخلہ میں پہنچے رات ہو چکی تھی نماز میں مشغول ہو گئے۔ اُسی مقام سے نصیبین کے جنوں کا ایک قافلہ گذر رہا تھا جو یمن کا ایک موضع ہے۔ وہاں حضرتؐ تمام شب نماز میں مشغول رہے اور صبح کی نماز کے بعد قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب اُن جنوں نے قرآن کی آیتیں سُنیں ایمان لے آئے اور اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ مامور ہوئے کہ جنوں پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرمائیں اور ان کو اسلام کی دعوت دیں اور قرآن اُن کو سُنائیں۔ تو حق تعالیٰ نے حضرتؐ کے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک گروہ بھیجا۔ حضرتؐ اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ مَیں آج رات مامور ہوا ہوں کہ جنوں کو قرآن سناؤں تم میں سے کون میرے ساتھ آتا ہے۔ عبداللہ بن مسعود حضرت کے ساتھ چلے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ جب ہم مکّہ کی پہاڑیوں پر پہنچے حضرت حجون کے درہ میں داخل ہوئے اور ایک خط میرے گرد کھینچ دیا اور فرمایا اسی کے اندر بیٹھو اس کے باہر مت جانا جبتک میں نہ آجاؤں۔ غرض حضرتؐ نماز میں مشغول ہوتے اور قرآن کی تلاوت شروع کی۔ ناگاہ مَیں نے دیکھا کیسے انتہا سیاہیاں جمع ہونے لگیں اور میرے اور حضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئیں کہ آنحضرتؐ کی آواز مَیں نہ سُن سکتا تھا۔ پھر وُہ سیاہیاں ابر کے ٹکڑوں کی طرح منتشر ہو گئیں۔ اُن میں سے کچھ حضرتؐ کے پاس باقی رہ گئیں۔ جب حضرت نمازِ صبح سے فارغ ہو کر میرے پاس تشریف لائے تو فرمایا تم نے کچھ دیکھا مَیں نے عرض کی ہاں کالے کالے مردوں کو دیکھا تھا جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے حضرتؐ نے فرمایا یہ نصیبین کے جن تھے۔ ابن عباس کی روایت کے مطابق وُہ ستر افراد تھے۔ حضرتؐ نے ان کو ان کی قوم پر اپنا رسُول مقرر فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ وُہ نو افراد تھے۔ جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں نے اُن کے سامنے سورۃ رحمٰن کی تلاوت کی اُنہوں نے جو کچھ جواب دیا وُہ تم لوگوں کے جواب سے بہتر تھا یعنی جب مَیں نے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (سُورۃ رحمٰن) کی تلاوت کی تو وُہ بولے لا ولا بشیءٍ من الائک ربنا نکذب (نہیں ہمارے پروردگار ہم تیری کسی نعمت کی تکذیب نہیں کرتے)۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور فرشتے شیطانوں کو آسمان پر جانے سے مانع ہوئے اور اُن کو شہاب سے مار کر بھگانے لگے تو شیطانوں نے کہا ضرور کوئی غیر معمولی امر زمین پر رونما ہوا ہے پتہ لگانا چاہیئے۔ اسی سبب سے ہم کو آسمانوں پر جانے سے روکا جا رہا ہے۔ وُہ سب تمام زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ اُن کا ایک گروہ جو مکّہ میں اُترا آنحضرتؐ کے پاس سے گزرا جبکہ حضرتؐ نخلہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ صبح میں مشغول تھے۔ وُہ شیاطین بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے۔ جب آنحضرتؐ کو تلاوت فرماتے ہوئے سُنا، تو بولے کہ یہی سبب ہے جس سے ہم لوگ آسمان پر جانے سے روکے گئے ہیں۔ پھر وُہ اپنی قوم کے پاس واپس آئے اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سُنا ہے جو حق کی جانب ہدایت کرتا ہے۔ تو ہم ایمان لائے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہیں کرتے۔ تو خدا نے سورۂ جن

نازل فرمایا۔ ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ وُہ بنی شیبان (جنوں) میں سے تھے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کے ساتھ مکّہ سے باہر نکلے اور بازار عکاظ میں پہنچے تاکہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ وہاں کسی نے آنحضرتؐ کی بات نہ سُنی تو آپؐ مکہ واپس ہوئے۔ جب وادیٔ مجنہ میں پہنچے نمازِ شب میں مشغول ہوئے اور قرآن کی تلاوت فرمانے لگے۔ اُدھر سے جنوں کا ایک گروہ جا رہا تھا۔ جب اُنہوں نے قرآن کی آیتیں سُنیں تو آپس میں بولے کہ خاموش ہو جاؤ۔ اور غور سے حضرتؐ کی قرأت سُننے لگے۔ جب حضرتؐ فارغ ہوتے تو وُہ اجنہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ ہم نے ایسی کتاب سُنی ہے جو حضرت موسیٰؑ کے بعد نازل ہوئی ہے اور وُہ گزشتہ اُمور کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور صراطِ مستقیم کی جانب ہدایت کرتی ہے۔ اے میری قوم کے لوگو خدا کی جانب دعوت دینے والے کی اجابت کرو تاکہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے اور عذابِ الیم سے تم کو نجات بخشے۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے اور ایمان لائے۔ حضرتؐ نے ان کو شریعتِ اسلام کی تعلیم دی؛ اور خدا نے سورۂ جن نازل فرمایا۔ حضرتؐ نے اُن پر ایک والی اور حاکم مقرر کیا۔ وُہ لوگ ہر وقت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو مامور فرمایا کہ ان کو مسائل دین سکھائیں۔ اُن میں مومن، کافر، ناصبی، یہودی، مجوسی اور نصرانی سب ہی ہوتے ہیں۔

دوسرا معجزہ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک جنّی عورت عفرا نامی تھی وُہ اکثر حضرتؐ کی خدمت میں آیا کرتی اور حضرتؐ کا کلام سُنا کرتی تھی اور جنوں کے نیک لوگوں سے بیان کیا کرتی تھی اور وُہ اس کے ہاتھ پر ایمان لایا کرتے تھے۔ وُہ چند روز حضرتؐ کی خدمت میں نہ آئی۔ حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے اُس کا حال دریافت کیا۔ جبرئیلؑ نے بیان کیا کہ وُہ اپنی ایمانی بہن سے ملاقات کے لیئے گئی جس کو خدا کی خوشنودی کے لیئے دوست رکھتی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا بہشت ان کے لیئے ہے جو محض خدا کے لیئے ایک دُوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔ بیشک خدا نے بہشت میں ایک ستون یاقوت سُرخ کا پیدا کیا ہے۔ اُس ستون پر ستر ہزار قصر بنائے ہیں اور ہر قصر میں ستر ہزار بالاخانے ہیں۔ وُہ ان کیلیئے ہے جو آپس میں خدا کی خوشنودی کے لیئے دوستی کرتے اور اُن کو دیکھنے اور ملاقات کے لیئے جاتے ہیں۔ جب پھر عفرا آنحضرتؐ کی خدمت میں آئی حضرتؐ نے پُوچھا اس سفر میں تم نے کیا عجائب دیکھے اُس نے کہا بہت سے۔ حضرتؐ نے فرمایا سب سے زیادہ عجیب بات جو تم نے دیکھی ہو بیان کرو۔ اُس نے کہا ابلیس کو مَیں نے دریائے اخضر میں ایک سفید پتھر پر بیٹھے ہوئے دیکھا وُہ اپنے ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھائے ہوئے دُعا کر رہا تھا کہ خداوندا جب تُو نے مجھے جہنّم میں ڈالنے کی قسم ہی کھالی ہے تو مَیں تجھ سے بحقِ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو جہنّم سے بچالے اور انہی ذواتِ مقدسہ کے ساتھ محشور فرما۔ مَیں نے اُس سے پوچھا اے حارث یہ کس کے نام ہیں جنکے وسیلہ سے تو خدا سے دُعا کر رہا ہے؟ اُس نے کہا یہ وُہ نام ہیں جنکو مَیں نے آدمؑ کی خلقت سے ستر ہزار سال پہلے ساقِ عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ اس سبب سے مَیں نے سمجھا کہ یہ خدا کے نزدیک اُس کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب و بلند ہیں اس سبب سے انکے واسطے سے مَیں نے دُعا کی۔ حضرتؐ نے

فرمایا خدا کی قسم اگر تمام اہل زمین ان ناموں کے ذریعہ سے خدا سے دُعا کریں تو یقیناً خدا ان سب کی دُعا قبول فرمائے گا۔

تیسرا معجزہ۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جنّیاں اولادِ جان سے ہیں اور مختلف دین کے پیرو ہیں۔ اور شیاطین ابلیس کی اولاد سے ہیں۔ اُن میں مومن نہیں ہوتے سوائے ایک ذات کے جس کا نام ادہام بن ہیم ہے جو لاقیس کا بیٹا اور وُہ ابلیس کا فرزند ہے۔ وُہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا وُہ بہت بلند قامت اور ہیبت ناک شکل وصورت کا تھا۔ حضرتؐ نے اس سے پُوچھا تُو کون ہے اُس نے اپنا نام ونسب بتایا اور کہا جبکہ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا مَیں کمسن لڑکا تھا۔ لیکن میں لوگوں کو گناہوں کے ترک سے منع کرتا تھا اور کھانے کی چیزوں کو خراب کرنے پر آمادہ کیا کرتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو بدکار جوان تھا اور بدکار بُوڑھا ہے۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ مَیں نے جناب نوحؑ کے ہاتھوں پر توبہ کر لی ہے اور اُن کے ساتھ کشتی میں تھا اور ان سے قوم کی نفرین پر اپنی ناراضی کا اظہار کیا کرتا تھا اور جناب ابراہیم علیہ السّلام کے ساتھ تھا جبکہ وُہ حضرتؑ آگ میں ڈالے گئے اور خدا نے آگ کو سرد اور باعثِ سلامتی قرار دے دیا تھا۔ اور مَیں جناب موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ تھا جبکہ خدا نے فرعونِ لعین کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی۔ اور مَیں جناب ہود علیہ السّلام کے ساتھ تھا جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم کے لیئے بد دُعا کی اور میں نے کراہت ظاہر کی کہ کیوں بد دُعا کی۔ اور جناب صالحؑ کے ہمراہ تھا جس وقت انہوں نے قوم پر نفرین کی تو مَیں نے اُن پر اعتراض کیا۔ یا رسُولؐ اللہ مَیں نے تمام آسمانی کتابوں کو پڑھا ہے جن میں آپؐ کے آنے کی بشارت دی گئی ہے اور انبیاء نے آپؐ کو سلام کہا ہے اور بتایا ہے کہ آپؐ بہترین انبیا اور سب سے بلند مرتبہ ہیں، لہٰذا خدا نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے اس کی مجھے تعلیم فرمائیے۔ تو حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو اس کی تعلیم پر مامور فرمایا۔ ادہام نے کہا یا رسُولؐ اللہ مَیں سوائے پیغمبر یا وصی پیغمبر کے کسی دُوسرے کی اطاعت نہیں کرتا۔ یہ کون ہیں آپؐ جنکے حوالے مجھے فرماتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وصی اور میرا وارث ہے۔ اس کا نام علیؑ بن ابی طالب ہے۔ ادہام نے کہا ہاں مَیں نے اُن کا نام گزشتہ کتابوں میں "ایلیا" دیکھا ہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے اسکو قرآن اور شرائع دین کی تعلیم فرمائی۔ وُہ جنگ صفین میں شب ہریر میں حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

چوتھا معجزہ۔ شیخ مفید اور شیخ طبرسی اور تمام محدثین نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسالتمآبؐ جنگ بنی المصطلق کے لیئے روانہ ہوتے اور وادیٔ چولی کے نزدیک منزل فرمائی، آخر شب کو جناب جبرئیلؑ نازل ہوتے اور آگاہ کیا کہ اس وادی میں کافر جنوں کا ایک گروہ رہتا ہے اور آپؐ کے ہمراہیوں کو گزند پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جناب رسُولِ خدا نے جناب امیرؑ کو بُلا کر فرمایا کہ اس وادی میں خدا کے منکر اور دشمن جنوں کا ایک گروہ ہے اُنکا اُس قوت کے ذریعہ دفع کرو اور اُن ناموں کے ذریعہ سے اپنے تئیں محفوظ کرلو جنکے علم سے خدا نے تم کو مخصوص فرمایا ہے۔ پھر ایک سو اشخاص کو آپؐ کے ہمراہ کر دیا اور اُن سے فرمایا کہ علیؑ کے ساتھ رہو اور جو کچھ وُہ حکم دیں اُنکی اطاعت کرنا۔ جناب امیرؑ اُس وادی کی جانب روانہ ہوتے اور نزدیک پہنچ کر اپنے ہمراہیوں کو روکدیا اور فرمایا تم لوگ یہاں ٹھہرو۔ جب تک میں نہ کہوں یہاں سے حرکت مت کرنا۔ اور خود آگے روانہ ہوتے اور خدا سے

دشمنوں کے شر سے پناہ مانگی اور اُس کے بزرگ ناموں کو زبان پر جاری کیا پھر اُس وادی میں داخل ہوئے۔ آپؑ کے داخل ہوتے ہی ایک نہایت تیز وسخت آندھی اُٹھی اور نزدیک تھا کہ حضرتؑ کے اصحاب مُنہ کے بل گر پڑیں اُن کے پیر ڈگمگانے لگے۔ امیرالمومنینؑ نے نعرہ مارا کہ میں علیؑ بن ابی طالبؑ وصی رسُولِ خدا اور ان کا چچازاد بھائی ہوں۔ اگر تم لوگ بہادر ہو تو میرے مقابلہ پر کھڑے ہو۔ یہ سُنکر وُہ اجنہ متشکل ہوتے وہ زنگیوں کے مانند سیاہ تھے۔ ان کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے دہک رہے تھے۔ وُہ تمام وادی اُن کی کثرت سے بھر گئی امیرالمومنینؑ تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور اپنی تلوار کو داہنے اور بائیں حرکت دے رہے تھے۔ جب حضرتؑ اُنکے قریب پہنچے وُہ مثل دھوئیں کے سیاہ ہو کر غائب ہو گئے۔ جناب امیرؑ نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا، اور وادی سے اُوپر آئے اور اپنے لشکر کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ جب اُن کے آثار برطرف ہو گئے صحابہ نے پُوچھا یا علیؑ آپ نے کیا دیکھا؟ ہم تو خوف سے قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں اور آپؑ کے متعلق بھی ہم کو دھڑکا لگا ہوا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا جب وُہ ظاہر ہوئے میں نے خدا کا نام لے کر ان کو للکارا تو وُہ حقیر اور کمزور ہو گئے میں نے اُن پر حملہ کیا اور کچھ پرواہ نہ کی۔ اگر وُہ اپنی ہیئت پر باقی ہوتے تو میں سب کو ہلاک کر دیتا۔ خدا نے اُن کے شر سے مُسلمانوں کو بچا لیا۔ اُن میں سے جو باقی رہ گئے تھے حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور ایمان لائے اور حضرتؐ سے امان طلب کی۔ جب امیرالمومنینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں واپس آئے حضرتؐ نے اُن سے بیان فرمایا کہ وُہ اجنّہ تم سے پہلے یہاں آتے جنکے دلوں میں خدا نے تمہارا خوف پیدا کر دیا تھا اور مسلمان ہو گئے۔ میں نے اُن کے اسلام کو قبول کیا۔

پانچواں معجزہ۔ بسندِ معتبر سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابطح میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کی ایک جماعت حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھی۔ حضرتؐ مجھ سے ہمکلام تھے ناگاہ ایک گرد نمودار ہوئی اور حرکت کرتی ہوئی حضرتؐ کے پاس پہنچی۔ اُس گرد میں سے ایک شخص ظاہر ہوا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ مجھ کو میری قوم نے آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ ہم آپ سے پناہ مانگیں اور آپ سے امان طلب کریں کیونکہ ایک گروہ نے ہم پر ظلم وستم کیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ کسی کو بھیجئے جو ہمارے اور اُن کے درمیان حکمِ خدا کے مطابق فیصلہ کرے۔ آپ مجھ سے مضبوط عہد وپیمان لے لیجئے کہ مَیں آپکے فرستادہ کو کل صبح آپ کے پاس پہنچا جاؤں گا اگر خدا کی جانب سے کوئی حادثہ پیش نہ آیا جس میں میرا قابو نہ ہو۔ حضرتؐ نے پوچھا تم کون ہو اور تمہاری قوم کیسی ہے؟ اُس نے کہا مَیں قبیلہ بنی نجاح میں سے شمراخ کا بیٹا عرفطہ ہوں۔ ہم اور ہماری قوم کے کچھ لوگ آسمان پر جایا کرتے تھے اور فرشتوں کی باتیں اور خبریں سُنا کرتے تھے جب آپؐ مبعوث ہوئے تو ہم کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ ہم لوگ تو آپ پر ایمان لاتے ہیں لیکن ہماری قوم کے اکثر لوگ اب بھی کُفر پر باقی ہیں اس لیئے ہمارے اور اُن کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ چونکہ وُہ ہم سے تعداد اور قوت میں زیادہ ہیں اس لیئے ہماری چراگاہ وسامان وغیرہ چھین لیا۔ اور ہم کو اور ہماری مویشیوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ التماس ہے کہ کسی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے جو ہم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرے حضرتؐ نے فرمایا اپنا مُنہ کھولو تاکہ ہم تمہاری اصلی ہیئت میں تم کو دیکھیں۔ اُس نے اپنی صورت ظاہر کی تو حضرت

نے دیکھا کہ وُہ ایک مرد ہے جس کے بہت بال ہیں، اُس کا سر بلند آنکھیں اُونچی جو سر کی لمبائی کے برابر ہیں اُن کے حلقے چھوٹے، اور درندوں کے مانند دانت تھے۔ حضرتؐ نے اُس سے عہد و پیمان لیا کہ جس کو حضرتؐ اُس کے ساتھ بھیجیں گے وُہ اس کو دُوسرے روز واپس پہنچا جائے گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ عرفطہ کے ساتھ چلے جاؤ، اُن کی مدد کرو اور اُن میں حق کے ساتھ حکم کرو۔ انہوں نے پوچھا یا حضرت یہ لوگ کہاں رہتے ہیں فرمایا زمین کے نیچے۔ عرض کی میں زمین کے اندر کس طرح جاؤں گا اور اُن کے درمیان فیصلہ کیا کروں گا جبکہ ان کی زبان سے ناواقف ہوں۔ پھر حضرتؐ نے جناب عمرؓ کو اُن کے ساتھ جانے کو کہا وہ حضرت ابوبکر کی طرح عذر خواہ ہوئے۔ حضرت عثمانؓ سے کہا، اُنہوں نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ آخر حضرت علیؑ کو بلایا اور فرمایا یا علیؑ تم عرفطہ کے ساتھ جاؤ اور ان کی مدد کرو اور ان کے معاملات کا حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ جناب امیرؑ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اپنی شمشیر ڈاب میں رکھی اور عرفطہ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں بھی حضرتؑ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم وادی صفا تک پہنچے امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے سلمان خدا تم کو جزائے خیر دے تم واپس چلے جاؤ۔ اور زمین شگافتہ ہوئی اور وُہ اس کے اندر چلے گئے اور میں واپس چلا آیا اور حضرتؑ کے لیئے بے حد غمگین ہوا۔ دُوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ نے ہمارے ساتھ نماز جماعت پڑھی اور کوہ صفا پر جا کر بیٹھے۔ صحابہ حضرتؐ کے گرد جمع تھے۔ جناب امیرؑ کے واپس آنے میں دیر ہوئی۔ آفتاب بلند ہوا اور لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ منافقین خوش ہو کے کہتے تھے الحمد للہ خدا نے ابوتراب سے ہم کو نجات بخشی اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ناز مٹ گیا جو اُن کو اپنے بھائی کے سبب سے تھا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا حضرتؐ نے نماز ظہر ادا کی اور پھر اُسی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور اپنے اصحاب سے گفتگو کرنے لگے۔ لوگوں نے امیرالمومنینؑ کی واپسی سے ناامیدی ظاہر کی، اسی عالم میں عصر کا وقت بھی آ گیا۔ حضرتؐ نے جا کر نماز عصر پڑھی پھر کوہِ صفا پر آکر بیٹھ گئے۔ حضرتؐ کو بھی فکر و پریشانی بڑھنے لگی۔ دشمنوں کے طعن و طنز کی باتیں بھی زیادہ ہونے لگیں اور آفتاب کے غروب ہونے کا وقت آ گیا۔ ناگاہ کوہ صفا شگافتہ ہوا اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام مانند خورشید تاباں اُفق سے برآمد ہوئے۔ خون آپؑ کی تلوار سے ٹپک رہا تھا۔ عرفطہ حضرتؑ کے ساتھ تھا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؑ کو سینہ سے لگا لیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اور پُوچھا اس قدر دیر کیوں ہوئی؟ یہاں منافقین اور کفار مذاق اُڑا رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے۔ امیرالمومنینؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ میں کافر اور منافق جنوں کی طرف گیا جو بہت زیادہ تعداد میں تھے اور عرفطہ اور اس کی قوم پر ظلم ڈھا رہے تھے۔ میں نے ان کو تین باتوں کی دعوت دی۔ پہلی بات یہ کہ خدا پر ایمان لاؤ اور آنحضرتؐ کی پیغمبری کا اقرار کرو۔ انہوں نے قبول نہیں کیا۔ دُوسری بات یہ کہ جزیہ دو۔ اُنہوں نے یہ بھی منظور نہ کیا، تو تیسری بات میں نے یہ کہی کہ عرفطہ اور اس کی قوم سے صلح کر لو اور اُن کے چشمے اور چراگاہ ان کو واپس کر دو۔ اُن میں سے اکثر لوگوں نے یہ بھی منظور نہ کیا تو میں نے خدا کا نام لے کر اُن پر حملہ کر دیا اور اُن میں سے اسی ہزار شخصوں کو قتل کر دیا۔ جب انہوں نے یہ حال دیکھا تو صلح پر راضی ہو گئے اور امان مانگنے لگے اور آخر مسلمان ہو گئے۔ پھر عرفطہ نے کہا یا رسولؐ اللہ

خدا آپؐ کو اور امیرالمومنینؑ کو ہم لوگوں کی طرف سے جزائے خیر دے۔ پھر وُہ حضورؐ سے رخصت ہو کر واپس چلا گیا۔

چھٹا معجزہ۔ محاسن برقی اور دُوسری معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیرالمومنینؑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ ایک بُوڑھا شخص آیا اور حضرتؐ کو سلام کر کے واپس چلا گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یا علیؑ اس بڈھے کو تم نے پہچانا؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا یہ ابلیس ہے۔ حضرت علیؑ نے عرض کی اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وُہ ملعون ہے تو اُسے ایک ضرب لگاتا، اور آپ کی اُمت کو اس کے فریب سے نجات ہو جاتی۔ شیطانِ لعین نے واپس آکر کہا اے ابوالحسنؑ آپ نے مجھ پر ظلم کیا کیونکہ میں آپ کے دوستوں کے نطفہ میں ہرگز شریک نہیں ہوتا اور جو آپ کے دشمن ہیں میرا نطفہ زیادہ تر ان کے باپ کے نطفہ کے ساتھ ان کی ماؤں کے رحم میں پہنچتا ہے۔

ساتواں معجزہ۔ حمیری نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خلاق عالم نے ملک و بادشاہی غلبہ و حکومت جیسی چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھیں جو کسی پیغمبر کو نہیں عطا فرمائی تھیں ایک روز آنحضرتؐ نے ابلیس ملعون کی گردن مسجد کے ایک ستون سے اس طرح دبائی کہ اس کی زبان باہر نکل کر آنحضرتؐ کے ہاتھ تک پہنچ گئی۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر جناب سلیمانؑ نے ایسی دُعا نہ کی ہوتی کہ مجھے ایسی بادشاہی عطا فرما جو خلق میں کسی کے لیئے ان کے بعد نہ ہو تو بیشک شیطانِ لعین کو تم سب کو دکھا دیتا۔

آٹھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسولِ خدا حنین کی جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ میں کچھ لوگ علم و رایت لیئے ہوئے واپس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ ایک بہت بڑا سانپ ہماری راہ میں ایک پہاڑ کے مانند حائل ہے اور ہم اُدھر سے گزر نہیں سکتے۔ جب حضرتؐ اُس کے پاس تشریف لے گئے تو اُس نے سر اُٹھا کر کہا "السلام علیک یا رسولؐ اللہ"، میں ہشیم بن لمباع بن ابلیس ہوں آپؐ پر ایمان لایا ہوں اور اپنے اہلبیت میں سے دس ہزار افراد کو لایا ہوں تاکہ ان کافروں کے خلاف آپ کی مدد کروں حضرتؐ نے فرمایا راستہ سے الگ ہو جا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر ہماری داہنی طرف سے آ۔ یہ سُنکر اُس نے راستہ چھوڑ دیا اور مسلمان اُس طرف سے گزر گئے۔

نواں معجزہ۔ کتاب اختصاص میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن جناب امیرالمومنینؑ نمازِ عصر کے بعد مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بلند قد و قامت کا شخص بدوؤں کے مانند حضرتؑ کی خدمت میں آیا اور سلام کیا۔ جناب امیرؑ نے پُوچھا وُہ جن کیا ہوا جو تیرے پاس آیا کرتا تھا اُس نے کہا یا امیرالمومنینؑ اب بھی برابر آتا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا اس کا قصہ ان لوگوں کے سامنے بیان کر۔ اُس نے کہنا شروع کیا آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ایک رات میں یمن میں سویا ہوا تھا آدھی رات کو ایک جن آیا اور اپنے پیر سے میرے سر پر مارا اور کہا اُٹھ کر بیٹھو۔ میں ڈر کر اُٹھ بیٹھا۔ اُس نے کہا سُنو اور چند اشعار پڑھے جن کا یہ مطلب تھا مجھے جنوں پر اور اُن کے اُونٹوں پر سوار ہونے پر تعجب ہے جو مکہ کی جانب طلب ہدایت کیلیئے روانہ ہیں حالانکہ تو غافل ہے اُٹھ اور تو بھی سامان سفر درست کر کے مکہ میں بہترین اولاد ہاشم کے پاس جا

اور اُس کی عظمت و حشمت کو ملاحظہ کر۔ جب یہ آواز ختم ہوئی مَیں نے دِل میں کہا خدا کی قسم بنی ہاشم میں کوئی غیر معمولی واقعہ رُونما ہوا ہے یا ہونے والا ہے۔ غرض پھر تمام رات مجھ کو نیند نہ آئی۔ پھر تمام دن متفکر رہا۔ دوسری شب جب مَیں سویا تو پھر نصف شب کو ایک شخص نے آکر میرے سر پر ٹھوکر ماری اور کہا اُٹھ۔ جب اُٹھ کر بیٹھا تو اُس نے پھر چند شعر سُنائے جنکا مضمون وہی تھا جو بیان ہو چکا، اسی طرح تیسری شب کو بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ تو مَیں نے پُوچھا جس کے بارے میں تم کہتے ہو وُہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا وُہ مکہ میں ظاہر ہوا ہے اور لوگوں کو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت کی دعوت دیتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو مَیں اُونٹ پر سوار ہوا اور مکّہ کی جانب نکلا۔ جب مکّہ میں داخل ہوا سب سے پہلے جس شخص سے ملاقات ہوئی وُہ ابوسفیان گمراہ بڈھے سے۔ مَیں نے اس کو سَلام کیا اور پُوچھا تمہارا کیا حال ہے اُس نے کہا فارغ البالی اور نعمت کی فراوانی مگر ابوطالبؑ کے یتیم نے ہمارے دین کو فاسد کر رکھا ہے۔ مَیں نے پُوچھا اس کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا محمدؐ اور احمدؐ۔ مَیں نے پُوچھا وُہ کہاں ہے؟ اُس نے کہا خدیجہؑ دختر خویلد سے اُس نے نکاح کر لیا ہے اور اُسی کے گھر رہتا ہے مَیں نے یہ سُنکر ناقہ کا رُخ اُسی گھر کی جانب پھیر دیا۔ اور وہاں پہنچ کر ناقہ سے اُترا اور اُس کا پیر باندھ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ خدیجہؓ نے پُوچھا تم کون ہو مَیں نے کہا محمدؐ کہاں ہیں انہوں نے کہا تم لوگ اپنے کام کے واسطے ان کو ایک دم کیلئے نہیں چھوڑتے ہو کہ گھر میں قرار لیں اور انکو تکلیفیں اور آزار دیتے رہتے ہو یہانتک کہ تمہارے شر سے پریشان ہو کر اپنے گھر سے نکل گئے اور کہیں چلے گئے ہیں پھر بھی تم لوگ باز نہیں آتے۔ مَیں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے مَیں یمن سے آیا ہوں اس لیئے کہ شاید خدا اُن کے ذریعہ اور برکت سے مجھ پر احسان کرے اور میری ہدایت کرے، مجھ کو اُن کی ملاقات سے محروم نہ کرو۔ تو مَیں نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ دروازہ کھول دو۔ غرض میں داخل خانہ ہوا مَیں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرۂ اقدس سے نور ساطع ہو رہا تھا۔ جب حضرتؐ کی پُشت کی جانب پہنچا تو مُہرِ نبوّت کو دیکھا مَیں نے اُس کو بوسہ دیا اور حضرتؐ کی مدح میں چند اشعار پڑھے اُنہی اشعار میں اُس جن کا اپنے پاس آنا اور آنحضرتؐ کی بعثت کی خوشخبری دینا بیان کیا تھا۔ غرض مَیں مسلمان ہو گیا۔ حضرتؐ نے مجھ پر شفقت فرمائی اور مرحبا کہا پھر مَیں یمن کی جانب واپس گیا۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ اُس کا نام سواد بن قارب تھا وُہ حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہو کر شہید ہوا۔

دسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے مازن بن عصفور سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ابتدائی زمانہ میں ایک بُت کے نام پر مَیں نے ایک گوسفند کی قربانی کی تو اُس بُت سے آواز آئی کہ پیغمبر مرسل قبیلہ مضر میں مبعوث ہوا ہے لہٰذا پتھر کے بنائے ہوئے بُتوں کو چھوڑ دو۔ دوسرے روز پھر ایک گوسفند کو قربان کیا، پھر مَیں نے یہی آواز سُنی کہ ایک پیغمبرؐ مبعوث ہوا ہے اور ایک کتاب بھی لایا ہے۔

گیارہواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ تمیم دارمی شام کی منزلوں میں سے ایک منزل میں قیام پذیر ہوا۔ رات کو جب سونے لگا تو کہا میں آج رات اس وادی کے رہنے والوں کی پناہ میں ہوں اور یہ جاہلیت کے زمانہ میں دستور تھا کہ لوگ وادی کے جنّوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ ناگاہ مَیں نے ایک آواز سُنی کہ خدا سے پناہ طلب کر جن کسی کو پناہ نہیں دیتے۔ جو خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بیشک تم میں

ایک پیغمبرؐ مبعوث ہوا ہے جس کی اقتدا میں جنّوں میں ہم نے نماز پڑھی ہے اور شیاطین کے مکر برطرف ہو گئے اور جنّوں کو آسمان سے تیر شہاب سے مار کر بھگا دیا گیا۔ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔

بارھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ بنی عذرہ کا ایک بُت تھا جس کو حمام کہتے تھے۔ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے لوگوں نے اُس بُت سے آواز سُنی کہ وُہ کچھ اشعار پڑھ رہا تھا جنکا مضمون یہ تھا کہ اے فرزندان ہند بن حرام حق ظاہر ہوا۔ حمام ہلاک ہوا اور شرک کو اسلام نے دفع کر دیا۔ پھر چند روز کے بعد ایک شخص طارق نامی اُس بُت کے پاس آیا تاکہ اُس کو سجدہ کرے تو اُس سے آواز آئی کہ اے طارق پیغمبرؐ صادق وحی ناطق کے ساتھ مبعوث ہوا اور حق ظاہر کرنے والا تہامہ میں آگیا۔ سلامتی اُس کے دوستوں کے لیئے ہے اور ندامت و پشیمانی اُس کو حقیر سمجھنے والوں کے حصّہ میں ہے۔ اب مَیں نے تم کو رُخصت کر دیا آئندہ قیامت تک مجھ سے کوئی آواز نہ سُنو گے۔ پھر وُہ بُت مُنہ کے بَل گر پڑا اور ٹوٹ گیا۔ زید بن ربیعہ کہتے ہیں کہ مَیں نے اس واقعہ کا تذکرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، حضرتؐ نے فرمایا یہ کلام مومنین جن کا تھا۔ پھر حضرتؐ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور مَیں مسلمان ہو گیا۔

تیرھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے خزیم بن فاتک اسدی سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ مَیں وادئ ابرق تک اپنے اُونٹ چرایا کرتا تھا۔ وہاں مَیں نے ایک ہاتف کو سُنا جو کہہ رہا تھا کہ پیغمبرِ خدا صاحب خیر و نیکی آگئے جو سورۂ یٰسین اور حامیمات لاتے ہیں۔ مَیں نے پوچھا تم کون ہو اُس نے کہا میں مالک بن مالک ہوں مجھے جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلہ نجد کی طرف بھیجا ہے۔ مَیں نے کہا اگر میرے اُونٹ کی کوئی حفاظت کرتا تو میں بھی جاکر حضرتؐ پر ایمان لاتا۔ اُس نے کہا مَیں حفاظت کرتا ہوں۔ مَیں نے اُونٹوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ایک اُونٹ پر سوار ہو کر مدینہ کی جانب چلا۔ جب مدینہ کے دروازہ پر پہنچا جمعہ کا دن وال کا وقت تھا۔ مَیں اس انتظار میں ٹھہر گیا کہ انکی نماز ختم ہو جاتے پھر اپنے اُونٹ کو بٹھایا۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا کہ تمکو رسُول اللہؐ بُلاتے ہیں۔ مَیں مدینہ میں داخل ہوا۔ جب حضرتؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ وُہ بُوڑھا شخص کہاں گیا جو تیرے اُونٹوں کا ضامن ہوا تھا؟ مَیں نے عرض کی مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا اُس نے تیرے اُونٹوں کو صحیح و سلامت تیرے گھر والوں کے پاس پہنچا دیا۔ یہ سُنکر میں نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپؐ اُس کے رسُولؐ ہیں۔

چودھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک روز جناب عمر بیٹھے تھے ایک شخص اُن کے سامنے سے گزرا عمر نے کہا یہ کاہن ہے اور جنوں سے ربط ضبط رکھتا ہے۔ اُس نے کہا اے عمر خدا نے اسلام کے ذریعہ ہر جاہل کی ہدایت کی اور حق سے ہر باطل کو دفع کیا اور محمدؐ نے فقیروں کو غنی کر دیا اور قرآن کے ذریعہ ہر کجی کو سیدھا کر دیا۔ عمر نے پُوچھا کتنے عرصہ سے اپنے مصاحب جن سے تیری ملاقات نہیں ہوئی۔ اُس نے کہا میرے مسلمان ہونے سے پہلے وُہ آیا تھا اور بیان کیا تھا کہ اے سلام حق ظاہر ہو گیا یہ خواب نہیں ہے اور صدائے اللہ اکبر بلند ہونے لگی اس سبب سے مَیں نے اسلام قبول کیا۔ پھر وُہ میرے پاس نہیں آیا۔ ایک شخص اور وہاں موجود تھا اُس نے بھی کہا میرے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ درپیش آیا۔ ایک روز ایک ہموار میدان میں گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ ناگاہ مَیں نے ایک شخص کو دیکھا وُہ بھی گھوڑے پر سوار بہت تیزی کے ساتھ آ رہا تھا۔ وُہ

ارے نزدیک پہنچا اور بولا اے احمدؐ اے احمدؐ خدا بلند تر اور بزرگ تر ہے اے احمدؐ جو کچھ نیکی کا خدا نے
پؐ سے وعدہ کیا تھا وُہ سب دے دیا یہ کہتا ہوا ہمارے پاس سے گزر گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا
ں دو اشخاص کے ساتھ شام کی طرف جا رہا تھا ہم نے ایک بیابان میں قیام کیا جو نہایت ویران وسنسان
ا ناگاہ ایک سوار اور آگیا، اب ہم چار افراد ہو گئے اور سب بہت بھُوکے تھے۔ دفعتہً ایک ہرن چرتا ہوا
اسے قریب آیا۔ مَیں نے جست کر کے اُس ہرن کو پکڑ لیا۔ وُہ شخص جو ابھی آیا تھا بولا اس کو چھوڑ دو مَیں اکثر
ں راہ سے گزرا ہوں اور اس ہرن کو اسی جگہ برابر دیکھا ہے لیکن کوئی اس سے متعرض نہیں ہوتا۔ مَیں نے اُس
بات نہ مانی اور اُس ہرن کو باندھ دیا۔ جب رات کا وقت آیا اور کچھ حصّہ گزرا مَیں نے سُنا کہ کوئی کہہ رہا
ے کہ اے چاروں سوارو! اس ہرن کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے بچے یتیم ہیں۔ مَیں نے یہ سُنکر اُس ہرن کو رہا کر
ا اور شام کی جانب چلے گئے۔ واپس ہوتے تو پھر اسی مقام پر قیام کیا۔ وہاں ہمارے عقب سے ایک آواز
ائی دی جس نے آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی[1]۔

بائیسواں[۲۲] باب

ُورِ غیب سے آنحضرتؐ کا خبر دینا۔ حضرتؐ کے اس قسم کے معجزے بھی
ریان سے باہر ہیں اکثر ان میں سے اعجازِ قرآن کے باب میں مذکور ہو چکے
کچھ تھوڑے سے یہاں بیان کئے جاتے ہیں

پہلا معجزہ۔ ابن طاؤس نے کتاب دلائل حمیری میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش کے کچھ
ے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی کام سے آتے تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کل
ش ہوگی۔ دوسرے روز تمام دنوں سے زیادہ ہوا صاف تھی۔ جب آفتاب بلند ہوا تو قریش کے رئیسوں میں
ء ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کو کیا فائدہ ملا ایسی بات کہنے سے جس سے تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا۔ تم ہرگز ایسے
ں ہو کہ ایسی خبریں سُنا دو۔ ناگاہ ایک ابر بلند ہوا اور ایسی بارش ہوئی کہ اہلِ مدینہ فریاد کرنے لگے اور حضرتؐ
ء استدعا کی کہ بارش رُک جائے حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اب ہمارے اطراف میں بارش کر اور مدینہ پر بارش

مؤلّف فرماتے ہیں کہ جنّوں کا آنحضرتؐ کی حقیقت کی خبر دینے کی روایتیں اور حکایتیں بے انتہا ہیں۔ بعض
ت میں نے بحار الانوار میں لکھے ہیں؛ اور جن و شیاطین کا سرورِ کائنات کے لیے مسخر ہونا انشاء اللہ امیر المومنین
السلام اور تمام آئمۂ اطہار صلوات اللہ علیہم کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

روک دے۔ تو مدینہ سے بارش رُک گئی اور اُس کے گرد بارش ہونے لگی۔

دوسرا معجزہ۔ حمیری نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباسؓ سے اشرفیاں لے لیں جو اُن کے پاس تھیں اور فرمایا کہ اپنا فدیہ دیجئے۔ جناب عباسؓ نے کہا یا رسُول اللہ میرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جو کچھ آپ نے اپنی زوجہ اُم الفضل کے پاس چھپا رکھا تھا وُہ کیا ہوا؟ یہ سُنکر جناب عباسؓ نے کہا مَیں خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ وُہ اشرفیاں جس وقت مَیں نے اُن کے حوالے کی تھیں سوائے خدا کے وہاں کوئی اور نہ تھا اُس وقت خدا نے حضرتؐ پر وحی کی کہ اے رسُولؐ ان اسیروں میں جو لوگ تمہارے دست میں ہیں اُن سے کہو کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی دیکھے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو کچھ فدیہ میں تم سے لے لیا گیا ہے چنانچہ آخر میں جناب عباس اس قدر مال دار ہوئے کہ بیس[۲۰] غلام تجارت کرتے تھے اور اُن میں سے کسی کے پاس بیس ہزار درہم سے کم سرمایہ نہ تھا۔ اور یہ معجزہ متواتر ہے جس کی خاصہ و عامہ نے بطریق متعددہ روایت کی ہے

تیسرا معجزہ۔ راوندی اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک جماعت آئی حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ جس کام کے لیئے آئے ہو کہو تو بتا دُوں اور اگر چاہو تو خود ہی بیان کرو۔ انہوں نے کہا یا حضرتؐ آپ ہی بیان فرمایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم لوگ یہ پُوچھنے آئے ہو کہ نیکی کس سے کرنا چاہیئے لہٰذا نیکی کرنا اُسی کے ساتھ مناسب ہے جو صاحب حسب اور دیندار ہو۔ اور یہ پُوچھنا چاہتے ہو کہ عورتوں کے لیئے جہاد جائز ہے یا نہیں تو عورتوں کا جہاد اُن کے اپنے شوہروں سے نیک سلوک کرنا ہے۔ اور تم پُوچھنا چاہتے ہو کہ روزی کہاں سے ملتی ہے، تو خدا مومنوں کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اُن کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ چونکہ بندہ اپنی روزی کی سمت نہیں جانتا اسی لیئے بہت دُعائیں کرتا ہے۔

چوتھا معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ابوعقبہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا بتایئے کہ ہم کس غرض سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ذوالقرنین کے بارے میں کچھ پُوچھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں سچ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ رُوم کے باشندوں میں سے خدا کے ایک مطیع بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو بلندی عطا کی اور روئے زمین کی بادشاہی دے دی۔ اور مشرق سے مغرب آفتاب کے طلوع و غروب ہونے کے مقامات تک پہنچے اور یاجوج ماجوج سے حفاظت کے لیئے ایک دیوار بنائی۔ یہودیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور توریت میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

پانچواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا مَیں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر تو کہے تو مَیں بتا دوں کہ تو کیا پُوچھنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا فرمایئے۔ آپؐ نے کہا تو میری عمر کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ اُس نے کہا ہاں یا رسُول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا تریسٹھ[۶۳] سال زندہ رہوں گا۔ اُس نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے سچ کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو زبان سے تو اقرار کرتا ہے اور دل میں

ہمارے نزدیک پہنچا اور بولا اے احمدؐ اے احمدؐ خدا بلند تر اور بزرگ تر ہے اے احمدؐ جو کچھ نیکی کا خدا نے آپؐ سے وعدہ کیا تھا وُہ سب دے دیا یہ کہتا ہوا ہمارے پاس سے گزر گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا میں دو اشخاص کے ساتھ شام کی طرف جا رہا تھا ہم نے ایک بیابان میں قیام کیا جو نہایت ویران و سنسان تھا ناگاہ ایک سوار اور آگیا، اب ہم چار افراد ہو گئے اور سب بہت بھُوکے تھے۔ دفعتہً ایک ہرن چرتا ہوا ہمارے قریب آیا۔ مَیں نے جسُت کر کے اُس ہرن کو پکڑ لیا۔ وُہ شخص جو ابھی آیا تھا بولا اس کو چھوڑ دو مَیں اکثر اس راہ سے گزرا ہوں اور اس ہرن کو اسی جگہ برابر دیکھا ہے لیکن کوئی اس سے متعرض نہیں ہوتا۔ مَیں نے اس کی بات نہ مانی اور اُس ہرن کو باندھ دیا۔ جب رات کا وقت آیا اور کچھ حصّہ گزرا مَیں نے سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اے چاروں سوارو! اس ہرن کو چھوڑ دو کیونکہ اس کے بچّے یتیم ہیں۔ مَیں نے یہ سُنکر اُس ہرن کو رہا کر دیا اور شام کی جانب چلے گئے۔ واپس ہوتے تو پھر اسی مقام پر قیام کیا۔ وہاں ہمارے عقب سے ایک آواز سُنائی دی جس نے آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دی [1]۔

بائیسواں[22] باب

اُمورِ غیب سے آنحضرتؐ کا خبر دینا۔ حضرتؐ کے اس قسم کے معجزے بھی حدِ بیان سے باہر ہیں اکثر ان میں سے اعجازِ قرآن کے باب میں مذکور ہو چکے کچھ تھوڑے سے یہاں بیان کئے جاتے ہیں

پہلا معجزہ۔ ابن طاؤس نے کتاب دلائل حمیری میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی کام سے آتے تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے فرمایا کل بارش ہوگی۔ دوسرے روز تمام دنوں سے زیادہ ہوا صاف تھی۔ جب آفتاب بلند ہوا تو قریش کے رئیسوں میں سے ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کو کیا فائدہ ملا ایسی بات کہنے سے جس سے تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا۔ تم ہرگز ایسے نہیں ہو کہ ایسی خبریں سُناؤ۔ ناگاہ ایک ابر بلند ہوا اور ایسی بارش ہوئی کہ اہلِ مدینہ فریاد کرنے لگے اور حضرتؐ سے استدعا کی کہ بارش رُک جائے۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اب ہمارے اطراف میں بارش کر اور مدینہ پر بارش روک دے۔ تو مدینہ سے بارش رُک گئی اور اُس کے گرد بارش ہونے لگی۔

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ جنّوں کا آنحضرتؐ کی حقیقت کی خبر دینے کی روایتیں اور حکایتیں بے انتہا ہیں۔ بعض حالات میں نے بحار الانوار میں لکھے ہیں۔ اور جن و شیاطین کا سرورِ کائنات کے لئے مسخر ہونا انشاء اللہ امیر المومنین علیہ السّلام اور تمام آئمہ اطہار صلوات اللہ علیہم کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

دوسرا معجزہ۔ حمیری نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عباسؓ سے اشرفیاں لے لیں جو اُن کے پاس تھیں اور فرمایا کہ اپنا فدیہ دیجئے۔ جناب عباسؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جو کچھ آپ نے اپنی زوجہ ام الفضل کے پاس چھپا رکھا تھا وُہ کیا ہوا؟ یہ سُنکر جناب عباسؓ نے کہا مَیں خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں کیونکہ وُہ اشرفیاں جس وقت مَیں نے اُن کے حوالے کی تھیں سوائے خدا کے وہاں کوئی اور نہ تھا اُس وقت خدا نے حضرتؐ پر وحی کی کہ اے رسُولؐ ان اسیروں میں جو لوگ تمہارے دست ہیں اُن سے کہو کہ اگر خدا تمہارے دل میں نیکی دیکھے گا تو تم کو اس سے بہتر عطا کرے گا جو کچھ فدیہ میں تم سے لے لیا گیا ہے چنانچہ آخر میں جناب عباس اس قدر مالدار ہوئے کہ بیس[20] غلام تجارت کرتے تھے اور اُن میں سے کسی کے پاس بیس ہزار درہم سے کم سرمایہ نہ تھا۔ اور یہ معجزہ متواتر ہے جس کی خاصہ و عامہ نے بطرق متعددہ روایت کی ہے

تیسرا معجزہ۔ راوندی اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کے پاس ایک جماعت آئی حضرتؐ نے فرمایا کہ تم لوگ جس کام کے لیئے آئے ہو کہو تو بتا دوں اور اگر چاہو تو خود ہی بیان کرو۔ انہوں نے کہا یا حضرتؐ آپ ہی بیان فرمایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم لوگ یہ پوچھنے آئے ہو کہ نیکی کس سے کرنا چاہیئے لہٰذا نیکی کرنا اُسی کے ساتھ مناسب ہے جو صاحب حسب اور دیندار ہو۔ اور یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ عورتوں کے لیئے جہاد جائز ہے یا نہیں تو عورتوں کا جہاد اُن کے اپنے شوہروں سے نیک سلوک کرنا ہے۔ اور تم پوچھنا چاہتے ہو کہ روزی کہاں سے ملتی ہے، تو خدا مومنوں کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اُن کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ چونکہ بندہ اپنی روزی کی سمت نہیں جانتا اسی لیئے بہت دُعائیں کرتا ہے۔

چوتھا معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے روایت کی ہے کہ ابوعقبہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا بتایئے کہ ہم کس غرض سے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم ذوالقرنین کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں سچ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ رُوم کے باشندوں میں سے خدا کے ایک مطیع بندہ تھے۔ خدا نے اُن کو بلندی عطا کی اور روئے زمین کی بادشاہی دے دی۔ اور مشرق سے مغرب آفتاب کے طلوع و غروب ہونے کے مقامات تک پہنچے اور یاجوج ماجوج سے حفاظت کے لیئے ایک دیوار بنائی۔ یہودیوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور توریت میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

پانچواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ابوسفیان ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا مَیں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اگر تو کہے تو مَیں بتا دوں کہ تو کیا پُوچھنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا فرمایئے۔ آپؐ نے کہا تو میری عمر کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ اُس نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ آپؐ نے فرمایا تریسٹھ[63] سال زندہ رہوں گا اُس نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے سچ کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا تو زبان سے تو اقرار کرتا ہے اور دل میں

ایمان نہیں رکھتا۔ ابن عباس کہتے ہیں خدا کی قسم جیسا حضورؐ نے فرمایا تھا صحیح تھا، وُہ منافق تھا۔ اور اُس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جب آخر عمر میں وُہ نابینا ہوگیا تھا ایک روز ایک مجمع میں ہم لوگ موجود تھے اور امیرالمومنینؑ بھی تھے، اذان ہونے لگی۔ جب مؤذن نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہا ابوسفیان بولا اس مجلس میں کوئی ایسا تو نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جائے۔ ایک شخص نے کہا کوئی نہیں ہے۔ یہ سُنکر اُس ملعون نے کہا کہ دیکھو اس مرد ہاشمی کو کہ اپنا نام کہاں رکھا ہے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا خدا تیری آنکھوں کو رولائے اے ابوسفیان خدا نے حضرتؐ کا نام ایسا بلند قرار دیا ہے کیونکہ وُہ خود ارشاد فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورۃ الم نشراح آیت ۴ پ ۳۰) "اے رسولؐ ہم نے تمہارا نام بلند کیا ہے"۔ ابوسفیان نے کہا خدا اس کی آنکھوں کو رولائے جس نے کہا کہ یہاں کوئی نہیں ہے جس کا لحاظ کیا جائے اور میرے ساتھ مذاق کیا۔

چھٹا معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ جس وقت آنحضرتؐ کی رسالت کی خبر ہم کو پہنچی میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور سب میرے مطیع و فرمانبردار تھے میں نے سب کو چھوڑا اور خدا و رسولؐ کی خوشنودی اختیار کی اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب خدمت اقدس میں پہنچا تو اصحاب نے کہا کہ حضورؐ نے تمہارے آنے کی تین روز پہلے خوشخبری دے دی تھی اور فرما دیا تھا کہ عنقریب وائل بن حجر دور و دراز ملک حضر موت سے آنے والا ہے جو اسلام اور اطاعت خدا اور رسولؐ کی جانب راغب ہے۔ اور وُہ بادشاہوں کی اولاد میں سے ہے۔ وائل کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ کے ظہور کی خبر مجھے اُس وقت ملی جبکہ میں بادشاہ اور حشم و خدم کا مالک تھا۔ خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ میں نے سب کو ترک کر کے خدا و رسولؐ کی اطاعت کی اور دین خدا اختیار کیا، اور ایمان لانے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ خداوندا وائل کو اور اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو برکت عطا فرما۔

ساتواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کی خدمت میں چند قیدی حاضر کیئے گئے۔ حضرتؐ نے سوائے ایک شخص کے سب کے قتل کا حکم فرمایا۔ اُس شخص نے پوچھا مجھے کیوں آپؐ نے چھوڑ دیا؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا کی جانب سے جبرئیلؑ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تجھ میں پانچ خصلتیں نیک ہیں۔ اپنے وقار میں سخت غیرت ہے، سخاوت ہے، خوش مزاجی ہے، سچائی اور شجاعت ہے۔ اُس شخص نے کہا واللہ ایسا ہی ہے اور وُہ مسلمان ہوگیا۔

آٹھواں معجزہ۔ ابن بابویہ، طبرسی اور راوندی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا ناقہ جنگ تبوک میں گم ہوگیا۔ منافقین کہنے لگے کہ ہم کو تو غیب کی باتیں بتاتے ہیں اور خود نہیں جانتے کہ ناقہ کہاں ہے۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور منافقوں کی گفتگو سے حضرتؐ کو آگاہ کیا اور بتایا کہ ناقہ فلاں درّہ میں ہے اور اس کی مہار فلاں درخت میں لپٹ گئی ہے۔ حضرتؐ نے منادی کرائی اور لوگوں کو جمع کیا۔ پھر فرمایا کہ میرا ناقہ فلاں مقام پر ہے۔ لوگ دوڑتے ہوئے گئے اور ناقہ وہاں سے لے آئے۔

نواں معجزہ۔ صفار وغیرہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ غار ثور میں تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ اور غار میں کفار کے خوف سے مضطرب ہو تو حضرتؐ

نے ان کی تسلی خاطر کے لیئے فرمایا کہ میں جعفر طیار کی کشتی دیکھ رہا ہوں کہ دریا میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ ابوبکر نے پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا آپ درحقیقت دیکھ رہے ہیں فرمایا ہاں۔ عرض کی کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے بھی دکھا دیں فرمایا میرے پاس آؤ اور ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیر دیا اور فرمایا اب دیکھو جب انہوں نے دیکھا تو کشتی اُسی طرح دریا میں نظر آئی۔ پھر فرمایا اب مدینہ کی طرف دیکھو۔ جب اُنہوں نے دیکھا تو انصار اپنی مجلس میں بیٹھے نظر آئے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اُس وقت اُن کے دل میں گزرا کہ اب مجھے یقین ہوگیا کہ یہ جادوگر ہیں۔ حضرتؐ نے بطور استہزا فرمایا تمہارے ایسا صدیق کون ہے۔ یعنی تم زندیق ہو صدیق نہیں ہو۔

دسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نظیر کے یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ اُن میں سے ایک شخص چپکے سے کوٹھے پر گیا تاکہ حضرتؐ پر ایک بڑا پتھر پھینکے؛ جبرئیلؑ نے آپؐ کو اطلاع دے دی۔ حضرتؐ اُٹھ کر مدینہ واپس آئے اور لوگوں کو اُن کے ارادہ سے آگاہ فرمایا۔ اور خدا نے اُس شخص پر جس نے ایسا ارادہ کیا تھا اُس کے ایک عزیز کو اُبھارا تو اُس نے اُسکو قتل کر دیا۔

گیارھواں معجزہ۔ خاصہ اور عامہ نے بطریق متواترہ روایت کی ہے کہ حاطب بن بلتعہ نے پیغمبرؐ کے فتح مکہ کے ارادہ سے روانہ ہونے کی خبر اہل مکہ کو چپکے سے لکھ کر ایک عورت کے ہاتھ روانہ کی جسکی اطلاع کسی کو نہ تھی۔ جناب جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو اس کی اس حرکت سے آگاہ کردیا۔ رسالتمآبؐ نے جناب امیرؑ اور زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا کہ نخلستان خاخ کی طرف جاؤ وہاں ایک عورت ہے جس کے پاس حاطب کا خط ہے جو اُس نے مشرکین مکہ کو لکھا ہے۔ جب یہ حضرات وہاں پہنچے اُس عورت کو دیکھا؛ مقدادؓ و زبیرؓ نے ہر چند اُس کی تلاشی لی مگر خط نہ ملا اور وُہ عورت انکار کرتی رہی۔ ان لوگوں نے کہا اس کے پاس خط نہیں ہے واپس چلو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا ہے کہ خط اس کے پاس ہے اور تم لوگ کہتے ہو کہ ہم کو اُسکے پاس نہیں ملتا۔ پھر اپنی تلوار کھینچ کر اُس کی جانب بڑھے اور فرمایا خط نکال کر دے دے ورنہ قتل کر دُونگا۔ تو اُس عورت نے اپنی کمر یا اپنے گیسوؤں سے خط نکال کر حضرتؑ کو دیا۔ جب وُہ خط لے کر حضرتؐ کے پاس آئے آپؐ نے حاطب سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا تو نے اپنے واسطے جہنم میں ایندھن تیار کیا۔ اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ میں کافر نہیں ہوا ہوں لیکن مجھ پر ان لوگوں کا کچھ حق ہے میں نے چاہا کہ اس طرح اُن کے حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ حضرتؐ نے انتہائی حلم کے سبب اُس کا عذر مان لیا۔

بارھواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب سرورِ کائناتؐ نے کسی سفر میں جناب عمارؓ کو پانی لانے کے واسطے بھیجا لیکن شیطان ملعون ایک سیاہ غلام کی شکل میں مانع ہوا۔ جناب عمارؓ نے تین مرتبہ اُس کو زمین پر پٹکا۔ حضرتؐ نے عمارؓ کے آنے سے پہلے لوگوں سے بیان کر دیا کہ شیطان لعؔ عمارؓ سے متعرض ہوا اور خدا نے اُن کو اُس ملعون پر فتح عنایت فرمائی۔ جب عمارؓ واپس آئے تو حضرتؐ کے بیان کے مطابق لوگوں سے واقعہ بیان کیا۔

تیرھواں معجزہ۔ راوندی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ایک جنگ کے لیے ہم لوگ روانہ ہوئے اور ہم نو اشخاص آپس میں رفیق تھے اور ہم نے کاموں کو باہم تقسیم کر لیا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص تین شخصوں کے برابر کام کیا کرتا تھا۔ ہم لوگ اُس سے بہت خوش تھے۔ جب آنحضرتؐ سے اُس کا حال بیان کیا، حضرتؐ نے فرمایا وُہ جہنم والوں میں سے ہے۔ جب ہم لوگ دشمن سے جنگ میں مشغول ہوتے اُس شخص نے تیر نکالا اور اُس سے اپنے کو مار ڈالا۔ جب یہ خبر حضرتؐ کو دی گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کا بندہ اور رسُول ہوں اور میری بیان کی ہوئی خبر غلط نہیں ہو سکتی۔

چودھواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ابو درداؓ جاہلیت کے زمانہ میں ایک بُت کی پرستش کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے عبداللہ بن رواحہ اور محمد بن مسلمہ بغیر اطلاع اُن کے گھر میں داخل ہو گئے اور اُن کے بُت کو توڑ ڈالا۔ جب ابو درداؓ گھر میں آئے تو اپنی زوجہ سے پُوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ وُہ بولیں کہ مجھے نہیں معلوم۔ مَیں نے ایک آواز سُنی جب یہاں آئی تو کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر کہنے لگیں کہ اگر اس بُت میں کچھ قوّت ہوتی تو پہلے یہ خود محفوظ رہتا اور دفع ضرر کرتا۔ ابو درداؓ نے کہا سچ کہا۔ میرے کپڑے لاؤ۔ غرض لباس تبدیل کر کے روانہ ہوئے تاکہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوں لیکن قبل اس کے کہ وُہ حضورؐ کے پاس پہنچیں آنحضرتؐ نے فرمایا ابو درداؓ ایمان لانے کے ارادہ سے آرہے ہیں۔ اسی اثنا میں وُہ آگئے اور مسلمان ہوئے۔

پندرھواں معجزہ۔ علمائے شیعہ نے بطریق متعددہ روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی اُن تمام آزار کی جو اُن کو عثمان سے پہنچے اور فرمایا کہ اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم کو تمہارے مقام سے علیحدہ کریں گے۔ عرض کی میں مسجد الحرام میں پناہ لوں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی تم کو نکال دیا جائے تو کیا کرو گے؟ عرض کی شام کی جانب چلا جاؤں گا۔ فرمایا اگر وہاں سے بھی نکال دیں؟ عرض کی تلوار کھینچ لوں گا یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ فرمایا ایسا نہ کرنا بلکہ صبر کرنا کیونکہ تم کو تنہائی میں کچھ زندگی گزارنا پڑے گی؛ تنہائی میں تمہاری موت واقع ہوگی، اور اہلِ عراق کا ایک گروہ تم کو غسل و کفن دے گا اور دفن کرے گا۔ جناب ابوذرؓ کے حالات میں انشاء اللہ بہت سی حدیثیں مذکور ہوں گی۔

سولھواں معجزہ۔ خاصہ اور عامہ کے طریقوں سے متواتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا کہ سب سے پہلے میرے اہلبیتؑ میں سے جو مجھ سے ملحق ہوگا وُہ تم ہو گی۔ (یعنی آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سب سے پہلے اہلبیتؑ میں سے جناب فاطمہؑ کی وفات ہوگی)۔

سترھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن صوحان سے فرمایا کہ تمہارے بہشت میں پہنچنے سے پہلے تمہارا ایک عضو بہشت میں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ جنگ نہاوند میں اُن کا ہاتھ قطع ہو گیا تھا۔

اٹھارھواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ام ورقہ انصاریہ کو آنحضرتؐ شہیدہ فرمایا کرتے تھے چنانچہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اُن کی کنیز اور اُن کے غلام نے اُن کو شہید کر دیا۔

اُنیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدؐ بن حنفیہ کی پیشینگوئی کی اور فرمایا کہ مَیں نے اپنا نام اور کنیت اُس کو بخش دیا۔

بیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے فصد کھلوائی اور خون عبداللہ بن زبیر کو دیا کہ پھینک دو۔ عبداللہ لے کر باہر آئے اور وُہ خون پی گئے۔ حضرتؐ کے پاس واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا مجھے گمان ہے کہ تم خون کو پی گئے۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا تم بادشاہ ہو جاؤ گے اور افسوس ہے تمہارے بارے میں لوگوں پر اور لوگوں کے بارے میں تم پر۔

اکیسواں معجزہ۔ شیعہ و سُنی ہر ایک کے طریقہ سے متواتر ہے کہ آنحضرتؐ نے پیشینگوئی فرما دی تھی کہ میری ایک زوجہ اُونٹ پر سوار ہو کر نکلے گی اُس اُونٹ کے جسم پر بال بہت ہوں گے۔ وُہ میرے وصی سے جنگ کے ارادہ سے جاتے گی جب منزل حوّاب پر پہنچے گی اُس پر راستہ کے کُتّے بھونکیں گے جب جناب عائشہ ویسے ہی اُونٹ پر امیر المومنینؑ سے جنگ کے لیے روانہ ہوئیں اور مقام حوّاب پر پہنچیں تو کُتّے بھونکنے لگے۔

بائیسواں معجزہ۔ خاصہ و عامہ کے طریقوں سے متواتر ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جناب عمارؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اینٹیں لگا رہے تھے۔ حضرتؐ نے اُن کے سینہ پر سے مٹی صاف کر کے فرمایا اے عمارؓ تم کو باغی گروہ قتل کرے گا جو اپنے امام زمانہ پر خروج کرے گا اور وُہ سب ظالم ہوں گے؛ اور دُنیا میں تمہاری آخری خوراک دُودھ کا شربت ہوگا اور یہ سب واقع ہوا۔

تیئسواں معجزہ۔ فریقین میں متواتر روایت ہے کہ متعدد موقعوں پر آنحضرتؐ نے شہادت صاحب ذوالفقار و کرار غیر فرار کی خبر دی اور فرمایا کہ تمہاری داڑھی خون سے رنگین ہوگی۔ اسی سبب سے جناب امیرؑ خضاب نہیں کرتے تھے اور اس وعدہ کے منتظر تھے۔

چوبیسواں معجزہ۔ متواتر ہے کہ حضرت سرورِ کائناتؐ نے امیر المومنینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ عنقریب تم تین گروہ سے جنگ کرو گے۔ پہلا وُہ گروہ ہے جو تم سے بیعت کرے گا اور پھر توڑ ڈالے گا یعنی طلحہ و زبیر۔ دُوسرا گروہ جور و ظلم کے ساتھ تم پر خروج کرے گا یعنی معاویہ اور اُس کے ساتھی۔ تیسرا گروہ خارجیوں کا ہے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور بار بار فرماتے تھے کہ اے علیؑ تم میرے بعد تاویل قرآن پر اُسی طرح جنگ کرو گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر جنگ کی ہے۔

پچیسواں معجزہ۔ متواترات سے یہ خبر ہے کہ آنحضرتؐ نے متعدد بار امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اصحاب و اعزا کی شہادت کی خبر دی ہے۔ اور مقام شہادت بھی بتا دیا اور خاکِ کربلا اُم سلمہ کو دی تھی یہ کہہ کر کہ حضرتؑ کی شہادت کے وقت یہ مٹی خون ہو جائے گی۔

چھبیسواں معجزہ۔ خاصہ و عامہ نے بطریق بسیار روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے جناب امام رضا علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا کہ وُہ خراسان میں دفن ہوں گے۔

ستائیسواں معجزہ۔ متعدد طریقوں سے ابوسعید خدری وغیرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ قبیلۂ تمیم کے ایک شخص نے کہا انصاف کیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون کرے گا۔ ایک صحابی نے کہا یا حضرت اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں حضرتؐ نے فرمایا جانے دو۔ یقیناً اس کے ساتھی کچھ ایسے ہوں گے جنکی نماز و روزہ کے مقابلہ میں تم اپنے نماز اور روزہ کو حقیر سمجھو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کا سردار ایک بڑی آنکھوں والا شخص ہوگا جس کا منہ سیاہ ہوگا اور اس کے عورتوں کی طرح پستان ہونگے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نہروان میں خوارج سے جنگ کے موقع پر حضرت امیر المومنینؑ کے ساتھ تھا، ان کے کشتوں میں سے اُس شخص کو نکالا گیا تو اُس میں وُہ تمام علامات دیکھے گئے جو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے تھے۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے بغداد آباد ہونے کی خبر دی تھی۔

انتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی کہ دو روز سے میں بھوکا ہوں حضرتؐ نے فرمایا بازار میں جاؤ۔ دُوسرے روز پھر اُس نے آکر کہا میں کل بازار گیا تھا وہاں کوئی چیز نہ ملی، رات کو بھی میں بھوکا سو رہا۔ فرمایا بازار میں جاؤ۔ وُہ شخص بازار میں گیا تو ایک قافلہ کو دیکھا جو بہت سامان لایا ہے۔ اُس میں سے اُس نے کچھ خرید کیا۔ لوگوں نے اس سے اُس سامان کو ایک اشرفی نفع دے کر خرید لیا؛ وُہ اشرفی لے کر گھر آیا۔ دُوسرے روز پھر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی مجھے کچھ نہ ملا۔ حضرتؐ نے فرمایا فلاں قافلہ سے تُو نے سامان خرید کیا اُس کو فروخت کرکے ایک دینار نفع کمایا۔ اُس نے کہا ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا تو جھوٹ کیوں بولا؟ اُس نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں۔ میں نے اس لیئے انکار کیا تاکہ معلوم کروں کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہو جاتا ہے یا نہیں؛ اور آپؐ کی پیغمبری کے بارے میں میرا یقین زیادہ ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور اُن سے کچھ سوال نہیں کرتا خدا اُس کو غنی کر دیتا ہے اور جو شخص اپنے واسطے سوال کا ایک دروازہ کھولتا ہے خداوند عالم اُس کے لیئے فقر کے ستّر دروازے کھول دیتا ہے جنکو کوئی طاقت بند نہیں کر سکتی۔ پھر اس کے بعد اُس شخص نے کبھی کسی سے سوال نہیں کیا، اور اسکی زندگی بہتر گزری۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے بسندِ معتبر جعفر جعفی سے اُنہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں جا رہے تھے، راستہ میں دیکھا کہ جناب امیرؑ اور زبیر کھڑے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے زبیر علیؑ سے کیا کہتے ہو۔ واللہ اہلِ عرب سے پہلے جو شخص علیؑ سے بیعت کرکے توڑے گا وُہ تم ہوگے۔

اکتیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اکیدر کے گرفتار کرنے کے لیئے لشکر بھیجا فرما دیا تھا کہ جب تم لوگ وہاں پہنچو گے تو وُہ پہاڑی گائے کے شکار میں مشغول ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بتیسواں معجزہ۔ جب حضرتؐ نے معاذ بن جبل کو یمن بھیجا فرمایا اب آئندہ مجھ سے ملاقات نہ ہوگی، اور

ایسا ہی ہوا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بنی مصطلق کے غزوہ میں سخت آندھی اٹھی تو حضرتؐ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ مدینہ میں ایک منافق جہنم واصل ہوا ہے۔ جب مدینہ میں لوگ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید کا جو بڑے منافقین میں سے تھا انتقال ہو گیا۔

چونتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیس عُرینہ بجلی کو خط لکھ کر طلب فرمایا۔ وُہ خویلد بن حارث کلبی کے ساتھ آیا۔ جب وُہ مدینہ کے قریب پہنچے خویلد حضرتؐ کی خدمت میں آنے سے ڈرا۔ قیس نے کہا اگر تجھ کو خوف ہے تو اسی پہاڑ پر میرے آنے تک قیام کر اگر میں دیکھونگا کہ حضرتؐ کا تجھ کو آزار پہنچانے کا ارادہ نہیں ہے تو تجھ کو اطلاع دُونگا۔ غرض وُہ مدینہ میں آیا اور جب مسجد میں پہنچا تو عرض کی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں امین ہوں؟ فرمایا ہاں میں نے تجھ کو اور تیرے ساتھی کو بھی امان دی جو فلاں پہاڑ پر ٹھہرا ہوا ہے۔ قیس نے یہ سُنتے ہی کہا میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ سے بیعت کی اور کسی کو بھیج کر خویلد کو بُلایا؛ وُہ بھی آکر مسلمان ہو گیا حضورؐ نے فرمایا اگر تمہاری قوم تم سے برگشتہ ہو جائے گی تو خدا و رسُولؐ تمہارے واسطے کافی ہیں۔

پینتیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور راوندی اور کلینی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا یا حضرتؐ میں مدینہ سے دل تنگ ہو چکا ہوں اجازت دیجئے کہ میں اپنے برادر زادے کو لے کر عابہ چلا جاؤں جو حجاز میں ایک موضع ہے۔ فرمایا اگر چاہو تو چلے جاؤ لیکن مجھے خوف ہے کہ عرب کا ایک قبیلہ تم کو لُوٹ لے گا اور تمہارے بھتیجے کو قتل کر دے گا اور تم میرے پاس آکر اپنے عصا پر تکیہ کیئے ہوئے کہو گے کہ میرے بھتیجے کو مار ڈالا اور میرے گلہ کو لُوٹ لے گئے اور میرے بھتیجے کی گوسفندیں بھی لے گئے۔ غرض جناب ابوذرؓ اُس موضع میں گئے۔ بنی فزارہ نے اُن کو لُوٹ لیا اور اُن کے مویشی لے گئے، اور اُن کے بھتیجے کو قتل کر دیا۔ وُہ حضرتؐ کے پاس واپس آئے، اپنے عصا پر تکیہ کرکے کھڑے ہو گئے اُن کو بھی کچھ زخم آئے تھے اور کہا خدا و رسُولؐ نے سچ کہا تھا اور آپ نے جو کچھ فرمایا تھا سب واقع ہوا۔

چھتیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع میں ایک شخص کو دیکھا جو قبیلۂ محارب کا تھا اس کا نام عاصم تھا۔ اُس نے پُوچھا کیا آپ غیب بھی جانتے ہیں؟ فرمایا غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اُس ملعون نے کہا میں اس اُونٹ کو تمہارے خدا سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے اپنے علمِ غیب سے مجھے خبر دی ہے کہ تیرے چہرے کے نیچے کے حصّہ میں ایک زخم پیدا ہو جائے گا جو تیرے دماغ تک پہنچے گا اور اُسی زخم کے سبب تُو جہنم واصل ہوگا۔ جب وُہ اپنے قبیلہ میں واپس آیا اُس کی ٹھوڑی میں ایک زخم پیدا ہوا اور دماغ تک پہنچا۔ وُہ کہتا تھا کہ اُس قریشی نے سچ کہا تھا۔ آخر جہنم واصل ہوا۔

سینتیسواں معجزہ۔ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے

بچچا عباسؓ سے فرمایا افسوس ہے میری اولاد پر تمہاری اولاد سے بڑے مظالم ہوں گے۔ عباسؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اگر آپ کہیں تو میں اپنے کو خصی کر لوں تاکہ کوئی فرزند ہی پیدا نہ ہو۔ فرمایا یہ امر مقدر ہو چکا ہے۔

اڑتیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ کے طریقوں سے متواتر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ بنی اُمیہ ہزار مہینے تک بادشاہی کریں گے، اور اُن کے کفر وضلالت اور بدعتوں سے لوگوں کو آگاہ فرما دیا تھا۔

اُنتالیسواں معجزہ۔ خاص وعام کے طریق سے متواتر ہے کہ اُس عہدنامہ کے بارے میں جو قریش نے نبیؐ کی عداوت پر اتفاق کر کے لکھا تھا کہ اُن سے ترک تعلقات کر دیں گے اور کعبہ کے دروازہ پر چسپاں کر دیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس کو سوائے نامِ خدا کے دیمک نے کھا لیا جیسا کہ اس کے بعد بیان ہوگا۔

چالیسواں معجزہ۔ ابن قولویہ، راوندی اور ابن شہر آشوب وغیرہم نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور جناب امیرؑ و حضرت فاطمہؑ اور حضرات حسنین علیہم السّلام بھی موجود تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم لوگوں کی قبریں مختلف مقامات پر ہوں گی۔ امام حسینؑ نے پوچھا کیا میں اپنی موت سے مروں گا یا مارا جاؤں گا؟ حضرتؐ نے فرمایا اے نورِ نظر تم ظلم وستم سے شہید کیے جاؤ گے اور تمہارے بھائی بھی۔ تمہارے باپ بھی اور تمہاری اولاد دنیا میں ستم رسیدہ ہوگی۔ امام حسینؑ نے عرض کی کیا ہماری ایسی پراگندگی کے سبب کوئی ہماری قبروں کی زیارت بھی کرے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں ہماری اُمت کا ایک گروہ ہمارے ساتھ نیکی ومحبت کے سبب سے تمہاری زیارت کرتا رہے گا اور قیامت کے روز میں اُن کو ہول ومصیبتوں سے نجات دلاؤں گا۔

اکتالیسواں معجزہ۔ ابن طاؤس نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرتؐ نے فرمایا حضرموت سے نو اشخاص آنے والے ہیں جن میں سے چھ اشخاص مسلمان ہوں گے۔ یہ سُنکر اور لوگ جو موجود تھے شک کرنے لگے۔ میں نے کہا خدا ورسولؐ کا ارشاد سچ ہے اور بلاشبہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ یا رسولؐ اللہ آپ نے فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم صدیق اکبر، مومنوں کے بادشاہ اور پیشوا ہو۔ تم وُہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں، وُہ سب کچھ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں۔ سب سے پہلے جو مجھ پر ایمان لایا وُہ تم ہو۔ خدا نے تم کو ایسا ہی خلق فرمایا ہے اور شک اور گمراہی کو تم سے دُور رکھا ہے۔ تم ہی لوگوں کے ہادی اور میرے سچے وزیر ہو۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ دُوسرے روز آنحضرتؐ بدستور اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے میں آنحضرتؐ کی داہنی جانب بیٹھا تھا کہ نو اشخاص آئے اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ اور کہا اے محمدؐ ہم سے اسلام کے بارے میں بیان کیجئے۔ غرض چھ اشخاص مسلمان ہوئے اور تین افراد اپنے کفر پر باقی رہے حضرتؐ نے اُن تینوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ تو بہت جلد بجلی گرنے سے مرے گا اور دُوسرے سے فرمایا کہ تجھ کو سانپ کاٹے گا اور تو مر جائے گا اور تیسرے سے فرمایا تو اپنے اُونٹوں کے چرانے کیلئے

گھر سے نکلے گا اور فلاں گروہ تجھ کو قتل کرے گا۔ چند دنوں کے بعد وُہ لوگ جو مسلمان ہوئے تھے واپس آئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ وُہ تینوں اشخاص اُسی طرح مرے جس طرح آپ نے اُن کو بتایا تھا، اور ہمارے یقین میں اور اضافہ ہو گیا کہ آپ سچے ہیں اور اب ہم اس لیئے آئے ہیں کہ اپنے اسلام کو تازہ کریں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ زندوں اور مردوں پر امین ہیں۔

بیالیسواں معجزہ۔ طبرسی وغیرہ محدثین نے عائشہ وغیرہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء کے قتل کیئے جانے کی خبر دی تھی کہ وُہ معاویہ کے ظلم وستم سے شہید ہوں گے۔

تینتالیسواں معجزہ۔ طبری وغیرہم محدثین خاصہ وعامہ نے ابوایوب بن بشیر سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ مدینہ کی پہاڑیوں پر جا کر کھڑے ہوتے اور فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ حضرتؐ کے اصحاب کے چہرے فق ہو گئے۔ وُہ سمجھے کہ اُن پر کوئی حادثہ ہونے والا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے نیک اصحاب اس حرہ میں شہید ہوں گے۔ یزید علیہ اللعنۃ نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ تاراج کرنے کے لیئے ۶۳ھ میں بھیجا اُس نے کئی ہزار اشخاص کو صحابہؓ میں سے اُسی حرہ میں قتل کیا جن میں سات سو قاریانِ قرآن تھے۔

چوالیسواں معجزہ۔ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عباس اور زید بن ارقم کے نابینا ہونے کی خبر دی تھی۔

پینتالیسواں معجزہ۔ طبرسی وغیرہ نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ اُم سلمہ کے بھائی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا، اُنہوں نے اُس کا نام ولید رکھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے لڑکوں کے نام اپنے فرعونوں کے نام پر مت رکھو اس کا نام بدل دو۔ یقیناً میری اُمت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام ولید ہوگا۔ وُہ میری اُمت کے لیئے فرعون سے بدتر ہوگا۔ چنانچہ ولید بن یزید پیدا ہوا اور وُہ آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق ثابت ہوا۔

چھیالیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو خبر دی کہ جب فرزندان ابی العاص کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وُہ دینِ خدا میں فساد پیدا کریں گے اور خدا کے بندوں کو اپنا غلام بنائیں گے اور خدا کے مال میں تصرف کریں گے اور مروان کے بارے میں فرمایا کہ وُہ چار ظالموں کا باپ ہوگا۔

سینتالیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو نجاشی بادشاہ کے مرنے کی اطلاع دی اور حضرتؐ نے لوگوں کو بقیع میں جمع کیا اور اُس کی میت کی نماز پڑھی اور اُس کے جنازہ کو دیکھا اُس کے بعد اطلاع آئی کہ اُس کا اُسی روز انتقال ہوا تھا۔

اڑتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جس روز یمن میں اسود بن عنسی قتل ہوئے حضرتؐ نے اُن کے قتل ہونے اور قتل کرنے والے سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

انچاسواں معجزہ۔ بطریق متعدد منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ نے جناب جعفر طیار کو جنگ تبوک[1] کے لیے روانہ فرمایا تو اسی درمیان میں ایک روز خبر دی کہ اس وقت زید بن حارثہ شہید ہو گئے اور جعفر نے علم سنبھال لیا۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ اب جعفر کے ہاتھ قطع کیے گئے اور اب وُہ بھی شہید ہو گئے اور خدا نے دو پَر ان کو عنایت فرمائے جن سے وُہ بہشت میں پرواز کریں گے اور اب عبداللہ بن رواحہ نے علم اُٹھایا؛ اور وُہ بھی شہید ہو گئے۔ اور اب علم کو خالد نے لیا اور اب دشمن بھاگ گئے۔ پھر اُسی وقت اُٹھے اور جعفر کے گھر گئے اُن کے بچّوں کو بلایا اور تعزیت ادا فرمائی۔

پچاسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے ہاتھوں کو دیکھا جو پتلے اور بالوں سے بھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ اپنے ہاتھوں میں بادشاہِ عجم کے ہاتھوں کے کڑے پہنو گے۔ چنانچہ عمر کے زمانہ میں مدائن فتح ہوا عمر نے اس کو بُلا کر بادشاہِ عجم کے کڑے پہنائے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ جب مدائن کو فتح کرنا قبطیوں کو قتل مت کرنا کیونکہ ماریہ ابراہیمؑ کی ماں اُسی قبیلہ سے ہے۔ پھر فرمایا کہ رُوم فتح کرو گے۔ جب فتح کرنا تو اُس کلیسہ کو جو شرقی جانب ہے مسجد بنا دینا۔

اکاونواں معجزہ۔ بطریق خاصہ و عامہ متواتر ہے کہ آنحضرتؐ نے خیبر میں علم ابوبکر کو دے کر جنگ کیلئے بھیجا وُہ ناکام واپس آئے تو علم دے کر عمر کو بھیجا۔ وُہ بھی ناکام واپس آئے تو حضرتؐ نے فرمایا کل مَیں علم اس کو دُوں گا جو خدا و رسُولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسُولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ وُہ بڑھ بڑھ کے حملہ کرنے والا ہے بھاگنے والا نہیں۔ خدا اُس کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائے گا۔ پھر دوسرے روز امیرالمومنینؑ کو علم دیا اور جناب امیرؑ نے فتح کیا۔

باونواں معجزہ۔ متواتر ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے جس کی رات کو آپؐ معراج میں گئے تھے اپنے معراج میں جانے کی خبر دی اور فرمایا کہ فلاں قافلۂ قریش کو فلاں مقام پر مَیں نے دیکھا۔ اُن کا اُونٹ بھاگ گیا تھا۔ اور چند نشانیاں بیان فرمائیں۔ اور فرمایا کہ وُہ قافلۂ فلاں روز طلوعِ آفتاب کے وقت یہاں پہنچے گا۔ اور وُہ سب واقع ہوا۔

ترپنواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب اور دُوسرے محدثین نے رُوایت کی ہے کہ قبیلۂ بنولحیان نے حبیب بن عدی کو اسیر کر کے اہل مکّہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب اُن لوگوں نے اُن کو دار پر کھینچا تو وُہ بولے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ حضرتؐ اُس وقت مدینہ میں اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے، آپؐ نے فرمایا وَ عَلَیْكَ السَّلَامُ اور گریہ فرمایا۔ اور فرمایا حبیب مجھے مکّہ میں سلام کر رہے ہیں۔ قریش نے اُن کو مار ڈالا۔

چونواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک سائل نے آنحضرتؐ کی خدمت میں آ کر کچھ سوال کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھو ملتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اُس نے ایک تھیلی آنحضرتؐ کے سامنے ڈال دی اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ یہ چار سو درہم ہیں ان کو مستحقین کو دے دیجیے۔ حضرتؐ نے سائل

[1] لفظ تبوک [illegible] سہواً درج ہو گیا ہے کیونکہ جناب جعفر جنگ موتہ میں شہید ہوئے [illegible]

سے فرمایا ان اشرفیوں کو لے لے۔ صاحب مال نے کہا یا رسُولؐ اللہ یہ اشرفیاں نہیں ہیں بلکہ درہم (چاندی کے سکّے) ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے جھُوٹا مت کہو کیونکہ خدا نے مجھے راست گو فرمایا ہے۔ غرض تھیلی کھولی گئی تو اُس میں سے چار سو اشرفیاں یعنی سونے کے سکّے برآمد ہوئے۔ صاحب مال کو تعجب ہوا اور اُس نے کہا خدا کی قسم مَیں نے اس تھیلی میں چاندی کے سکّے رکھے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے لیکن چونکہ میری زبان سے دینار نکل گئے تھے، خدا نے ان کو دینار ہی بنا دیا۔

پچپنواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب وغیرہم نے روایت کی ہے کہ ابو ایوب انصاری کو لشکرِ اسلام نے خلیج قسطنطنیہ میں دیکھا، پُوچھا کوئی حاجت ہو تو بیان کیجیے۔ اُنہوں نے کہا تمہاری دُنیا سے کوئی حاجت نہیں رکھتا؛ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب مَیں مر جاؤں تو مجھے کافروں کے شہر میں لے جانا اگر ممکن ہو۔ کیونکہ مَیں نے جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا ہے کہ میرے اصحاب میں سے ایک نیک مرد قسطنطنیہ میں دفن ہوگا؛ مجھے اُمید ہے کہ مَیں ہی وُہ شخص ہُونگا۔ چنانچہ ابوایوبؓ کا انتقال ہو گیا۔ اور اہل لشکر جہاد کر رہے تھے اور اُن کے جنازہ کو لشکر کے آگے لیئے ہوئے تھے۔ بادشاہ فرنگ نے کسی کو بھیج کر دریافت کرایا کہ یہ جنازہ کیسا ہے جس کو تم لشکر کے آگے لیئے ہوئے آ رہے ہو۔ اُنہوں نے کہا یہ صحابۂ پیغمبرؐ میں سے ایک بزرگ ہیں جنہوں نے وصیت کی ہے کہ ہم ان کو تمہارے شہر میں دفن کریں۔ بادشاہ نے کہا جب تم دفن کر کے واپس چلے جاؤ گے تو ہم اس کو باہر نکال کر پھینک دیں گے تاکہ کُتّے کھا جائیں۔ اُنہوں نے کہا اگر تم نے ایسی حرکت کی تو عرب میں جس قدر عیسائی ہیں سب کو ہم قتل کر ڈالیں گے؛ اور جس قدر گرجے ہیں سب کو مسمار کر دیں گے غرض اُنہوں نے ابوایوبؓ کی قبر پر قبہ تعمیر کرایا جو اب تک موجود ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

بیان مؤلف علیہ الرحمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات جس قدر گزشتہ ابواب میں مذکور ہوئے وُہ ہزار میں ایک کے مانند ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام اقوال و افعال اور اخلاق و اطوار معجزہ ہیں۔ خاص طور سے یہ معجزات جنکا تعلق غیب کی باتوں سے ہے، ہر وقت حضرتؐ کے کلام معجز نظام سے ظاہر تھے۔ منافقین کہتے تھے کہ آنحضرتؐ کی باتیں مت کرو کیونکہ در و دیوار، سنگریزے سب حضُورؐ کو اطلاع دے دیتے ہیں۔ بہت سے معجزات سابقہ ابواب میں بیان ہو چکے اور بہت سے آئندہ بیان ہوں گے۔ اگر کوئی عاقل غور و فکر کرے اور اپنی عقل کو منصف قرار دے، آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلبیت اطہار صلوات اللہ علیہم اجمعین کا ہر قول اور ہر کلام اور شریعت مقدسہ کا ہر حکم معجزہ اور خرق عادت ہے۔ کیا کسی صاحبِ عقل کی عقل یہ تجویز کرتی ہے کہ ایک انسان بغیر وحی و الہام جناب ایزدی کوئی شریعت قائم کر سکتا ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو تمام اہل دُنیا کی دُنیا و آخرت درست ہو جائے اور اُس کے سبب سے فتنہ و فساد کے رخنے بند ہو جائیں۔ دُنیا میں جس قدر فتنہ و فساد ظاہر ہوتے ہیں شریعت حقّہ کے قوانین کے خلاف کرنے سے ہوتے ہیں اور خرید و فروخت، مضاربات و منازعات، وراثت، باپ اور بیٹے زوجہ اور شوہر، آقا اور غلام، عزیزوں، اہل خانہ، اہل شہر اور حاکم و رعایا کے درمیان معاشرت کے قوانین خاص طور سے جو مقرر ہیں ان سے بہتر تخیل نہیں ہو سکتا۔ اور آدابِ حسنہ اور اخلاق کریمہ کے اور ہر حدیث و خطبہ کے بارے میں

جو حکماء نے اتنے ہزار سال غور و فکر کر کے بیان کیا ہے، اس سے زیادہ بیان ہو سکتا ہے۔ اور معارف ربانی اور معانی کی گہرائی جو حضرتؐ نے رسالت کے مختصر چند سال میں بیان فرمایا ہے طالبانِ دُنیا کے خلط ملط اور ضائع کر دینے کے باوجود جو کچھ لوگوں تک پہنچی ہے اگر علماء تا روزِ قیامت اُس میں غور و فکر کرتے رہیں تو اس کے ہزاروں اسرار میں سے ایک تک نہیں پہنچ سکتے۔

آنحضرتؐ کی حقیقت کے دلائل ظاہر میں سے ایک واضح دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشو و نما اُس گروہ میں ہوئی تھی جو اخلاق حسنہ سے بالکل کوری تھی اور اُن لوگوں کا دار و مدار عصبیت، فساد و نزاع، حسد و عداوت پر تھا وُہ جانوروں کے مانند ننگے کعبہ کے گرد تالیاں اور سیٹیاں بجاتے، اُچھلتے کودتے تھے۔ یہی اُن کی عبادت تھی۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کی عادتیں کیسی ہونگی۔ اس وقت بھی جبکہ آنحضرتؐ کی بعثت کو ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں آنحضرتؐ نے ان کی بہت مشکل سے اصلاح کی ہے۔ آج بھی کوئی شخص انکو صحرائے مکہ میں دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ چوپایوں سے بد تر ہیں۔ ایسے گروہ میں آنحضرتؐ ایسے علم و حلم، حیا و کرم، عفت و سخاوت، شجاعت و مروت اور تمام صفات حسنہ اور اطوار پسندیدہ کے ساتھ ظاہر ہوئے جنکے عدد احصا میں فصحائے عرب و عجم اپنے عجز و قصور کے معترف ہیں اور باوجود اس قدر آزار و تکلیف کے جو حضرتؐ کو اہلِ مکہ سے پہنچے؛ جب حضورؐ کو اُنپر قابو حاصل ہوا تو آپؐ نے ان پر احسان و کرم زیادہ سے زیادہ فرمایا۔ اور ابو سفیان جس نے حضرتؐ کو بے انتہا اذیتیں پہنچائی تھیں، حضرتؐ پر لشکر کشی کی تھی اور آپؐ کے اعزا اور اصحاب کو قتل کیا تھا، حضرتؐ کو جب اُس پر اختیار حاصل ہوا تو آپؐ نے سب کچھ معاف فرما دیا۔ اور حکم دے دیا کہ جو شخص اس کے گھر میں داخل ہو جائے اُس کو بھی امان ہے۔ اور اُس زن یہودیہ پر بھی جس نے آپؐ کو زہر دیا تھا، عتاب نہ فرمایا۔ اپنے اہلبیتؑ کو دو دو تین تین روز بھوکا رکھتے ہوئے دوسروں کو سیر کیا۔ اپنی اولاد کے قاتلوں کو دیکھتے تھے اور خبر دیتے تھے کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو میرے اہلبیتؑ کو قتل کریں گے اور اُنپر ظلم کریں گے، لیکن اُن کو عزیز رکھتے تھے اور احترام فرماتے تھے اور اُن پر احسان و کرم کرتے تھے اور اُن میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہونے دیتے تھے۔ کسی عاقل پر پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ اخلاق سوائے پیغمبر یا پیغمبروں سے افضل ذات کے کسی میں جمع نہیں ہو سکتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مقدسہ کی حقیت واضحہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عام خلق باوجود خواہشات کے دواعی کے تخلیہ میں ترک لذات کرتے ہیں اور باوجود قہر سلاطین جبابرہ اُن کی ممانعت کی پروا نہیں کرتے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اہلبیت عالی شانؑ کی محبت دلوں میں اس قدر جاگزین ہو گئی ہے کہ اپنے مال و اولاد اور اپنی جان کو ان کے مقدس ناموں پر فدا کرتے ہیں اور اُن کے عتبات عالیات اور مقدس روضوں پر دلی رغبت سے جاتے ہیں اور ادب و احترام سے قدم رکھتے ہیں، اور جس قدر ظلم و جور اُن پر مخالفوں سے زیادہ ہوتے ہیں اسی قدر زیارت کی رغبت کرتے رہتے ہیں۔

تیئسواں باب

آنحضرتؐ کا مبعوث برسالت ہونا اور اُمّت کے جفا کاروں کے مظالم سہنا اور نزولِ وحی کی کیفیت وغیرہ

واضح ہو کہ علمائے شیعہ کا اجماع ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستائیس ماہِ رجب کو مبعوث برسالت ہوئے اور ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کی حدیثیں اس کا ثبوت ہیں۔ لیکن عامہ کے درمیان اختلاف ہے بعضوں نے سترھویں ماہ رمضان المبارک کو بیان کیا ہے، بعضوں نے اٹھارھویں اور بعض نے چوبیسویں ماہِ مذکور بیان کی ہے؛ اور بعض نے بارھویں ماہِ ربیع الاوّل کو بیان کیا ہے۔ اور بھی مختلف اقوال ہیں، لیکن صحیح وہی روایت ہے جو پہلے بیان کی گئی۔ اُس وقت روایات معتبرہ کے مطابق آپ کی عُمر شریف چالیس سال کی تھی۔ اور حدیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نو روز کے دن جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے۔ لیکن احادیث معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرتؐ ہمیشہ سے پیغمبر تھے جیسا کہ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اس وقت بھی پیغمبر تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ اور فقیر مؤلف کا گمان ہے کہ آنحضرتؐ بعثت سے قبل اپنی ہی شریعت پر عمل کرتے تھے اور خدا کی جانب سے الہام اور وحی ان کو ہوتی تھی اور رُوح القدس سے حضرتؐ کی تائید ہوتی تھی۔ چالیس سال کی عمر میں خلائق پر مبعوث ہوئے اور رسالت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ چنانچہ نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے لیئے اسی وقت سے جبکہ آپؐ شیر خوار تھے خدا نے ایک فرشتہ کو آپؐ کے ساتھ مقرر کیا تھا جو آپؐ کو شب و روز مکارمِ اخلاق اور محاسن آداب پر قائم رکھتا تھا۔ حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل اس کے کہ جبریلؑ آپؐ پر نازل ہوں اسباب نبوت ملاحظہ فرماتے تھے اور فرشتوں کی آواز سُنتے تھے یہانتک کہ جبریلؑ رسالت کے ساتھ اُن پر نازل ہوئے اور حضرتؐ جبریلؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دوسری حدیثِ معتبر میں منقول ہے کہ ایک روح خلق جبریلؑ و میکائیلؑ سے بزرگتر ہے جو ہمیشہ سرورِ کائنات کے ساتھ رہتی تھی اور حضرتؐ کو رشد و ہدایت اور راہِ حق پر قائم رکھتی تھی؛ اور وہی رُوح ائمۂ معصومین علیہم السلام کے ساتھ بھی رہتی ہے جو ان کو علوم سے فیضیاب رکھتی ہے اور ان کے زمانۂ طفلی میں ان کی مربی اور مؤید رہتی ہے۔ اس بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو انشاءاللہ کتاب امامت میں بیان ہونگی۔

احادیث معتبرہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ کے پاس آتے تو غلاموں کی طرح خدمتِ اقدس میں بیٹھتے تھے۔ اور جب آتے تو گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوتے اس مقام پر

جس کو اب مقام جبرئیلؑ کہتے ہیں۔ اور جب تک اجازت نہ ملتی گھر کے اندر داخل نہ ہوتے۔ دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوتے کہ غشی طاری ہوجاتی اور پسینہ جاری ہوجاتا۔ یہ نزولِ وحی کی علامت تھی۔ اس حالت کے بارے میں حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پوچھا فرمایا یہ صورت اُس وقت ہوا کرتی تھی جبکہ خداوند عالم براہِ راست حضرتؐ پر وحی نازل فرماتا تھا کسی ملک کا درمیان میں واسطہ نہ ہوتا۔ حضرتؐ پر کلامِ الٰہی کی دہشت اور اس کی بے انتہا عظمت و جلالت کے سبب یہ حالت طاری ہوتی تھی۔ جبرئیلؑ کے نازل ہونے کے وقت یہ حالت نہ ہوتی بلکہ جبرئیلؑ بغیر اجازت حضرتؐ کے گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ جب حضرتؐ کی خدمت میں آتے تو غلاموں کے مانند بیٹھتے تھے۔ حدیثِ معتبر میں جناب امیرؑ سے منقول ہے کہ پیغمبروں پر خدا کی وحی کے نزول کی مختلف قسمیں ہیں۔ ایک خدا کی جانب سے پیغام لے کر فرشتوں کا نازل ہونا، ایک براہِ راست خدا کا پیغمبروں سے گفتگو فرمانا، اور ایک یہ کہ درمیان کسی فرشتہ کا ہونا۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ وحی تم کو کہاں سے حاصل ہوتی ہے؟ انہوں نے عرض کی اسرافیلؑ سے۔ پوچھا اسرافیلؑ کو کیونکر ملتی ہے؟ عرض کی ان کے دل پر نازل ہوتی ہے۔ اور علی بن ابراہیم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اسرافیلؑ حاجب پروردگار عالم ہیں اور محل صدور وحی سے تمام خلق سے نزدیک تر ہیں۔ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان یاقوت سُرخ کی ایک لوح ہے۔ جب خدا کا حکم صادر ہوتا ہے وہ لوح اسرافیلؑ کی پیشانی سے ٹکراتی ہے تو وہ لوح پر نظر کرتے ہیں اور جو کچھ اس میں ہوتا ہے ہم کو سپرد کرتے ہیں اور ہم اطراف زمین و آسمان میں اس کو پہنچا دیتے ہیں۔ انہی حضرتؑ سے دوسری روایت ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کے بعد جب اہلِ آسمان نے چونکہ وحی نہیں سُنی تھی اور آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کے وقت قرآن کی وحی کی ایک صدائے عظیم جیسے لوہا پتھر سے ٹکراتا ہے سماعت کی تو بیہوش ہوگئے۔ جب وہ آواز برطرف ہوتی جناب جبرئیلؑ زمین کی طرف روانہ ہوتے جیسے جیسے نچلے آسمانوں پر پہنچتے جاتے تھے وہاں کے ساکنوں کی دہشت دور ہوتی جاتی تھی۔ اور عیاشی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرتؐ پر سورۂ مائدہ نازل ہوا حضرتؐ استر شہبا پر سوار تھے وحی کے سبب حضرتؐ اس قدر گراں ہوگئے کہ وہ خچر چلنے سے رُک گیا اور اس کی پشت خم ہوگئی۔ پیٹ قریب تھا کہ زمین سے لگ جائے۔ آنحضرتؐ بے ہوش ہوگئے اور آپ کا ہاتھ منبہ بن وہب کے سر پر تھا جب وہ حالت زائل ہوگئی آپؐ نے سورۂ مائدہ پڑھ کر سُنائی۔ ابن طاؤس نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ عثمان بن مظعون نے بیان کیا کہ ایک روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ سے مکہ میں گزر رہا تھا میں نے آنحضرتؐ کو دروازہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا میں بھی بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ دفعتہً میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھیں آسمان کی جانب اُٹھ گئیں اور کچھ دیر تک حضرتؐ اپنی آنکھوں کو داہنی جانب پھرائے رہے اور سرِ اقدس کو حرکت دیتے رہے جیسے کوئی شخص کسی سے گفتگو کرتا ہے اور کسی کی باتیں سُنتا ہے تھوڑی دیر کے بعد بہت دیر تک آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر بائیں جانب دیکھا بعد میں میری جانب نظر کی اور چہرہ اقدس سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے کبھی آپؐ کی یہ حالت نہیں دیکھی تھی فرمایا اب تو دیکھی میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ پر نازل ہوئے تھے اور یہ آیت لائے تھے:-

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ [1] (آیت ۹۰ سورۃ النحل پ ۱۴) عثمان کہتے ہیں کہ میں آنحضرتؐ کی خدمت سے اُٹھ کر حضرت ابوطالبؑ کے پاس آیا اور یہ آیت ان کو سُنائی۔ انہوں نے فرمایا کہ اے غالب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو تاکہ ہدایت پاؤ اور رستگار رہو۔ خدا کی قسم وہ تم کو مکارمِ اخلاق کی دعوت دیتے ہیں۔

اور شیخ طوسیؒ نے بسندِ معتبر حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہر صبح حضرت امیر المومنینؑ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضورؐ بھی سب سے زیادہ انہی کا آنا پسند کرتے تھے۔ ایک روز وہ آئے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ صحن خانہ میں سوئے ہوئے ہیں اور آپؐ کا سرِ اقدس دحیہ کلبی کی آغوش میں ہے۔ امیر المومنین نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ" سرورِ عالم کا کیسا مزاج ہے؟ دحیہ نے کہا اے برادرِ رسولؐ وہ بخیر ہیں جناب امیرؑ نے کہا خدا تم کو جزائے خیر دے۔ دحیہ نے کہا میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ میرے پاس ایک ہدیہ ہے جو میں آپ کے لئے لایا ہوں۔ آپ مومنوں کے امیر اور اپنے شیعوں کو جنّت میں لے جانے والے ہیں۔ اور بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولادِ آدم میں سب سے بہتر ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں روزِ قیامت لوائے حمد ہوگا۔ آپ آنحضرتؐ کے ساتھ اور آپ کے شیعہ سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ وہ شخص نجات یافتہ ہے جو آپ کو دوست رکھتا ہے؛ اور وہ نجات سے محروم ہے جو آپ کی ولایت کا منکر ہے جس شخص نے آپ کو دوست رکھا اُس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھا اور جو شخص آپ کو دشمن رکھتا ہے درحقیقت وہ محمدؐ کی دشمنی کے سبب دشمن رکھتا ہے اور حضرتؐ کی شفاعت سے محروم ہے۔ میرے نزدیک آئیے کیونکہ آپ اس کے زیادہ سزاوار ہیں۔ اور آنحضرتؐ کا سرِ مبارک ان کی گود میں دے دیا۔ اور چلے گئے جب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا یہ کس کی آواز تھی یا علیؑ تم کس سے باتیں کر رہے تھے؟ عرض کی دحیہ کلبی تھے۔ فرمایا نہیں۔ وہ جبرئیلؑ تھے اور تم کو اس نام سے یاد کیا جو نام تمہارا خدا نے رکھا ہے۔ اُسی نے تمہاری محبت مومنوں کے دلوں میں ڈال دی ہے اور تمہارا رُعب کافروں کے سینہ میں جاگزین کر دیا ہے۔

حمیری نے بسندِ معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ چند روز کے لئے وحی کا نازل ہونا بند ہوگیا۔ تو لوگوں نے پوچھا یا حضرت نزولِ وحی کیوں بند ہے؟ فرمایا کیونکر نازل ہو حالانکہ تم لوگ ناخن نہیں کٹواتے اور بدبو سے آلودہ رہتے ہو۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابلیس ملعون نے چار مرتبہ فریاد کی اوّل جس روز کہ راندۂ درگاہِ ایزدی ہوا، دوسرے جبکہ اُس کو زمین پر بھیجا گیا، تیسرے جس وقت آنحضرتؐ مبعوث برسالت ہوئے، چوتھے جس روز سورۂ حمد نازل ہوئی۔

[1] اس میں شک نہیں کہ خدا انصاف اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے اور قرابتداروں کو (کچھ) دینے کا حکم دیتا ہے اور بدکاری اور [illegible] تم نصیحت حاصل کرو [illegible]

علی بن ابراہیم نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو مبعوث برسالت فرمایا جبریلؑ کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پروں سے زمین کھودی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے چھوڑ دی تو ایسا ہوا کہ آنحضرتؐ ہر سرزمین کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کوئی اپنے ہاتھوں کو دیکھتا ہے اور مشرق و مغرب کے ہر شہر کو ملاحظہ فرماتے اور وہاں کے رہنے والوں سے انکی زبان میں باتیں کرتے تھے اور اپنے دین کی دعوت دیتے تھے۔ اور خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے ایسا انتظام فرمایا کہ ہر شہر کے لوگ آپؐ کو دیکھتے اور آپ کی آواز سنتے اور آپؐ کی رسالت کو سمجھتے تھے۔

علی بن ابراہیمؒ، ابن شہر آشوب اور شیخ طبرسیؒ بلکہ تمام محدثین و مفسرین نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ قبل بعثت اپنی قوم سے کنارہ کش ہو کر کوہِ حرا پر تنہا عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ خداوندِ عالم آپؐ کو روح القدس کی تائید، سچے خوابوں، فرشتوں کی آوازوں اور سچے الہامات کے ساتھ ہدایت فرماتا رہتا تھا اور قرب و محبت و معرفت کے مدارج عالیہ پر ترقی دیتا رہا اور آپؐ کو زیورِ علم و فضل اور اخلاقِ حمیدہ اور آدابِ پسندیدہ سے آراستہ فرماتا رہا۔ ان حالات میں سوائے جناب امیرؑ اور جناب خدیجہؑ کے کوئی آپؐ کا مونس و محرم نہ تھا یہانتک کہ جب آپؐ کی عمر سینتیس سال کی ہوئی آپؐ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ آپؐ کو ندا دے رہا ہے کہ یا رسولؐ اللہ۔ اس کے بعد ایک روز حضرت ابوطالبؑ کی بھیڑیں چراتے ہوئے مکہ کی پہاڑیوں پر حضرتؐ کا گذر ہوا وہاں آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے آپؐ کو یا رسولؐ اللہ کہہ کر خطاب کیا۔ آپؐ نے پوچھا تم کون ہو وہ بولے میں جبریلؑ ہوں خدا نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے کہ آپؐ کو رسالت کی خوشخبری دوں۔ جبریلؑ نے اپنا پیر زمین پر مارا تو ایک چشمہ جاری ہوا۔ جبریلؑ نے وضو کیا اور آنحضرتؐ کو وضو کرنا سکھایا تو حضرتؐ نے وضو کیا پھر نماز کی تعلیم دی اور آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو تعلیم دی اور ان کے ساتھ نمازِ ظہر ادا فرمائی۔ بیت الشرف واپس گئے تو نمازِ عصر جناب خدیجہؑ کے ساتھ پڑھی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت ابوطالبؑ حضرت جعفرؑ کو لیے ہوئے آئے دیکھا کہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ اور جناب خدیجہؑ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ ابوطالبؑ نے حضرت جعفرؑ سے کہا کہ اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ تم بھی نماز پڑھو تو وہ بھی نماز میں شریک ہو گئے۔ اور حدیث معتبر میں حضرت جعفر صادق صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابطح میں میں اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے سو رہا تھا۔ علیؑ میری داہنی جانب اور جعفر طیارؑ بائیں جانب اور جناب حمزہؑ میرے پائنتی سوئے ہوئے تھے۔ ناگاہ میں نے جبریلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ کے پروں کی آواز سنی اور مجھے دہشت طاری ہوئی۔ تو میں نے سنا کہ جبریلؑ سے اسرافیلؑ پوچھ رہے تھے کہ ان چاروں میں سے ہم کس کے پاس بھیجے گئے ہیں؟ تو جبریلؑ نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا ان کے پاس۔ انہی کا نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہی بہترین پیغمبران ہیں، اور وہ جوان کی داہنی جانب سوئے ہیں ان کے بھائی اور وصی اور بہترین اوصیا ہیں، اور جو بائیں جانب ہیں جعفر بن ابی طالبؑ ہیں وہ دو رنگین پروں کے ساتھ بہشت میں پرواز کریں گے، اور وہ دوسرے حمزہؑ ہیں جو قیامت کے روز سید الشہدا ہوں گے۔ اور دوسری روایت کے مطابق جبریلؑ حضرتؐ کے

سر کے پاس اور میکائیلؑ پائنتی بیٹھے اور حضرتؐ کو ادب کے سبب بیدار نہ کیا۔ وہ جب خود بیدار ہوئے تو جبریلؑ نے خدا کا پیغام پہنچایا۔ وہ جب اٹھے اور جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دامن سے لپٹ گئے اور پوچھا تم کون ہو؟ عرض کی میں جبریلؑ ہوں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ چالیس سال کے ہو گئے اور خدا نے ان کے قلب کو نہایت خاشع اور خاضع اور سب سے زیادہ اپنا فرمانبردار پایا تو حضرتؐ کی آنکھوں میں ایک نور پیدا کیا اور حکم دیا تو آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے۔ فرشتے جوق جوق زمین پر آتے تھے اور حضرتؐ کو دیکھتے تھے۔ اور خدا نے اپنی رحمت ساق عرش سے آنحضرتؐ تک متصل کر دی۔ اس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اس طرح کہ آسمان و زمین کو گھیر لیا۔ اور آنحضرتؐ کا بازو پکڑ کے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پڑھو۔ فرمایا کیا پڑھوں؟ کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (پ ۳۰، آیت ۱و۲ سورۃ علق) پھر خدا کی وحی ان کو پہنچائی۔ دوسری روایت کے مطابق دوسری مرتبہ جناب جبریلؑ و میکائیلؑ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور کرسیٔ عزت و کرامت حضرتؐ کے لیئے لائے اور تاجِ نبوت حضرتؐ کے سرِ اقدس پر رکھا اور لوائے حمد حضرتؐ کے ہاتھ میں دیا اور کہا اس کرسی پر تشریف رکھیئے اور خدا کی حمد کیجیئے۔ دوسری روایت کے مطابق وہ کرسی یاقوت سرخ کی تھی؛ اس کے پائے زبرجد اور مروارید کے تھے۔ جب فرشتے واپس گئے تو آپؐ کوہِ حرا سے نیچے تشریف لائے آپؐ کو انوارِ جلال گھیرے ہوئے تھے کہ کسی کو تاب نہ تھی کہ حضرتؐ کو دیکھ سکے۔ حضرتؐ جس درخت، پتی اور پتھر کی طرف سے گزرتے تھے سب حضرتؐ کو سجدہ کرتے اور بزبان فصیح کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ جب حضرتؐ خانۂ خدیجہؑ میں داخل ہوئے آپؐ کے خورشید جمال کی شعاعوں سے سارا مکان منور ہو گیا۔ خدیجہؑ نے عرض کی اے محمدؐ یہ نور کیسا ہے جو میں آپ میں دیکھ رہی ہوں؟ فرمایا یہ نورِ رسالت ہے کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ انہوں نے کہا کہ میں برسوں سے آپؐ کی پیغمبری کا حال جانتی ہوں۔ پھر کلمہ شہادتین پڑھ کر ایمان لائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سردی محسوس ہو رہی ہے مجھے کوئی چادر اُڑھا دو۔ حضرتؐ لیٹے؛ خدا کی جانب سے ندا پہنچی کہ يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (پ ۲۹، آیت ۱تا۳، سورۃ المدثر) اے چادر اوڑھنے والے اٹھو اور لوگوں کو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈراؤ اور اس کی بزرگی بیان کرو۔ حضرتؐ یہ سن کر اٹھے اور اپنے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ندا کی اَللّٰہُ اَکْبَرُ حضرتؐ کی آواز موجودات میں جس جس تک پہنچی اس نے حضرتؐ کی موافقت کی۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنینؑ صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے منقول ہے کہ اس وقت سوائے خانۂ رسولؐ کے ایک گھر بھی اسلام میں داخل نہ ہوا تھا۔ میں اور خدیجہؑ نورِ وحی و رسالت کو دیکھتے اور خوشبوئے پیغمبری سونگھتے تھے اور ہم نے شیطان لعین کے فریاد و فغان کی آواز سنی جبکہ آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی۔ میں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ یہ نالہ و فریاد کیسی ہے فرمایا کہ یہ شیطان لعین کی آواز ہے۔ وہ اب نا امید ہو گیا کہ لوگ اس کی عبادت کریں گے۔ اے علیؑ جو کچھ تم سنتے ہو میں بھی سنتا ہوں اور جو تم دیکھتے ہو میں بھی دیکھتا ہوں۔ لیکن تم پیغمبر نہیں ہو بلکہ میرے وزیر ہو۔

اور تمہارا انجام بخیر ہے۔

طبرسیؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اُسی زمانہ میں مکہ میں قحط عظیم رونما ہوا تھا، جناب ابوطالب کثیر العیال تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عباس سے کہا تمہارے بھائی ابوطالب کے عیال زیادہ ہیں اور لوگوں میں اس قدر تنگی ہو رہی ہے آؤ ان کے عیال میں تخفیف کریں۔ پھر آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ کو لے لیا اور ان کی تربیت فرمائی وُہ ہمیشہ حضرتؐ کے ساتھ رہتے تھے یہاں تک کہ جب آپؐ مبعوث ہوئے سب سے پہلے جناب امیر علیہ السلام آپؐ پر ایمان لائے۔

بسند ہائے بسیار عفیف سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ مَیں ایک مرد تاجر تھا حج کے دنوں منیٰ میں آیا اور عباس کے ہاتھ کچھ مال فروخت کرنے کے لیے اُن کے پاس گیا۔ ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ خیمہ سے برآمد ہوا اور آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔ اُس نے دیکھا کہ آفتاب کو زوال ہو گیا ہے تو نماز کے لیے کھڑا ہو گیا، پھر ایک لڑکا برآمد ہوا اور وُہ اُس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی وُہ اُس کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور ان سب نے نماز پڑھی۔ مَیں نے عباس سے پُوچھا کہ یہ کونسا دین ہے مَیں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا ہے۔ اُنہوں نے کہا یہ محمدؐ بن عبداللہ ہیں اُن کا دعوٰے ہے کہ خدا نے اُن کو نبوّت عطا کی ہے، اور بیان کرتے ہیں کہ قیصر و کسرٰے کے خزانے ان کے واسطے غنیمت میں حاصل ہوں گے۔ اور وُہ خاتون خدیجہؓ ان کی زوجہ ہیں اور وُہ لڑکا ان کے چچا ابوطالبؑ کا بیٹا ہے جو اُن پر ایمان لایا ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور اُن کے ساتھ ایمان نہیں لایا۔ عفیف آرزو کرتے تھے کہ کیسا خوش نصیب میں ہوتا اگر اُسی روز ایمان لایا ہوتا۔

دُوسری روایت میں منقول ہے کہ جناب خدیجہ نے ورقہ بن نوفل سے جا کر کہا جو اُن کے چچازاد بھائی تھے اور دین عیسٰےؑ پر قائم تھے، کتب آسمانی پڑھے ہوئے تھے، بوڑھے اور نابینا تھے، کہ جبریلؑ کون ہے۔ ورقہ نے کہا قدوس قدوس کس طرح تم کو معلوم ہوا ایسے شہر میں جہاں خدا کی عبادت نہیں کی جاتی۔ خدیجہؓ نے کہا محمدؐ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جبریلؑ اُن کے پاس آتے تھے۔ انہوں نے کہا وُہ سچ کہتے ہیں۔ مَیں نے اُن کے اوصاف کتابوں میں پڑھے ہیں۔ جبریلؑ ناموس بزرگ ہیں جو جناب موسٰیؑ و عیسٰیؑ علیہم السلام پر نازل ہوتے تھے۔ مَیں نے توریت و انجیل میں پڑھا کہ خداوند عالم ایک پیغمبر مبعوث کرے گا جو یتیم ہوگا، خدا اُس کو پناہ دے گا، وُہ فقیر ہوگا خدا اُس کو دُنیا والوں سے بے نیاز کر دے گا۔ وُہ پانی پر چلے گا اور مُردوں سے گفتگو کریگا اور سنگ و درخت اس کو سلام کریں گے اور اُس کی پیغمبری کی گواہی دیں گے۔ پھر ورقہ نے کہا کہ مَیں نے تین رات مسلسل خواب دیکھا کہ خدا نے ایک پیغمبر مکّہ کی طرف بھیجا ہے۔ مَیں لوگوں میں اُس سے بہتر سزاوار نبوّت کسی اور کو نہیں پاتا۔ پھر خدیجہؓ عداس راہب کے پاس گئیں جو علمائے نصارٰے میں سے تھا۔ وُہ اس قدر بُوڑھا ہو گیا تھا، کہ اُس کے ابرو اُس کی آنکھوں پر لٹک آئے تھے۔ خدیجہؓ نے کہا مجھے جبریلؑ کے بارے میں خبر دیجئے عداس یہ سُنتے ہی سجدہ میں گر پڑا اور بولا قدوس قدوس جبریلؑ کا نام ایسے شہر میں کس سے سُنا جہاں لوگ خدا کی عبادت نہیں کرتے۔ خدیجہؓ نے اُس کو قسم دی کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ اور کہا محمدؐ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جبریلؑ اُن کے پاس آتے ہیں۔ عداس نے کہا جبریلؑ خدا کے ناموس بزرگ ہیں جو جناب موسٰیؑ و عیسٰیؑ پر نازل ہوا کرتے

تھے۔ عداس نے کہا کبھی شیطان بھی فرشتے کی صورت میں آتا ہے۔ میرا یہ تعویذ ان کے پاس لے جاؤ اگر شیطان یا جن ہوگا تو اُن سے برطرف ہو جائے گا اور اگر واقعی یہ امر خدا کی جانب سے ہے تو ان کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ جناب خدیجہؓ وہاں سے واپس آئیں تو دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے ہیں اور جبریلؑ یہ آیتیں حضرتؐ کو سُنا رہے ہیں۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ (پ ۲۹ آیت ۱ تا ۲ سورۃ قلم)۔ بحق نون و قلم اور جو کچھ لوگ لکھتے ہیں قلم کی قسم تم اپنے پروردگار کی نعمتوں کے سبب دیوانے نہیں ہو اور جو کچھ تم دیکھتے ہو وُہ جن اور شیطان میں سے نہیں ہے۔ خدیجہؓ نے یہ آیتیں سُنیں تو خوش ہو گئیں پھر عداس حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور جو علامتیں کتابوں میں پڑھی تھیں حضرتؐ میں مشاہدہ کیں اور کہا مَیں چاہتا ہوں کہ آپؐ مہرِ نبوّت مجھے دکھائیں۔ جب اُس کی نظر مُہرِ نبوت پر پڑی سجدہ میں گر گیا اور کہا قدوس قدوس خدا کی قسم آپ ہی وُہ پیغمبر ہیں جس کی خوشخبری حضرت موسٰیؑ و عیسٰےؑ علیہم السلام نے دی ہے۔ پھر جناب خدیجہؓ سے کہا کہ حضرتؐ سے امرِ عظیم اور خبر بزرگ ظاہر ہوگی۔ اور حضرتؐ سے پُوچھا کیا آپ جہاد پر بھی مامور ہوئے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا نہیں۔ عداس نے کہا لوگ آپؐ کو اس شہر سے نکال دیں گے آپ جہاد پر مامور ہوں گے۔ اگر مَیں اُس وقت تک زندہ رہا تو آپؐ کے ساتھ کافروں سے جنگ کروں گا۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب جبریلؑ نوروز کے دن آنحضرتؐ پر نازل ہوئے تھے۔

شیخ طبرسی، ابن طاؤس، ابن شہر آشوب اور تمام محدثین خاصہ و عامہ نے متعدد طریق سے روایت کی ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (پ ۱۹ آیت ۲۱۴ سورۃ الشعرا) نازل ہوئی اور اہلبیتؑ کی قرأت کے مطابق ساتھ ہی وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ بھی۔ یعنی اپنے قرابتداروں اور مخلص لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈراؤ۔ تو آنحضرتؐ نے امیرالمومنینؑ کو بلا کر فرمایا کہ ایک صاع گندم کی روٹیاں اور ایک ران گوسفند کا اور ایک پیالہ دُودھ کا انتظام کرو۔ اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے لوگوں کو دعوت دو کہ شعب ابیطالب میں حاضر ہوں۔ حضرت علیؑ نے ان کو بلایا۔ وُہ چالیس افراد تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق تینتالیس اور ایک روایت کی بناء پر دس اشخاص تھے۔ ابولہب نے کہا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھتے ہیں کہ اتنی چیزوں سے ہم لوگوں کو سیر کر دیں گے۔ حالانکہ ہم میں سے ہر ایک ایک گوسفند کھا جاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور بڑا قدحہ دُودھ پی جاتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا۔ غرض وُہ لوگ خانۂ ابوطالبؑ میں جمع ہوئے جن میں آنحضرتؐ کے چچا عباس، حمزہ، ابوطالب اور ابولہب بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے رسم جاہلیت کے مطابق سلام کیا۔ حضرتؐ نے اسلام کے طریقہ پر سلام کا جواب دیا جو اِن پر گراں گزرا۔ امیرالمومنینؑ نے گوشت کا سالن تیار کیا اور دُودھ کے پیالے کے ساتھ سب کے سامنے رکھا۔ آنحضرتؐ نے اپنا دست مبارک سالن پر رکھا پھر فرمایا بسم اللہ خدا کا نام لے کر کھاؤ۔ یہ جملہ بھی ان کو پسند نہ آیا۔ چونکہ وُہ لوگ بہت بھُوکے تھے بغیر کچھ اعتراض کئے کھانے لگے یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا بدستور باقی رہا۔ جب حضرتؐ نے اُن سے کچھ کہنا چاہا تو ابولہب پہلے بول اُٹھا کہ دیکھا محمدؐ نے کیسا جادُو کیا کہ تم کو اس قدر قلیل طعام سے سیر کر دیا اور کھانا ابھی باقی ہے۔ حضرتؐ کچھ نہ بولے اور وُہ سب لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ آج اس شخص نے سبقت

کی اس لیئے میں نے کچھ نہیں کہا۔ کل پھر اسی طرح کھانے کا انتظام کر کے ان کو بلاؤ تاکہ میں اپنی رسالت ان کو پہنچاؤں۔ امیر المومنین کہتے ہیں کہ دوسرے روز اسی طرح میں نے انتظام کیا جب وہ لوگ کھانا کھا چکے تو حضرتؐ نے فرمایا اے فرزندان عبدالمطلب میں نہیں سمجھتا کہ عرب میں کوئی شخص اپنی قوم کے لیئے مجھ سے بہتر کوئی چیز لایا ہو۔ میں تمہارے واسطے دنیا و آخرت کی نیکی لایا ہوں۔ بتاؤ اگر میں یہ کہوں کہ عنقریب تمہارا دشمن صبح و شام میں تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم باور کرو گے ؟ وہ بولے بیشک ! کیونکہ ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یاد رکھو کسی کا خیر خواہ اُس سے جھوٹ نہیں بولتا۔ بے شک خداوند عالم نے مجھ کو تمام عالم کی جانب اپنا رسُول مقرر کیا اور مجھے حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور قرابتداروں کو اُس کے دین کی دعوت دوں اور عذاب آخرت سے ڈراؤں۔ تم میرے قرابت دار ہو اور یہ کھانا جو تم نے کھایا ہے اس میں میرا معجزہ بنی اسرائیل کے مائدہ کے مانند تم نے مشاہدہ کر لیا۔ جو شخص اس کھانے کے بعد مجھ پر ایمان نہ لائے گا خدا اُس کو ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا کہ خلق میں کسی کو نہ کیا ہو گا۔ اے فرزندانِ عبدالمطلب خدا نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اُس کے واسطے اُس کے اہل سے اُس کا ایک بھائی، وصی اور وارث مقرر کیا ہے۔ لہٰذا تم میں سب سے پہلے جو شخص مجھ پر ایمان لائے گا وہ میری اُمت میں میرا بھائی، وصی، وزیر، وارث اور خلیفہ ہو گا اور میرے نزدیک اُس کی وہی نسبت ہو گی جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے نزدیک تھی۔ لہٰذا میری بیعت کے لیئے کون سبقت کرتا ہے جو میرا بھائی بنے اور میری مدد کرے اور مخالفوں کے مقابلہ میں میرا معین و یاور رہو۔ میں اُسی کو اپنا وصی، وزیر اور اپنا خلیفہ بناؤں گا تاکہ وہ میری جانب سے تبلیغ کرے میرے بعد میرا قرض ادا کرے اور میرے وعدوں کو پورا کرے۔ اگر تم میں سے کوئی میری بیعت پر سبقت نہیں کرتا تو وہ کرے گا جس کے ساتھ حق ہو گا۔ حضرتؐ نے جب اپنی گفتگو تمام کی تو سب ساکت تھے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر امیر المومنینؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا میں آپ کی بیعت کرتا ہوں ہر اُس شرط پر جو آپ فرمائیں، اور آپ جو حکم دیں میں بجالاؤں۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تم سے جو لوگ بزرگ ہیں شاید اُن میں سے کوئی آمادہ ہو۔ پھر حضرتؐ نے دوسری مرتبہ فرمایا، پھر وہ لوگ خاموش رہے اور حضرت علیؑ اُٹھ کھڑے ہوئے آخر تیسری مرتبہ حضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو اپنے پاس بُلایا۔ آپؑ نے آنحضرتؐ سے بیعت کی۔ حضرتؐ نے اُنکے دہن میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور دونوں شانوں کے درمیان اور سینہ پر بھی مل دیا۔ یہ دیکھ کر ابولہب علیہ اللعنۃ بولا کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کو جس نے آپ کی اطاعت قبول کی ہے اچھا انعام دیا کہ اُس کے منہ میں اپنا لعاب دہن بھر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے اُس کو علم و حلم و فہم و دانش سے بھر دیا۔ یہ سُنکر وہ لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہر نکل گئے اور ہنستے ہوئے ابوطالبؑ سے کہا کہ تم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو۔

احادیثِ صحیحہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ پر جب سے وحی نازل ہونے کا سلسلہ شروع ہوا آپؐ تیرہ سال تک مکہ میں رہے اور تین سال اور ایک روایت کے مطابق پانچ سال تک پوشیدہ اور مشرکین قریش سے خائف رہے اور سوائے علیؑ بن ابی طالب اور جناب خدیجہؓ کے کوئی ایکا رفیق و غمخوار نہ تھا

یہانتک کہ خدا نے آیۂ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (آیت ۹۴، پ۱۴، سورۃ الحجر) نازل فرمائی یعنی جس امر پر تم مامور ہوئے اُس کو بالاعلان بیان کرو اور مشرکین سے رُوگرداں رہو اور ان کی پرواہ مت کرو۔

حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ اور حضرت خدیجہؓ سے پہلے کسی نے آپؐ کی دعوت قبول نہ کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں سے خوفزدہ تھے اور کشائش کا انتظار کر رہے تھے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکم دیا کہ علانیہ دعوتِ دین دو اور تبلیغ کرو۔ پھر تو آنحضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اور حجرِ اسمٰعیلؑ کے پاس کھڑے ہو کر با آوازِ بلند ندا کی کہ اے گروہِ قریش اور عرب کے لوگو ! میں تم کو خدا کی وحدانیت کے اقرار اور اپنی پیغمبری کی شہادت کی دعوت دیتا ہوں اور بُت پرستی ترک کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ میری بات مانو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو قبول کرو تو عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے اور بہشت میں بھی سلطنت حاصل ہو گی۔ یہ سُنکر قریش نے آپؐ کا مذاق اُڑایا۔ اور ابولہب نے کہا تمہارے لیئے ذلت ہو کیا تم نے اسی واسطے ہم کو بلایا تھا۔ اُس وقت سُورۃ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ (پ۳۰ آیت ۱ سورۃ لہب) نازل ہوئی۔ کفار قریش کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیوانہ ہو گئے ہیں (معاذ اللہ) اور اپنی زبان سے حضرتؐ کو آزار پہنچانے لگے لیکن حضرت ابوطالبؑ کے خوف سے کوئی جسمانی تکلیف نہیں پہنچا سکتے تھے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ آنحضرتؐ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو حضرت ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہم کو احمق کہتا ہے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے ہمارے جوانوں کو مفسد کہتا ہے اور ہمارے گروہ کو پراگندہ کرتا ہے۔ اگر مالی پریشانی کے سبب وہ یہ سب کچھ کرتا ہے تو ہم اس کیلئے اس قدر مال جمع کر دیں کہ وہ تمام قریش سے زیادہ مالدار ہو جائے، اور قریش کی جس عورت سے وہ چاہے اُس کی شادی کر دیں اور اُس کو اپنا حاکم بنا لیں، لیکن وہ ہمارے خداؤں سے ہاتھ اُٹھا لے۔ جناب ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ سے کہا یہ کیسی گفتگو ہے کہ تمہاری قوم فریاد کر رہی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا چچا جان یہ وہ دین ہے جس کو خدا نے اپنے پیغمبروں کے لیئے پسند فرمایا ہے اور مجھ کو دین حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے حضرت ابوطالبؑ نے کہا جانِ عم قوم کے لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر وہ لوگ میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب بلکہ ساری دنیا مجھ کو دے دیں، پھر بھی میں اپنے پروردگار کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔ میں تو صرف ایک بات اُن سے چاہتا ہوں اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جائیں اور بہشت میں بھی اُن کو سلطنت حاصل ہو گی۔ پوچھا وہ کیا؟ فرمایا وہ گواہی دیں اور اقرار کریں کہ خدا ایک ہے اور میں اُس کا رسُول ہوں۔ وہ لوگ بولے کہ ہم تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ دیں اور ایک خدا کو پوجیں یہ تو بہت ہی عجیب بات ہے۔ غرض چند روز کے بعد پھر وہ لوگ ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں اور ہمارے سردار ہیں آپ کے بھتیجے نے ہم کو پراگندہ کر دیا ہے۔ ہم اُس کے عوض آپ کو عمارہ بن ولید کو دیتے ہیں جو بہت زیادہ خوبصورت اور قریش میں سب سے زیادہ نیک ہے۔ آپ اس کو فرزندی میں لے لیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے سپرد کر دیں، تاکہ ہم اس کو قتل کر دیں۔ ابوطالبؑ

نے فرمایا تم نے کیا خوب انصاف کیا۔ مَیں اپنے بچّہ کو تمہیں دے دوں کہ تم اس کو مار ڈالو، اور غیر کے لڑکے کو لے کر پرورش کروں۔

عیاشی نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جب مشرکین حضرتؐ کی طرف سے گزرتے کپڑے سے اپنا چہرہ چھپا لیتے تھے تاکہ حضرتؐ ان کو نہ دیکھیں، اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ (پ آیت سورۂ ہود)

کلینی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ابوجہل ملعون نے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت ابوطالبؑ کے پاس آکر کہا کہ تمہارے بھتیجے نے ہم کو اور ہمارے خداؤں کو اذیت دی ہے اُس کو بلا کر کہو کہ ہمارے خداؤں کا ذکر کرنے سے باز رہے۔ حضرت ابوطالبؑ نے پیغمبر خدا کو بلایا وُہ آئے تو مشرکوں کو دیکھ کر فرمایا وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (پ آیت سورۂ طٰہٰ) "سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کی پیروی کرے" اور بیٹھ گئے۔ ابو طالبؑ نے فرمایا یہ لوگ آئے ہیں اور ایسا کہتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا ممکن ہے کہ ایسی بات یہ لوگ کہیں جو اس سے بہتر ہو جس کے سبب سے عرب میں بلند ہوں اور تمام عرب پر مسلّط ہو جائیں۔ ابوجہل لعین نے کہا ہاں ممکن ہے۔ بتاؤ وُہ بات کیا ہے؟ فرمایا کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ جب انہوں نے یہ سُنا، تو اپنے کانوں میں اُنگلیاں ڈال لیں اور باہر نکل گئے۔ اور بھاگے یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے سُنا ہے کہ اس دین میں آخرت کی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ یہ محض افترا ہے۔ اُس وقت خدا نے سُورۂ صٓ کی ابتدائی آیتیں نازل فرمائیں۔

فرات بن ابراہیم نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت قرآن تمام لوگوں سے بہتر اور خوش آیند تھی۔ جب حضرتؐ نمازِ شب کے لیے اُٹھتے تھے تو ابوجہل اور تمام مشرکین آکر حضرتؐ کی قرأت سُنتے، لیکن جب حضرتؐ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم فرماتے تو وُہ لوگ اپنے کانوں میں اُنگلیاں دے لیتے اور بھاگ جاتے۔ پھر آکر سُنتے۔ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ محمدؐ اپنے خدا کا نام بہت لیتے ہیں کیونکہ وُہ اپنے پروردگار کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے یہ بات سچ کہی۔ حالانکہ وُہ بہت بڑا کذّاب تھا۔ پھر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:- اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (آیت ۴۶ پ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل) "جب تم اے رسُولؐ اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہو وُہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں" حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب حضرتؐ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم فرماتے تھے۔ دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ مشرکوں نے آنحضرتؐ سے کہا کہ تم ایک سال ہمارے خداؤں کی عبادت کرو اور ہم ایک سال تمہارے خدا کی عبادت کریں تو خدا نے سُورۂ قُل یا ایّہا الکافرون (پ سورۂ کافرون) نازل فرمائی تو انکی اُمید منقطع ہو گئی یہ کہ حضرتؐ اُن کے خداؤں کی جانب رغبت کرینگے۔

کلینی نے بسند حسن امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نئے کپڑے پہنے ہوئے مسجد الحرام میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مشرکوں نے اُونٹ کی آنتیں لاکر حضرتؐ کی پُشت اقدس پر ڈال دیں۔ حضرتؐ کے کپڑے گندے ہو گئے۔ آپؐ جناب ابوطالبؑ کے پاس آئے اور کہا چچا جان آپ کے نزدیک

میرا حسب کیا ہے۔ اُنہوں نے پُوچھا اے فرزند اس بات کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے واقعہ بیان کیا حضرت ابوطالبؑ کو یہ سُنکر غیظ آ گیا۔ آپؑ نے جناب حمزہؓ کو بلایا، اپنی تلوار حمائل کی اور جناب حمزہؓ سے کہا اُونٹ کی آنتیں اُٹھا لو۔ پھر حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر قریش کے پاس آئے جو کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضرت ابوطالبؑ کو اس طرح آتے ہوئے دیکھا اور اُن کے چہرے سے آثارِ غضب مشاہدہ کیئے، خوف کی وجہ سے اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکے۔ جناب ابوطالبؑ نے حمزہؓ سے کہا خون گوبر اور آنتوں کی کثافتیں ان کے جسموں پر مل دو۔ جناب حمزہؓ نے خوب اچھی طرح ان کے بدن پر وُہ کثافتیں ملیں پھر جناب ابوطالبؑ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ تمہارا حسب ہمارے نزدیک ایسا ہے۔ اور ابن شہر آشوب اور راوندی کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ ابوجہل ملعون کے کہنے سے عقبہ ابن ابی معیط نے اُونٹ کی آنتیں لاکر حضرتؐ کی پُشت اقدس پر ڈال دیں۔ اُس وقت آپؐ نماز میں مشغول تھے۔ حضرتؐ نے وُہ آنتیں اپنی پُشت سے دُور کیں اور رو کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی پالنے والے قریش کا دفع کرنا، ابوجہل شیبہ اور اُمیہ کا دفع کرنا تیرے ہی اختیار میں ہے۔ جناب عباس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جن لوگوں کا نام حضرتؐ نے اُس روز لے کر دُعا کی تھی سب روزِ بدر قتل ہوئے۔ غرض جب عقبہ کی اس گستاخی کی خبر جناب حمزہؓ کو معلوم ہوئی نہایت غضبناک ہوئے اور مسجد میں آئے۔ ابوجہل کو دیکھا، اُس کی کمان چھین کر اُس کے سر پر ماری اور اُس ملعون کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ لوگ جمع ہو گئے اور جناب حمزہؓ سے اُس ملعون کو چھڑایا اور کہنے لگے کہ شاید اے حمزہ آپ نے بھی محمدؐ کا دین قبول کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور غصّہ میں کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا۔ پھر آنحضرتؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے آیاتِ قرآنی کی اُن کے سامنے تلاوت فرمائی اور اپنی صداقت اُن پر ظاہر کی۔ تو جناب حمزہؓ نے دوبارہ گواہی دی اور دین اسلام میں مستحکم و مضبوط ہو گئے۔ جناب ابوطالب شاد و مسرور ہوتے اور جناب حمزہ کی مدح میں چند اشعار نظم کیئے۔

عیاشی نے بسند معتبر جناب امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم سے بہت اذیتیں اُٹھائیں۔ ایک روز سجدہ میں تھے کہ مشرکوں نے آپؐ کے اُوپر بھیڑ کی اوجھڑی ڈال دی۔ جناب فاطمہ علیہا السّلام تشریف لائیں، حضورؐ ابھی سجدہ ہی میں تھے۔ جناب معصومہؑ نے آپؐ کی پُشت سے وُہ نجاست دُور کی۔ آخر خدا نے حضرتؐ جو چاہتے تھے پُورا کر دیا۔ جنگ بدر میں ایک گھوڑا بھی حضرتؐ کے ساتھ سواری کے لیئے نہ تھا لیکن فتح مکّہ کے دن بارہ ہزار سوار آنحضرتؐ کے گرد تھے اور ابوسفیان اور تمام مشرکین حضرتؐ سے امان طلب کر رہے تھے۔ پھر آنحضرتؐ کے بعد امیر المومنینؑ کو منافقوں کے ہاتھوں آزار و بلائیں دیکھنا پڑیں کیونکہ قوم میں کوئی ان کا مددگار نہ تھا۔ حمزہؓ اُحد میں اور جعفر جنگِ موتہ میں شہید ہو چکے تھے۔

شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ خبّاب کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ کعبہ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں نے قریش کے مظالم کی شکایت کی اور عرض کی یا رسُول اللہؐ آپ ہمارے واسطے دُعا نہیں کرتے یہ سُنکر حضرتؐ کے چہرہ کا رنگ صدمہ کے سبب متغیر ہو گیا۔ فرمایا وُہ مومنین

جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں اُن میں سے بعض کو کلہاڑیوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا بعض کے سروں پر آرہ چلایا گیا۔ ان لوگوں نے صبر کیا اور اپنے دین سے نہیں پھرے۔ لٰہذا تم بھی صبر کرو یقیناً خداوندکریم اس دین کی تکمیل فرماتے گا اور اس دولت کو ایسا پائیدار قرار دے گا کہ اس دین کا ماننے والا تنہا کوہِ صفا سے حضرموت تک سفر کرے گا، اور سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرے گا۔

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے لوگوں کی خاطر داری اور دلجوئی کا اور نماز واجب ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا خداوند رحیم وکریم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور شفقت کرتے رہو۔

بسند موثق حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السّلام سے روایت ہے کہ جب لوگوں نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی خدا نے چاہا کہ آنحضرتؐ کے انتقام کے لیئے تمام اہلِ زمین کو سوائے امیرالمومنینؑ کے ہلاک کر دے اُس وقت جبکہ یہ آیت نازل فرمائی، فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ (آیت ۵۴، پ۲۷، سورۃ الذاریات) اے ہمارے حبیبؐ ان سے لاپروا ہو جاؤ بیشک تم کو کوئی ملامت نہیں کر سکتا۔" پھر خدا نے مومنین پر رحم فرمایا اور آنحضرتؐ سے خطاب فرمایا، وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۲۷ آیت ۵۵ سورۃ الذاریات) اُن کو نصیحت کیئے جاؤ بیشک نصیحت مومنین کو فائدہ پہنچاتی ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خدا نے اظہارِ اسلام کا حکم دیا اور آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی قلت اور مشرکین کی کثرت مشاہدہ فرمائی تو غمگین ہوتے۔ اُس وقت خدا نے جناب جبرئیلؑ کو درخت سدرۃ المنتہیٰ کی ایک پتی دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اس پتی سے آنحضرتؐ اپنا سر دھوئیں۔ حضرتؐ نے تعمیلِ حکم کی اور آپؐ کا رنج وغم زائل ہو گیا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے مجھ کو اس لیئے مبعوث فرمایا ہے کہ تمام بادشاہانِ باطل کو قتل کر دوں اور اے مسلمانوں ملک وبادشاہی تمہارے لیئے قرار دوں۔ تو ابوجہل نے آنحضرتؐ کی حسد وعداوت کے سبب سے کہا کہ خداوندا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو کچھ کہتے ہیں اگر حق ہے اور تیری جانب سے ہے تو ہمارے اُوپر آسمان سے پتھر کی بارش کر یا ہمارے لیئے کوئی عذاب دردناک بھیج۔ پھر کہا کہ ہم اور بنی ہاشم دو گھوڑوں کے مانند تھے جو ایک ساتھ برابر برابر دوڑتے تھے اور ایک دُوسرے کے برابر کے مقابل تھے۔ اب ہم گوارا نہیں کر سکتے کہ وُہ پیغمبری کا دعویٰ کریں اور اُن میں کوئی پیغمبر ہو اور بنی مخزوم میں نہ ہو۔ پھر دُعا کی پالنے والے ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۔ (پ۹ آیت ۳۳ سورۃ انفال) یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ ان لوگوں پر عذاب نازل کرے حالانکہ اے رسُولؐ تم ان میں موجود ہو اور نہ خدا ایسا ہے کہ اُن پر عذاب کرے جبکہ وُہ لوگ استغفار کرتے ہوں۔" کیونکہ ابوجہل لعین نے اس کے بعد آمرزش بھی طلب کی تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیتیں پہنچانے لگے اور آپؐ کو مکہ سے

نکال دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:- وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ۭ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (پ۹ آیت ۳۴ سورۃ انفال) ان کو کیا ہو گیا ہے کہ مومنین کو مسجد الحرام میں جانے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ان کو مسجد الحرام سے کوئی واسطہ نہیں اور سوائے متقین کے مسجد الحرام میں جانے کا کسی کو حق نہیں۔" اور وُہ رسولؐ اور اُن کے اصحاب ہیں۔ آخر خدا نے اُن پر جنگ بدر میں عذاب نازل کیا اور وُہ مارے گئے۔

ابن شہر آشوب نے کثیر بن عامر سے روایت کی ہے کہ ایک روز مکہ میں ابطح کی جانب سے ایک سوار آیا جس کے پیچھے سترہ اُونٹ تھے جن پر ریشمی کپڑے لدے ہوتے تھے اور ہر اُونٹ پر ایک غلام حبشی سوار تھا وُہ سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پُوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے پُوچھا کہ اُن سے کیا کام ہے؟ اُس نے کہا میرے باپ نے وصیت کی ہے کہ ان اونٹوں اور غلاموں کو اُن کے حوالے کر دوں۔ یہ سُنکر ابوالبختر نے ابوجہل کی جانب اشارہ کیا اور کہا جس کو تم تلاش کر رہے ہو وُہ ہیں۔ وُہ ابوجہل کے پاس آیا اور آنحضرتؐ کے جو اوصاف اسکو بتائے گئے اُس میں اُس نے نہ پائے تو کہا تم وُہ نہیں، ہو جس کو میں چاہتا ہوں اور مکہ میں گھومنے لگا یہاں تک کہ حضرتؐ کے پاس پہنچ گیا اور اُن اوصاف کے ذریعہ سے پہچان لیا۔ حضرتؐ کے ہاتھ پیروں کو چُوما حضرتؐ نے فرمایا تم ناجی ابن منذر ہو؟ اُس نے کہا ہاں یارسُولؐ اللہ فرمایا وُہ سترہ اُونٹ کہاں ہیں جن میں سے ہر ایک پر غلام حبشی سوار ہیں اور وُہ سب ریشمی کپڑے پہنے اور زریں کمر ہیں پھر حضرتؐ نے ایک ایک کا نام بتایا اُس نے کہا ہاں یارسولؐ اللہ وُہ سب حاضر ہیں میں ان کو پیش کرنے کے لیئے لایا ہوں۔ فرمایا تمام مال میرے حوالے کرو میں محمدؐ ہوں۔ اُس نے سب اُونٹ اور مال حضورؐ کے سپرد کر دیا۔ تو ابوجہل لعین چلایا کہ اے آلِ غالب اگر محمدؐ کے مقابلہ میں میری مدد نہ کرو گے تو میں تلوار سے اپنا پیٹ پھاڑ لوں گا اور مر جاؤں گا۔ یہ تمام مال کعبہ کا ہے اور محمدؐ چاہتے ہیں کہ خود اُن پر تصرف کریں۔ پھر وُہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور کعبہ کی گلی گلی میں گھومتا رہا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ کئی ہزار اشخاص جمع ہو گئے۔ جب بنی ہاشم کو یہ خبر معلوم ہوئی، ابوطالبؑ تمام اولاد عبدالمطلب کو لے کر سوار ہوتے اور آنحضرتؐ کے گرد جمع ہو گئے پھر ابوطالبؑ اُن کے پاس گئے اور پُوچھا تم لوگ محمدؐ سے کیا چاہتے ہو؟ ابوجہل لعین نے کہا تمہارے برادرزادے نے ہم لوگوں کے ساتھ بڑی خیانت کی ہے۔ اُن میں سے ایک خیانت یہ ہے کہ کچھ مال لوگ کعبہ کے لیئے لائے تھے اس لڑکے نے (محمدؐ نے) ان لوگوں کو فریب دے کر اپنے دین میں شامل کر لیا اور تمام مال اُن سے لے لیا۔ ابوطالبؑ نے فرمایا کہ ٹھہر جائیں جا کر محمدؐ سے حقیقت حال معلوم کرتا ہوں۔ پھر حضرتؐ کے پاس آکر کہا کہ وُہ سب مال ابوجہل کو دے دیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ایک حبّہ بھی اُس کو نہ دُوں گا۔ ابوطالبؑ نے کہا دس اُونٹ تم لے لو اور سات اُس کو دے دو۔ حضرتؐ نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں ان ہدیوں کو اُونٹوں سمیت اُس کے پاس لے چلتا ہوں اور میں اور وُہ دونوں اُونٹوں سے دریافت کریں جس کے بارے میں وُہ اُونٹ کہہ دیں اور گواہی دیدیں یہ مال پھر اُسی کا ہوگا۔ ابوطالبؑ نے ابوجہل لعین کے پاس آکر حضرتؐ کا ارشاد بیان کیا اور کہا محمدؐ نے تمہارے ساتھ انصاف کیا اور کہا ہے کہ کل صبح سُورج نکلنے کے وقت تم لوگ مسجد میں جمع ہو اور اونٹوں کو تمام مال سمیت

حاضر کیا جائے گا۔ اُونٹ جس کی گواہی دیں وُہ سب لے لے۔ یہ سُنکر وُہ سب لوگ واپس چلے گئے۔ دوسرے روز ابوجہل ملعون کعبہ کے پاس آیا اور ہُبل کو سجدہ کیا اور سر اٹھا کر پُورا حال اُس سے بیان کیا اور کہا اے ہُبل ایسا کر دے کہ وُہ اُونٹ مجھ سے ہمکلام ہوں اور میرے واسطے گواہی دیں اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھ کو ملامت نہ کریں۔ مَیں تجھ کو چالیس سال سے پُوج رہا ہوں اور اب تک تجھ سے کوئی حاجت مَیں نے طلب نہیں کی ہے۔ اگر آج تو میری یہ حاجت پُوری کر دے گا تو مَیں تیرے لئے سفید موتی کا قبہ بنوا دوں گا۔ اور تیرے دونوں ہاتھوں کے لئے سونے کے کڑے، اور چاندی کے چھڑے، جواہرات کا ایک تاج مہیا کروں گا۔ اسی اثنائ میں جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لائے، اور اُونٹ مع سامان لائے گئے۔ ابوجہل سے فرمایا کہ تو اُونٹوں سے سوال کر۔ اُس نے ہرچند کوشش کی مگر کسی اُونٹ نے جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد حضرتؐ نے اُونٹوں سے دریافت کیا وُہ بحکمِ خدا گویا ہوئے اور آپؐ کی پیغمبری کی گواہی دی۔ اور بیان کیا کہ یہ تمام مال حضرتؐ سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرتؐ نے پھر ابوجہل لعین سے کہا اب دوبارہ پھر تو اُن سے دریافت کر۔ اُس نے اُونٹوں سے پُوچھا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ پھر حضرتؐ نے اُونٹوں سے پُوچھا پھر اُن سب نے گواہی دی اسیطرح سات مرتبہ ہُوا۔ آخر آنحضرتؐ نے تمام مال اور اُونٹ وغیرہ لے لیا اور ابوجہل ذلیل و رسوا ہو کر چلا گیا۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ جب خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مامور فرمایا کہ علانیہ قریش کو حق کی دعوت دیں، حضرتؐ موسمِ حج میں جبکہ اطرافِ عالم سے لوگ مکہ میں آتے ہیں، کوہِ صفا پر جا کر کھڑے ہو گئے اور اُن کو ندا دی کہ ایّہا النّاس! مَیں پروردگارِ عالمین کا رسُولؐ ہوں۔ یہ سُنکر لوگ آپ کی جانب تعجب سے دیکھنے لگے اور آپؐ کی ہلاکت کے درپے ہوئے۔ پھر حضرتؐ کوہِ مروہ پر تشریف لے گئے اور تین مرتبہ یوں ہی ندا کی۔ ابوجہل ملعون نے یہ سُنکر ایک پتھر حضرتؐ کی جانب پھینکا جس سے حضرتؐ کی پیشانی مجروح ہو گئی۔ یہ دیکھ کر سارے مشرکین پتھر ہاتھوں میں لے کر آنحضرتؐ کے پیچھے دوڑے تو آنحضرتؐ کوہِ ابوقبیس پر چڑھ گئے جس مقام کو آج "متکا" کہتے ہیں۔ وہاں تکیہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ایک شخص امیرالمومنینؑ کے پاس گیا اور کہا کہ محمدؐ قتل کر دیئے گئے۔ جناب امیرؑ روتے ہوئے خدیجہؓ کے مکان پر گئے۔ خدیجہؓ نے گھبرا کر پُوچھا یا علیؑ کیا ہُوا؟ جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے کچھ نہیں معلوم مگر لوگ کہتے ہیں کہ مشرکین نے آنحضرتؐ پر پتھر برسائے جس میں وُہ چھُپ گئے مجھے کچھ کھانا اور پانی دو اور ساتھ چلو تاکہ آب و طعام حضرتؐ تک پہنچائیں۔ غرض وُہ دونوں روانہ ہوئے حضرت علیؑ نے کہا تم وادی کی جانب سے چلو اور مَیں پہاڑ پر چڑھتا ہوں۔ غرض امیرالمومنینؑ روتے ہوئے چلے۔ پکارتے تھے یا رسولؐ اللہ میری جان آپ پر فدا ہو آپؐ کس جگہ بھُوکے پیاسے بیٹھے ہیں۔ آپ نے اپنے ساتھ مجھ کو نہ لیا۔ جناب خدیجہؓ الگ فریاد کر رہی تھیں کہ مجھے پیغمبرؐ برگزیدہ کا پتہ بتاؤ۔ اسی اثناء میں حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے۔ جب آنحضرتؐ نے اُن کو دیکھا آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ دیکھو میری قوم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے۔ مجھے جھٹلایا اور مجھ پر سنگِ جفا کی بارش کر کے مجھے زخمی کر دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دیجئے پھر آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر بٹھایا اور ایک مسندِ بہشت اپنے پروں میں سے نکال کر جو مروارید و یاقوت سے بنی ہوئی تھی ہوا میں حرکت دی جس نے تمام پہاڑ کو ڈھانپ لیا اور کہا اپنے خدا کے نزدیک اپنی قدر و منزلت آپ نے دیکھی؟

28

حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ جبرئیلؑ نے کہا اس درخت کو بُلایئے۔ حضرتؐ نے بلایا تو وُہ اپنے مقام سے جُدا ہو کر دوڑتا ہُوا آنحضرتؐ کے پاس آیا اور حضرتؐ کے لئے تعظیماً سجدہ کیا۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا اس سے کہہ دیجئے کہ واپس جائے حضرتؐ نے فرمایا واپس جا وُہ چلا گیا۔ پھر اسمٰعیل فرشتہ جو آسمانِ اوّل پر مؤکل ہے حاضرِ خدمت ہُوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ میرے پروردگار نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔ مَیں حاضر ہوں آپ جو حکم دیں بجا لاؤں۔ اگر آپ فرمائیں تو ستاروں کو ان پر گراؤں کہ یہ جل جائیں۔ پھر آفتاب کا مؤکل آیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اگر آپ حکم دیں تو ان کے سروں کے قریب آفتاب کر دوں تاکہ یہ سب جل جائیں۔ پھر زمین کا فرشتہ آیا اور کہا السّلام علیک یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت پر مامور فرمایا ہے اگر آپ فرمائیں تو زمین کو حکم دے دوں کہ ان کو نگل جائے۔ پھر پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور کہا السّلام علیک یا رسول اللہ خدا نے مجھے آپ کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو پہاڑوں کو ان پر ٹکرا دوں اور وُہ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پھر دریاؤں کا فرشتہ آیا اور کہا السّلام علیک یا رسول اللہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو فرمائیں تعمیل کروں۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو دریاؤں کو حکم دوں کہ ان سب کو غرق کر دیں جب تمام فرشتوں نے اظہارِ تقرب کیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کیا میری مدد پر مامور ہوئے ہو انہوں نے عرض کی ہاں۔ تو حضرتؐ نے اپنا روئے مبارک آسمان کی جانب بلند کیا اور ارشاد فرمایا کہ پالنے والے مَیں عذاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ عالمین کے لئے رحمت ہوں۔ مجھے میری قوم کے ساتھ چھوڑ دے کہ یہ ناواقف ہیں اور جہالت میں ایسا سلوک کرتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ نے جناب خدیجہؓ کو دیکھا کہ وادی میں رو رہی ہیں اور حضرتؐ کی تلاش میں دوڑتی پھر رہی ہیں۔ آنحضرتؐ سے کہا خدیجہؓ کو دیکھئے اُن کے رونے سے آسمان کے فرشتے رو رہے ہیں۔ اُن کو اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور میرا اسلام ان سے کہہ دیجئے اور فرما دیجئے کہ خداوند عالم تم کو سلام کہتا ہے۔ اور ان کو خوشخبری دے دیجئے کہ خدا نے ان کے لئے بہشت میں موتیوں کا گھر بنایا ہے جس میں سونے کے نقش و نگار بنے ہوئے ہیں اُس میں کوئی آواز وحشتناک نہ ہو گی۔ حضرتؐ نے یہ سُنکر خدیجہؓ اور حضرت علیؑ کو اپنے پاس بلایا۔ خُون آپؐ کے گلے سے ٹپک رہا تھا۔ حضرتؐ خُون کو زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے بلکہ پُونچھ لیتے تھے۔ خدیجہؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں خون گرنے کیوں نہیں دیتے حضرتؐ نے فرمایا ڈرتا ہوں کہ اگر میرا خون زمین پر گرے گا تو خداوند عالم اہلِ زمین پر غضبناک ہو گا۔ جب رات ہوئی تو جناب امیرؑ اور جناب خدیجہؓ حضرتؐ کو گھر واپس لائیں اور آپؐ کے بیٹھنے کی جگہ ایک بڑا پتھر نصب کر دیا۔ جب مشرکوں کو حضرتؐ کے واپس آنے کی خبر ہوئی تو پھر گھر پر پتھروں کی بارش کرنے لگے لیکن کوئی پتھر آنحضرتؐ تک نہیں پہنچنے پاتا تھا اُوپر آتا تو وُہ بڑا پتھر روکتا۔ داہنے بائیں سے دیواریں روک لیتی تھیں۔ حضرتؐ کے سامنے جناب خدیجہؓ اور حضرت علیؑ کھڑے ہو گئے اور پتھروں کو اپنے جسموں پر روکتے تھے۔ آخر جناب خدیجہؓ نے کہا اے مشرکین قریش تم کو سنگباری کرتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ ایک ایسی عورت کے گھر پر پتھر پھینک رہے ہو جو تم میں سب سے زیادہ نجیب ہے۔ اگر خدا سے نہیں ڈرتے ہو تو اس ننگ سے تو پرہیز کرو۔ یہ سُنکر مشرکوں کو غیرت آئی اور وُہ واپس چلے گئے۔ دُوسرے روز آنحضرتؐ پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔ اور خداوند تعالیٰ نے

اُن کے دلوں میں حضرتؐ کا رُعب ڈال دیا کہ پھر حضرتؐ سے نہ بولے۔

بعض کتابوں میں ہے کہ بعثت کے پانچویں سال عمار بن یاسر کی والدہ سمیہ شہید ہوئیں ان کو کافروں نے شکنجہ میں کس دیا تھا تاکہ اسلام سے توبہ کریں، اسی وقت ابوجہل علیہ اللعنۃ اُن کے پاس سے گزرا اور اُن کے سینہ پر نیزہ مارا اور ان کو شہید کر دیا۔

چوبیسواں باب ۲۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کا بیان

واضح ہو کہ آیاتِ کریمہ اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ خداوندِ حکیم و خبیر نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک شب میں مکہ معظمہ سے مسجدِ اقصےٰ کی جانب اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور عرشِ اعلیٰ تک سیر کرائی اور سمٰوات کے عجائبات دکھلائے اور پوشیدہ اسرار اور بے انتہا معارف حضرتؐ پر القا کیے اور حبیبِ خدا نے بیت المعمور میں اور عرشِ اعلےٰ کے نیچے عبادت میں قیام فرمایا اور ارواحِ انبیاءؑ سے ملاقات کی اور بہشت میں جا کر بہشت والوں کے منازل مشاہدہ فرمائے۔ اور احادیثِ متواترہ خاصہ و عامہ دلالت کرتی ہیں کہ حضرتؐ کا عروج جسم کے ساتھ ہوا تھا بے جسم رُوح کے ساتھ نہیں، بیداری میں ہوا تھا خواب میں نہیں۔ قدیم علمائے شیعہ کے درمیان اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ ابن بابویہ اور شیخ طبرسی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہما نے ان مراتب کی تصریح کی ہے۔ اور بعض علماء عامہ نے معراج کے جسمانی ہونے میں اخبار و آثارِ رسولؐ خدا و ائمۂ ہدیٰ کی عدم پیروی یا ان کے ارشاد پر یقین نہ ہونے کے سبب جو شک کیا ہے وُہ بھی اپنے علماء کے شبہات پر اعتماد کرنے کے سبب ہے ورنہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص خداؑ و رسولؐ اور آئمۂ ہدیٰ کے ارشادات اور آیاتِ قرآنی پر یقین رکھتا ہو اور مختلف طریقوں سے معراج کے صحیح ہونے اور اُس کی خصوصیات و کیفیات کے بارے میں ہزاروں حدیثیں سُنتا ہو جو معراج جسمانی پر بتصریح دلالت کرتی ہیں محض حکماء کے شبہات کی بنا پر انکار کرے اور ان کی تاویلیں کرے اور سُنی و شیعہ کی حدیث کی کتابوں میں شاذ ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں معراج اپنی خصوصیات کے ساتھ مذکور نہ ہو۔ اگر مَیں اس بارے میں حدیثیں جمع کرنا چاہوں تو اس کتاب کے برابر ایک کتاب ہو سکتی ہے۔ لیکن مَیں ہزاروں حدیثوں میں سے بطور نمونہ چند حدیثیں جیسے دانوں کے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہو لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں تاکہ متدین احباب کو ان کے مضامین سے آگاہی ہو جائے۔

واضح ہو کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج ہجرت سے پہلے واقع ہوئی اور ہجرت کے بعد کا احتمال ہے اور قبلِ ہجرت کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ سترھویں یا اکیسویں ماہِ رمضان المبارک شب شنبہ ہجرت سے چھ مہینے پہلے واقع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ بعثت کے دو سال بعد ماہِ ربیع الاوّل میں واقع ہوئی پھر ہجرت

کے دو سال بعد بعضوں کا قول ہے کہ ماہِ رجب کی ستائیسویں کو واقع ہوئی۔ اور پہلی معراج کے مکان کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ جناب امیرؑ کی ہمشیرہ ام ہانی کے مکان سے ہوئی اور بعض شعب ابیطالب سے کہتے ہیں اور بعض مسجد الحرام سے بیان کرتے ہیں۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ معراج صرف ایک مرتبہ ہوئی یا کئی مرتبہ۔ احادیثِ معتبرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی بار ہوئی۔ اور معراج کے بارے میں حدیثوں میں جو اختلاف ہے ممکن ہے اسی سبب سے ہو کہ احادیثِ معتبرہ میں کوئی ایک حدیث کسی ایک معراج کی خصوصیات میں واقع ہوئی ہوگی۔

معراج کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے:۔ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (پ۱۵ آیت ۱ سورۃ بنی اسرائیل) یعنی پاک ہے وُہ خدا جس نے اپنے بندہ کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کی سیر کرائی جس کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی عظمت و جلال کی نشانیاں دکھائیں بے شک وُہ ہر چیز کو سُنتا اور جانتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مسجد حرام سے مکہ معظمہ مُراد ہے کیونکہ وُہ محلِ نماز اور محترم ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ مسجدِ اقصیٰ سے مُراد وُہ مسجد ہے جو شام میں مشہور و معروف ہے۔ لیکن بہت سی معتبر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیت المعمور مُراد ہے جو چوتھے آسمان پر ہے اور بہت بلند ہے چنانچہ علی بن ابراہیم نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ نے ایک شخص سے پُوچھا کہ لوگ اس آیت کی تفسیر کیا بیان کرتے ہیں اُس نے کہا کہ مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک جانا۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ اس مسجد زمین سے بیت المعمورِ آسمان کی جانب حضرتؐ تشریف لے گئے جو کعبہ کے بالکل مقابل ہے اور کعبہ سے اُس جگہ تک تمام فاصلہ و فضا محترم ہے۔ اور عیاشی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے اُن حضرتؑ سے مساجد معظمہ و مشرفہ کے بارے میں دریافت کیا آپؑ نے فرمایا کہ مسجد اقصیٰ جو خدا نے فرمایا ہے وُہ آسمان پر ہے اور شام میں جو مسجد ہے اُس سے بہتر مسجد کوفہ ہے[۱]

دُوسری جگہ فرماتا ہے:۔ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی "ستارہ کی قسم جس وقت کہ وُہ طلوع یا غروب ہوتا ہے یا جس وقت نیچے آتا ہے۔" حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ نجم سے مُراد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی اختر درجِ رسالت کی قسم جس وقت کہ وُہ معراج میں گئے یا معراج سے نیچے واپس آئے مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ تمہارے مولا گمراہ نہیں ہوتے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نہ اُنہوں نے خطا کی۔ بہت سی روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ محمدؐ خلافت علی کے بارے میں گمراہ نہیں ہوئے ہیں اور نہ جھوٹ کہتے ہیں جو کچھ اُن کی فضیلت میں بیان کرتے ہیں وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وُہ اپنی خواہشِ نفسانی

---

[۱] مؤلف فرماتے ہیں مسجدِ اقصیٰ سے جس کا ذکر قرآن میں ہے بیت المعمور مُراد ہونے میں منافات نہیں ہے ممکن ہے آنحضرتؐ بیت المقدس بھی تشریف لے گئے ہوں۔ چنانچہ بہت سی حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعض معراج میں وہاں نہ گئے ہوں۔ ۱۲۔

سے کلام نہیں کرتے۔ جو کچھ کہتے ہیں وُہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى۔ اُن کو اُس فرشتہ نے بتایا ہے جو نہایت قوی ہے یعنی جبرئیلؑ۔ ذُوْمِرَّةٍ فَاسْتَوٰى۔ وُہ صاحب قوّت و صاحب عقل و متانت ہے۔ وُہ دُور ات اپنی اصلی صورت میں کھڑا ہوا جیسی کہ خدا نے خلق کی تھی نہایت عظمت و جلالت کے ساتھ۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى۔ اور وُہ آسمان کے سب سے بلند مقام پر تھا۔ جبکہ پیغمبرؐ نے اس کی صورت میں اُس کو دیکھا۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ پھر وُہ آنحضرتؐ کے نزدیک ہوا۔ اور اُن سے متصل ہوگیا۔ تاکہ اُن سے رازِ الٰہی بیان کرے۔ تو جبرئیلؑ اور محمدؐ میں دو کمان کا بلکہ اُس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا۔ بعض کا قول ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب مقدس احدیت کے معنوی تقرب کے مرتبہ پر ظاہری قرب کے ساتھ عرش اور اُس مقام تک پہنچے جس سے بلند مقام عالم امکان میں نہیں ہو سکتا۔ اُس وقت خداوند کریم و رحیم نے اپنی رحمت و رافت کے ساتھ ان کو اپنی خاص عنایتوں اور بخششوں سے قریب تر کر دیا جیسے دو اشخاص ایک کمان کے بقدر ایک دوسرے سے بظاہر قریب ہوتے ہیں بلکہ اُس سے بھی زیادہ نزدیک۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ اُس مقام تک پہنچے جہاں سے وحیٔ الٰہی صادر ہوتی ہے اور وہاں آنحضرتؐ کے کان کمان کی لکڑی سے اُس کی زہ کے فاصلہ کے برابر تھے۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى۔ تو خدا نے اپنے بندہ کی طرف وحی فرمائی جو کچھ فرمائی۔ بہت سی معتبر حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے امیر المومنین علیہ السلام کی امامت اور آپؑ کی رفعت شان و عظمت کے بارے میں وحی کی جو کچھ بھی کی۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى۔ پیغمبرؐ کے دل نے جو کچھ انوار جلال سبحانی کو دیکھا، جھوٹ نہ سمجھا۔ یا جو کچھ عجائبات مخلوقات خلاق عالم کو ان کی آنکھوں نے دیکھا اُن کے دل نے اُس کو جھوٹ نہ جانا بلکہ نور یقین کے ساتھ قبول کیا۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى۔ اے لوگو کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جو کچھ شب معراج دیکھا تم اُس میں شک کرتے ہو۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى۔ پھر پیغمبرؐ نے دوبارہ جبرئیلؑ کو بصورت اصلی سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک دیکھا وہ درخت آسمانِ ہفتم کے اُوپر ہے جہاں فرشتوں کی پرواز اور مخلوقات کے اعمال کی انتہا ہوتی ہے۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى۔ اور سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک وُہ بہشت ہے جو متقین کی آرامگاہ ہے۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى۔ جس وقت کہ سدرہ کو ڈھانپے ہوئے تھا جو ڈھانپے ہوئے تھا یعنی فرشتگان روحانیین اور عظمت و جلال خداوند عالمین سے سدرہ ڈھکا ہوا تھا۔ منقول ہے کہ سدرہ کے ہر پتے پر ایک ملک کھڑا تھا اور خدا کی تسبیح کر رہا تھا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ یعنی آنحضرتؐ کی آنکھیں داہنے اور بائیں نہیں دیکھتی تھیں بلکہ جو دیکھنا چاہیے تھا اُسی کی طرف آنحضرتؐ کی نگاہیں تھیں یعنی آنحضرتؐ نہایت ادب سے پیش پروردگار عالم کھڑے تھے اور سوائے خالق کائنات کے کسی طرف متوجہ نہ تھے یعنی جو آواز آتی تھی وُہ نہایت توجہ کے ساتھ سنتے تھے اور جو دکھایا جاتا تھا وہی دیکھتے تھے کوئی شک و شبہ نہ کرتے تھے۔ کسی بات کو غلط نہ سمجھے اور جو کچھ دیکھا درست دیکھا۔ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (سورۂ نجم پ۲۷ آیہ ۱ تا ۱۸) خداوند عالم نے ان لوگوں کو غلطی سے محفوظ رہنے کے لئے بیان فرمایا ہے جو از خود سمجھنے سے قاصر ہیں کہ حضرتؐ نے اپنے پروردگار کی بزرگ نشانیوں کو دیکھا تاکہ کسی کو گمان نہ ہو کہ خدا کو

دیکھا اور لوگ سمجھ لیں کہ خدا دیکھے جانے کے قابل نہیں ہے اور اُس کو ان ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا جیسا کہ آنحضرتؐ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اُس رات خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا۔ بیان کرتے ہیں کہ ان تمام نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ تھی کہ آنحضرتؐ نے جبرئیلؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھا کہ اُن کے چھ سو بازو تھے اور وُہ اپنے پروں سے تمام آسمان کو گھیرے ہوئے تھے[1]

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ وُہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ جو شخص ان چار چیزوں یعنی معراج، قبر میں سوال منکر و نکیر، بہشت و دوزخ کے وجود اور شفاعت سے انکار کرے وُہ ہمارے شیعوں میں نہیں ہے۔ اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے حدیث موثق میں روایت ہے کہ جو شخص معراج پر ایمان نہ لائے اُس نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ سچا مومن اور ہمارا شیعہ وُہ ہے جو پیغمبرؐ کی معراج، شفاعت، حوض کوثر، سوال قبر، بہشت و دوزخ، صراط و میزان، حساب اور روز جزا مبعوث ہونے پر ایمان لائے۔

ابن بابویہ اور صفار وغیرہم نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک سو بیس مرتبہ آسمان پر لے گیا اور ہر مرتبہ ولایت و امامت امیر المومنینؑ اور تمام ائمہ اطہار کے بارے میں تمام فرائض سے زیادہ تاکید فرمائی۔

علی بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک رات جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیل علیہم السلام آنحضرتؐ کے واسطے براق لائے۔ ایک فرشتے نے لگام پکڑی، دوسرے نے حضرتؐ کی رکاب اقدس اور تیسرے نے اُس پر کپڑے درست کیے۔ براق خاموش کھڑا ہوا تھا کہ جبرئیلؑ نے اُس کے منہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ خاموش کیوں ہے کیونکہ جو بزرگ تجھ پر سوار ہو رہا ہے اوّلین و آخرین میں اُس سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ غرض حضرتؐ سوار ہوئے اور براق اڑا۔ جبرئیلؑ حضرتؐ کے ساتھ تھے اور عجائب زمین و آسمان آپ کو دکھلاتے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اثنائے راہ میں ایک منادی نے داہنی جانب سے مجھے ندا دی میں ملتفت نہ ہوا۔ پھر دوسرے نے بائیں طرف سے ندا دی میں اُس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوا۔ پھر میں نے اپنے سامنے دیکھا کہ ایک عورت اپنے ہاتھ اور بازو کھولے ہوئے دنیاوی آرائشوں سے نہایت آراستہ و پیراستہ تھی اُس نے کہا اے محمدؐ ذرا میری جانب بھی دیکھ لیجیے کہ میں آپ سے کچھ باتیں کروں۔ میں اس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا اور آگے بڑھتا گیا۔ ناگاہ ایک خوفناک آواز میں نے سنی جس سے مجھ پر خوف طاری ہوگیا۔ تو جبرئیلؑ نے کہا یہاں زمین پر اُتریئے اور نماز پڑھیے کہ یہ طیبہ مدینہ کا ٹکڑا ہے اس مقام پر آپؐ ہجرت کر کے آئیں گے۔ میں وہاں سے پھر سوار ہو کر چلا پھر جبرئیلؑ نے کہا کہ نیچے چلیے اور نماز پڑھیے۔ میں نے وہاں نماز پڑھی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ طور سینا ہے جہاں حق تعالیٰ نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں۔ پھر وہاں سے سوار ہو کر میں چلا تھوڑی دور گیا تھا کہ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان تمام آیتوں کی تاویلیں دُوسری آیتوں کے ضمن میں جو معراج کو ثابت کرتی ہیں حدیثوں کے تحت بیان کی جائیں گی۔ ۱۲

جبرئیلؑ نے کہا نیچے اُترئیے اور نماز پڑھیئے۔ مَیں نے نماز پڑھی تو بتایا کہ یہ بیت لحم ہے جہاں حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوتے تھے۔ پھر جبرئیلؑ مجھ کو بیت المقدس تک لے گئے۔ بُراق کو وہاں ایک زنجیر سے باندھ دیا جہاں پیغمبروں نے اپنے چوپائے باندھے تھے۔ جب مَیں مسجد میں داخل ہوا جبرئیلؑ میرے داہنی طرف تھے وہاں مَیں نے جناب ابراہیم موسیٰ اور عیسےٰ علیہم السّلام کو دیکھا جو اور بہت سے پیغمبروں کے ہمراہ موجود تھے۔ جبرئیلؑ نے اذان و اقامت کہی اور مجھے آگے کھڑا کیا۔ تمام پیغمبروں نے صف باندھی اور میرے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر بیت المقدس کا خازن تین برتن لے کر آیا ایک میں دودھ، ایک میں پانی اور ایک میں شراب تھی۔ ساتھ ہی مَیں نے سُنا کہ کوئی کہہ رہا ہے اگر محمدؐ نے پانی لے لیا تو ان کی تمام اُمّت ڈوب جائے گی۔ اگر شراب لے لی تو وُہ خود اور اُن کی اُمّت سب گمراہ ہو جائیں گے، اگر انہوں نے دُودھ اختیار کیا تو وُہ اور اُن کی اُمّت ہدایت پائیں گے۔ یہ سُنکر مَیں نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور پیا۔ جبرئیلؑ نے کہا آپؐ نے ہدایت پائی اور آپ کی اُمّت بھی ہدایت پائے گی پھر مجھ سے پُوچھا کہ راہ میں آپ نے کیا دیکھا؟ مَیں نے کہا داہنی طرف سے مجھے کسی نے پُکارا مَیں نے اُس کا جواب نہ دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا وُہ یہودیوں کی جانب دعوت دینے والا تھا۔ اگر آپ اُس کا جواب دیتے تو آپ کی اُمّت یہودی ہو جاتی پھر پُوچھا اُس کے بعد کیا دیکھا مَیں نے کہا پھر بائیں طرف سے کسی نے آواز دی مَیں اُس کی جانب بھی متوجہ نہ ہوا جبرئیلؑ نے کہا وُہ نصاریٰ کی جانب بُلا رہا تھا۔ اگر آپ اس کا جواب دیتے تو آپ کی اُمّت نصرانی ہو جاتی۔ پھر پُوچھا اُس کے بعد کیا دیکھا مَیں نے اُس عورت کا ذکر کیا۔ جبرئیلؑ نے کہا اگر آپ اُس کی جانب ملتفت ہو جاتے تو آپ کی تمام اُمّت دُنیا پرست ہو جاتی۔ پھر کہا آپ نے وُہ آواز جو سُنی تھی وُہ ایک پتھر کی آواز تھی جس کو ستر سال پہلے مَیں نے جہنم کے کنارے سے ڈال دیا تھا اس وقت جہنم کی تہہ میں پہنچا ہے اور یہ اُسی کی آواز تھی جس سے آپ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ یہ سُنکر اس کے بعد آنحضرتؐ کبھی نہ ہنسے۔ پھر حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اُس کے بعد جبرئیلؑ مجھے اُوپر لے گئے یہانتک کہ ہم آسمانِ اوّل پر پہنچے اس پر ایک فرشتہ مؤکل تھا جس کو اسمٰعیل کہتے ہیں۔ وُہ صاحب الخطفہ ہے کہ جو شیطان آسمان پر جانا چاہتا ہے وُہ اور اس کے ساتھی شہاب ثاقب یعنی دہکتے ہوئے انگارے سے اُس کو جلاتے ہیں جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے :- اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (پ۲۳ سورۃ والصّٰفّٰت آیت۱) اُس فرشتے کے ماتحت ہزار فرشتے ہیں اور ہر ایک ہزار پَر رکھتا ہے۔ اسمٰعیلؑ نے جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ اس نے پُوچھا کیا وُہ مبعوث ہو گئے ہیں؟ کہا ہاں۔ تو اسمٰعیل نے آسمان کا دروازہ کھول دیا۔ مَیں نے اس کو سلام کیا اور اُس نے مجھ کو سلام کیا۔ مَیں نے اُس کے لیئے مغفرت کی دُعا کی اور اُس نے بھی میرے لیئے مغفرت چاہی اور کہا مرحبا اے برادر شائستہ اور بہترین انبیاءؑ۔ فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور آسمانِ اوّل میں داخل ہوا۔ جس فرشتہ نے مجھے دیکھا وُہ شاد و مسرور ہوا۔ وہاں مَیں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس سے بڑا کوئی فرشتہ وہاں نظر نہ آیا۔ وُہ نہایت کریہ منظر اور خوفناک تھا اُس کے چہرہ سے غصّہ و غضب ظاہر تھا جس طرح اور فرشتوں نے میرے لیئے دُعا کی تھی اُس نے بھی کی لیکن نہ ہنسا نہ خوش ہوا اور نہ دوسروں کی طرح اُس کے چہرے سے مسرت ظاہر ہوئی مَیں نے جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون ہے جس سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے؟ کہا آپ کا خوف درست ہے ہم سب اُس سے ڈرتے ہیں کیونکہ وُہ جہنم کا مؤکل ہے

ہم نے کبھی اُس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ خداوند عالم نے جس روز سے جہنم کو اس کے قبضہ میں دیا ہے ہر وقت اُس کا غضب و غصہ خدا کے دشمنوں اور نافرمانوں پر زیادہ ہوتا رہتا ہے، خدا اُن سب سے اس کے ذریعہ سے انتقام لے گا۔ اگر آپ سے پہلے یا بعد کسی کے لیئے اس سے مسرّت ظاہر ہوتی تو یقیناً آپ کے لیئے بھی خوشی کا اظہار کرتا لیکن وُہ کبھی ہنستا اور خوش ہوتا ہی نہیں۔ غرض مَیں نے اُس کو سلام کیا اور اُس نے مجھ کو سلام کیا اور بہشت کی خوشخبری دی۔ چونکہ جناب جبرئیلؑ ملکوت سمٰوات میں سب کے حاکم اور امین تھے اور تمام فرشتے ان کے فرمانبردار تھے، اس لیئے فرشتوں نے کہا آپ مالک کو حکم دیجیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہنم دکھائے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے مالک محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جہنم دکھا دو۔ مالک نے یہ سُنکر جہنم کا ایک پردہ ہٹا دیا اور اُس کا ایک دروازہ کھول دیا۔ ناگاہ جہنم کا ایک شعلہ نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوا۔ اُس کی شدّت سے مَیں خوفزدہ ہوا کہ کہیں مجھ کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ مَیں نے جبرئیلؑ سے کہا کہ کہو اس کو واپس جہنم میں لے جائے اور جہنم کے دروازہ کو بند کر دے۔ مالک نے اُس شعلہ کو حکم دیا کہ واپس جائے وُہ فوراً جہنم میں واپس چلا گیا۔ وہاں سے مَیں آگے بڑھا تو ایک گندمی رنگ کے بزرگ نظر آئے جبرئیلؑ سے پُوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ کہا یہ آپ کے پدر حضرت آدمؑ ہیں۔ ناگاہ مَیں نے دیکھا کہ اُن کے لڑکے اُن کے سامنے پیش کیئے گئے وُہ کہتے تھے کہ یہ بہتر پھول ہے اور یہ خوشبودار نسیم ہے جو بہتر جسم سے نکلی ہے۔ تو حضرتؐ نے یہ آیت پڑھی :- كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ (پ۳۰ آیت۱۸ سورۃ المطففین) غرض مَیں نے اُن کو سلام کیا، اُنھوں نے مجھے سلام کیا۔ مَیں نے اُن کے لیئے انہوں نے میرے واسطے استغفار کی اور کہا اے فرزند برگزیدہ اور بہتر زمانہ میں بھیجے ہوئے بہترین انبیاء مبارک ہو۔ پھر مَیں وہاں سے آگے بڑھا اور ایک فرشتہ کو دیکھا جو ایک مقام پر بیٹھا تھا اور ساری دُنیا اُس کے دونوں زانوؤں کے درمیان تھی۔ اُس کے ہاتھ میں ایک لوحِ نور تھی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا اور وُہ اُس لوح کی طرف نہایت مغموم صورت میں نظر جمائے ہوئے تھا، کسی اور طرف نہیں دیکھتا تھا۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہیں۔ ہر وقت جسموں سے روحیں قبض کرنے میں مشغول ہیں۔ مَیں نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو مَیں کچھ باتیں کروں گا۔ غرض مَیں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا، اُنھوں نے جواب سلام دیا جبرئیلؑ نے اُن سے کہا یہ نبیِ رحمت ہیں جنکو خدا نے اپنے بندوں کی طرف بھیجا ہے۔ ملک الموتؑ نے کہا مرحبا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو خوشخبری ہو کہ میں ہر عملِ خیر آپ کی اُمّت میں دیکھتا ہوں۔ مَیں نے کہا میں خدا کا شکر کرتا ہوں جو اپنے بندوں کو نعمتیں دینے والا ہے اور یہ سب مجھ پر خداوند کریم کی رحمت اور اُس کا فضل ہے جبرئیلؑ نے کہا اس فرشتہ کا کام سب سے زیادہ سخت اور زیادہ ہے۔ مَیں نے پُوچھا کیا تمام شخصوں کی رُوحیں یہ خود قبض کرتے ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا ہاں۔ مَیں نے کہا اے ملک الموت لوگ جہاں جہاں ہوتے ہیں تم سب کو دیکھتے اور سب کے پاس پہنچتے ہو؟ کہا ہاں۔ دُنیا کو خدا نے میرا مسخر قرار دیا اور اُس پر تمکین دی ہے وُہ میرے ہاتھ میں ایک درہم کے مانند ہے۔ کوئی ایسا گھر نہیں ہے کہ مَیں ہر روز پانچ مرتبہ اُس کے رہنے والوں کو ایک ایک کر کے نہ دیکھتا ہوں اور نہ جانچ کرتا ہوں۔ جب مرنے والے کے اعزا اُس پر روتے ہیں تو مَیں اُن سے کہتا ہوں کہ مت روؤ کیونکہ مجھے تو تمہاری طرف بار بار آنا ہے یہانتک کہ تم میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑوں گا۔ مَیں نے

کہا موت تو رنج و اندوہ اور آدمیوں کو فنا کرنے کا سبب ہے۔ جبریلؑ نے کہا موت کے بعد جو حالت ہوگی وُہ موت سے بدتر ہے۔ پھر مَیں وہاں سے گذرا تو ایک جماعت نظر آئی جس کے سامنے بہترین اور پاکیزہ گوشت اور مُردار و گندیدہ گوشت رکھے ہوئے تھے۔ وُہ خراب گوشت تو کھا رہے تھے مگر پاکیزہ گوشت نہیں چھُوتے تھے۔ مَیں نے پُوچھا اے جبریلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ آپ کی اُمت سے وُہ لوگ ہیں جو حرام کھایا کرتے تھے۔ پھر مَیں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جس کو خدا نے عجیب الخلقت پیدا کیا تھا۔ جس کا نصف بدن آگ کا اور نصف برف کا تھا۔ نہ آگ برف کو پگھلاتی اور نہ برف آگ کو بجھاتی تھی۔ وُہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ مَیں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے اس آگ کی حرارت کو محفوظ رکھا ہے۔ اے وُہ خدا جو آگ اور برف میں اُنس و محبت قائم کرسکتا ہے مومنین کے دلوں میں ایک دُوسرے کی محبت پیدا کر۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ خدا کے تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ اہلِ زمین اور مومنین کا بہی خیر خواہ ہے۔ جس روز سے خدا نے اس کو پیدا کیا ہے اب تک یہی دُعا کرتا ہے۔ پھر دو فرشتوں کو دیکھا جو ندا دے رہے تھے۔ ایک کہتا تھا خداوندا جو تیری راہ میں دے اُس کو تو بھی عوض عطا فرما؛ دُوسرا کہتا تھا جو شخص بُخل کرے اور تیری راہ میں خرچ نہ کرے تو اُس کے مال کو ضائع کر دے۔ پھر مَیں چند لوگوں کی طرف گزرا جنکے ہونٹ اُونٹ کے ہونٹوں کے مانند تھے اور فرشتے اُن کے پہلوؤں کے گوشت قینچی سے کاٹ رہے تھے اور اُن کے مُنہ میں ٹھُونس رہے تھے مَیں نے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا کہ یہ مومنین کے عیب ڈھونڈنے اور اُن پر طعن کرنے والے لوگ ہیں۔ پھر مَیں کچھ ایسے لوگوں کی طرف سے گزرا جنکے سروں کو پتھر سے کُوٹ رہے تھے مَیں نے اُن کے متعلق دریافت کیا تو کہا کہ یہ وُہ لوگ ہیں جو رات کو بغیر نماز پڑھے سو جایا کرتے تھے۔ پھر ایسے گروہ کی طرف میرا گذر ہوا کہ فرشتے ان کے مُنہ میں آگ بھر رہے تھے جو اُن کے پاخانے کے مقام سے نکلتی رہتی تھی۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے لوگ ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا:۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا (سورۃ النساء پ۴ آیت ۱) "بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم و ستم سے کھاتے ہیں وُہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور بہت جلد جہنم میں جائیں گے"۔ پھر مَیں ایک گروہ کی طرف سے گزرا جن میں سے ہر شخص اُٹھنا چاہتا تھا مگر پیٹ کے بڑا ہونے کے سبب نہیں اُٹھ سکتا۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہیں کہا یہ سُود کھانے والے لوگ ہیں جنکا حال خدا نے قرآن میں بیان فرمایا ہے اور وُہ لوگ فرعونیوں کے مانند ہر روز صبح و شام آتشِ جہنم میں ڈالے جاتے ہیں اور فریاد کرتے ہیں کہ خداوندا قیامت کب برپا ہو گی۔

پھر میرا گذر چند عورتوں کی طرف ہوا جن کو اُن کے پستانوں سے لٹکا رکھا تھا۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ وُہ عورتیں ہیں جو اپنے شوہروں کے گھروں میں بدکاری کرتی تھیں اور حرام زادہ لڑکوں کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کر دیا کرتی تھیں اور شوہر کے مال اُن لڑکوں کو میراث میں دیا کرتی تھیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اُس عورت پر خدا نہایت غضبناک ہے جو اُس کو اُن لوگوں کے نسب میں داخل کرتی ہیں جو اُن کے غیر سے ہوتا ہے اور زنا سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کی شرمگاہوں پر مطلع ہوتا ہے اور ناحق ان کے مال کھاتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میں اور آگے بڑھا تو خدا کے چند فرشتوں کو دیکھا جنکو خدا نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور اُن کی صورتیں جیسی چاہیں بنائیں۔ وُہ اپنے دلوں کی گہرائیوں سے اس طرح تسبیح و تقدیس کرتے تھے کہ ہر طرف سے مختلف آوازیں ظاہر ہو رہی تھیں اور حمد و شکر کی صدائیں بلند تھیں وُہ خوفِ خدا سے رو رہے تھے۔ مَیں نے جبریلؑ سے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ اسی روش سے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں پیدا ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کے پہلو میں قائم ہیں نہ کسی سے بات کی ہے نہ انہوں نے اپنا سر اُٹھایا ہے اور نہ جنابِ مقدس الٰہی کے خوف سے اپنے پَروں کو اُٹھایا ہے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ مَیں نے ان کو سلام کیا اُنہوں نے سر کے اشارہ سے جواب دیا اور انتہائی خشوع و خضوع کے سبب کچھ بول نہ سکے۔ جبریلؑ نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیغمبرِ رحمت ہیں جنکو خدا نے رسالت و نبوت کے ساتھ اپنے بندوں کی جانب بھیجا ہے اور یہ پیغمبرِ آخر الزّمان اور تمام انبیاء سے برتر و بلند ہیں۔ کیا ان سے باتیں نہ کرو گے۔ یہ سُنکر اُنہوں نے مجھ کو سلام کیا اور میری تعظیم کی اور مجھ کو اور میری اُمت کو نیکی کی خوشخبری دی۔ پھر وہاں سے جبریلؑ مجھ کو دُوسرے آسمان پر لے گئے۔ وہاں میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو ایک دُوسرے سے مشابہ تھے۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السّلام ہیں۔ مَیں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو سلام اور استغفار کیا۔ انہوں نے کہا مرحبا اے برادرِ شائستہ اور پیغمبرِ برگزیدہ خوش آمدی۔ اُس آسمان پر بھی مَیں نے ملائکۂ خشوع دیکھے جنکے چہرے خوفِ خدا سے آنسوؤں سے تر تھے۔ وُہ بھی کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے اور مختلف آوازوں سے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے۔ پھر مَیں تیسرے آسمان پر گیا، وہاں ایک ایسے حسین کو دیکھا جنکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند تھا مَیں نے اُن کو دریافت کیا جبریلؑ نے کہا یہ جناب یوسفؑ آپؐ کے بھائی ہیں۔ مَیں نے اور انہوں نے ایک دُوسرے کے لیئے سلام و استغفار کیا۔ جناب یُوسفؑ نے کہا مرحبا اے پیغمبرِ برگزیدہ اور بہتر زمانہ میں مبعوث شدہ آپؐ کا آنا مبارک ہو۔ اس آسمان پر مَیں نے ملائکۂ خشوع دیکھے جس طرح پہلے اور دُوسرے آسمانوں پر دیکھے تھے اور جبریلؑ نے اُن سے بھی وہی گفتگو کی جو میرے بارے میں اُن فرشتوں سے کی تھی، اور اُنہوں نے بھی وہی جواب دیا۔ وہاں سے چوتھے آسمان پر پہنچا تو ایک مردِ بزرگ کو دیکھا۔ مَیں نے پُوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ جناب ادریس علیہ السّلام ہیں جنکو خدا مقامِ بلند پر زمین سے لے گیا جیسا کہ فرمایا ہے وَّ رَفَعۡنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا۔ (پ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵۷) "ہم نے اُن کو مقامِ بلند پر اٹھا لیا"۔ مَیں نے اُن کو اور اُنہوں نے مجھ کو سلام کیا۔ وہاں بھی مَیں نے ملائکۂ خشوع دیکھے اُنہوں نے بھی میرے اور میری اُمت کے لیئے اچھی خوشخبری دی۔ وہاں مَیں نے ایک فرشتہ کو دیکھا جو کُرسی پر بیٹھا تھا۔ اور ہزار فرشتے اُس کے ماتحت اور فرمانبردار تھے۔ جبریلؑ نے اسکو آواز دی کہ اُٹھ کھڑے ہو۔ وُہ اُٹھ کھڑا ہوا اور قیامت کے روز تک کھڑا رہے گا۔

وہاں سے آسمانِ پنجم پر بلند ہوا وہاں مَیں نے ایک مردِ ضعیف کو دیکھا جنکی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ مَیں نے کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ اور اُن کی اُمت کے بہت سے لوگ اُن کے گرد جمع تھے۔ ان کی کثرت دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ جبریلؑ سے پُوچھا یہ کون ہیں؟ کہا یہ دانیالؑ پیغمبر ہیں جن کی اُمت اُن کو دوست رکھتی تھی پھر ایک

مرد بزرگ کو دیکھا۔ پُوچھا یہ کون ہیں جبریلؑ نے کہا یہ ہارون پسر عمران ہیں۔ مَیں نے ان کو بھی سلام کیا۔ وہاں بھی ملائکۂ خشوع دیکھے۔ پھر چھٹے آسمان پر گیا وہاں ایک صاحب کو دیکھا جو قد میں بلند اور گندمی رنگ کے تھے جنکے بال بڑے بڑے تھے۔ اور وُہ کہہ رہے تھے کہ بنی اسرائیل گمان کرتے ہیں کہ میں آدمؑ کی اولاد میں سب سے بہتر ہوں حالانکہ یہ بزرگ خدا کے نزدیک سب سے گرامی ہیں۔ مَیں نے جبریلؑ سے پُوچھا یہ کون ہیں؟ کہا جناب موسیٰؑ پسر عمران ہیں۔ ہم نے ایک دُوسرے کو سلام کیا۔ وہاں بھی ملائکۂ خشوع تھے۔ وہاں سے ساتویں آسمان پر گیا۔ مَیں جس فرشتہ کے پاس سے گزرتا تھا وُہ کہتا تھا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فصد کراؤ اور اُمت کو بھی اس کا حکم دو۔ وہاں مَیں نے ایک مرد کو دیکھا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ وُہ ایک کُرسی پر بیٹھے تھے۔ مَیں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں جو جوارِ رحمت الٰہی میں بیت المعمور کے دروازہ پر بیٹھے ہیں؟ جناب جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ یہ آپ کے پدر بزرگوار جناب ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ آپ کی اُمت کے پرہیزگاروں کا مقام ہے۔ تو مَیں نے یہ آیت پڑھی:- اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۳ آیت ۶۸ سورۃ آلِ عمران) بیشک ابراہیمؑ کے پیرو ہونے کے سب سے زیادہ مستحق وُہ لوگ ہیں جو ان کی اور اس پیغمبر (محمدؐ) کی پیروی کرتے ہیں اور وُہ لوگ جو خدا اور اُس کے رسُولؐ پر ایمان لائے اور خدا مومنین کا مددگار ہے۔" حضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں نے حضرت ابراہیمؑ کو سلام کیا اور اُنہوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا مرحبا اے پیغمبر شائستہ ور فرزند شائستہ اور زمان شائستہ میں مبعوث شدہ۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ اُس آسمان پر بھی مَیں نے صاحب خشوع فرشتے دیکھے جس طرح گزشتہ آسمانوں پر دیکھے تھے۔ سب نے مجھ کو اور میری اُمت کو نیکی اور بھلائی کی خوشخبری دی۔ مَیں نے آسمان ہفتم پر نور کے دریا دیکھے جو چمک رہے تھے ان کے نور آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے، اور ظلمت اور برف کے دریا بھی نظر آئے۔ اور اُمورِ عجیب و غریب دیکھ کر جب مجھ پر خوف طاری ہوتا تھا تو جبریلؑ کہتے تھے کہ یا رسُولؐ اللہ خدا کا شکر کیجیئے کہ اُس نے آپؐ کو ان کرامتوں اور بزرگیوں سے سرفراز فرمایا۔ غرض خدا نے اپنی مدد و قوت سے مجھے ان عجائبات کے دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ اپنے پروردگار کی عظمت کی جو کچھ نشانیاں دیکھتے ہیں اُن کو شمار کرتے ہیں حالانکہ اس کی عظمتیں اس سے زیادہ ہیں کہ یہ چیزیں اُن کے مقابلہ میں کچھ بلند معلوم ہوں جو ابھی آپ نے نہیں دیکھیں بے شبہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اور بندوں کے درمیان نوّے ہزار حجابات ہیں۔ صدورِ وحی کے مقام پر خلق میں سب سے زیادہ نزدیک میں ہوں اور اسرافیلؑ۔ اور میرے اور اُن کے درمیان چار حجابات ہیں۔ نور کا ایک پردہ، ظلمت کا ایک پردہ، پانی کا ایک پردہ اور آگ کا ایک پردہ۔ حضرت فرماتے ہیں کہ تمام عجائب میں سب سے زیادہ عجیب جو مَیں نے دیکھیں وُہ ایک مرغ تھا جس کے پیر زمین کے طبقہ ہفتم میں تھے اور سر عرش کے نزدیک تھا۔ وُہ اپنے پَروں کو جب کھولتا تو مشرق و مغرب کو گھیر لیتا تھا۔ وُہ ایک فرشتہ تھا جس کی تسبیح تھی "میرا پروردگار پاک ہے، اور اس کی شان بہت بلند ہے اس سے کہ ادراک کی جاسکے۔" وُہ صبح کے وقت اپنے پروں کو کھولتا اور پھڑپھڑاتا اور اپنی تسبیح کی آواز بلند کرتا تھا اور کہتا تھا سبحان الملك

القدّوس سبحان الكبير المتعال لآ اله الّا الحيّ القيّوم۔ جب اُس کی آواز تسبیح بلند ہوتی ہے تو زمین کے تمام مرغ اپنے پروں کو پھڑپھڑاتے اور خدا کی تسبیح کی آواز بلند کرتے ہیں۔ اور جب وُہ فرشتہ خاموش ہو جاتا ہے تو تمام مُرغ خاموش ہوجاتے ہیں۔ اُس ملک کے پَر سفید اور گردن کے پَر سبز ہیں۔ اُس کی سفیدی اور سبزی اور اُس کی خوبصورتی کی تعریف نہیں ہوسکتی۔ پھر مَیں جبریلؑ کے ساتھ بَيْتُ الْمَعْمُوْر میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ وہاں مَیں نے اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ دیکھا، اُن میں کچھ لوگ تو صاف سُتھرے کپڑے پہنے ہوئے کچھ پُرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے تھے۔ جو صاف کپڑے پہنے ہوئے تھے وُہ میرے ساتھ بَيْتُ الْمَعْمُوْر میں داخل ہوئے اور جو گندے لباس میں تھے ان کو روک دیا گیا۔ جب ہم وہاں سے واپس آئے، دو نہروں کے پاس سے گزرے ایک کو کوثر اور دوسری کو نہرِ رحمت کہتے تھے۔ مَیں نے کوثر کا پانی پیا اور نہرِ رحمت میں غسل کیا اور بہشت میں داخل ہوا۔ وُہ دونوں نہریں بھی بہشت میں ساتھ ساتھ جاری تھیں۔ ان دونوں نہروں کے کنارے کنارے میرے اہلبیتؑ کے اور طاہر و پاکیزہ عورتوں کے مکانات نظر آئے۔ بہشت کی خاک مُشک تھی۔ مَیں نے وہاں ایک لڑکی کو دیکھا جو بہشت کی نہروں میں غوطے لگا رہی تھی۔ مَیں نے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے کہا مَیں دُختر زید بن حارثہ ہوں میں جب واپس زمین پر آیا تو زید کو اس کی خوشخبری دی۔ بہشت میں پرندے بڑے بڑے اُونٹوں سے بھی بڑے نظر آئے جنکے چونچ بڑے بڑے ڈول کے مانند تھے۔ وہاں مَیں نے ایک اتنا بڑا درخت دیکھا کہ کوئی پرندہ سات سو سال تک اُڑنے کے بعد بھی اُس کے گرد ایک چکر نہیں لگا سکتا۔ بہشت میں کوئی مکان ایسا نہیں جس کے اندر اُس کی شاخ نہ ہو۔ مَیں نے پُوچھا یہ کیسا درخت ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ 'طوبیٰ' ہے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے کہ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ (پ۱۳ آیت ۲۹ سورۃ الرعد) حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں بہشت میں پہنچا تو میرا وُہ ہول جو آسمان ہفتم کے عجائبات دیکھنے کے سبب دل پر قائم ہوگیا تھا زائل ہوگیا۔ پھر مَیں نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ وُہ دریا جو مَیں نے دیکھے تھے کیسے ہیں۔ کہا وُہ اوقات حجاب ہیں جو عرش کے انوار کو روکے ہوئے ہیں۔ ورنہ نورِ عرش ہر اُس چیز کو جلا دیتا جو اُس کے نیچے ہے۔ پھر مَیں وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا جس کی ہر پتی ایک عظیم اُمت کو اپنے سایہ میں لے سکتی ہے۔ اُس جگہ سے میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے قربِ معنوی کے مرتبہ میں قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (پ۲۷ آیت ۹ سورۃ نجم) کی منزلت تک پہنچا اور اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں مناجات کے قابل ہوا۔ میرے کانوں میں ندا آئی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ یعنی رسُولؐ اُن چیزوں پر ایمان لائے جو کچھ اُن کی طرف اُن کے پروردگار کی طرف سے بھیجی گئی۔ یہ سُنکر میں نے اپنی اور اپنی اُمت کی جانب سے عرض کی:- وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ اور تمام مومنین خدا پر، اُس کے فرشتوں پر، اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور کہتے ہیں کہ ہم رسولوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے بلکہ ہم سب پر ایمان لائے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں پھر مَیں نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (پ۳ آیت ۲۸۵ سورۃ بقرہ) ہم نے سُنا جو کچھ

خدانے فرمایا اور اطاعت کی۔ اے پروردگارِ عالم ہم تیری طرف سے مغفرت چاہتے ہیں اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ۳ آیت ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی خداکسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور جو نیکیاں وُہ کرتا ہے اُس کے لیئے اور جو بُرائیاں وُہ کرتا ہے اُسی کے لیئے ہیں۔ مَیں نے کہا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی پروردگارا جو ہم سے سہو ہوجاتے اُس کا یا ہم سے جو گناہ سرزد ہوجائے اس کا مؤاخذہ ہم سے نہ کر۔ ارشادِ ربّ العزّت ہؤا اچھا بلا قصد اور بھُول چوک کے سبب سے غلطیوں کا مؤاخذہ نہ کروں گا۔ پھر مَیں نے کہا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ یعنی اے ہمارے پروردگار ہم پر اتنا بار مت ڈال جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر تُو نے بار ڈالا تھا۔ خدانے فرمایا اچھا یہ بھی منظور ہے۔ پھر مَیں نے کہا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ (پ۳ آیت ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی اے ہمارے پالنے والے ہم پر ایسا بار بھی مت ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہم کو عافیت عطا فرما اور ہم سے درگزر فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک و سرپرست ہے۔ اور کفّار پر ہم کو نصرت و فتح عنایت فرما۔ خدانے فرمایا مَیں نے وُہ سب کچھ تم کو اور تمہاری اُمّت کو عطا فرمایا جو تم نے طلب کیا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں خدانے کسی پیغمبر کو اس قدر مکرّم و محترم نہیں کیا جیسا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرامی و بزرگ مرتبہ فرمایا اور یہ اُمور ان کو عطا فرمائے غرض اُس وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی پالنے والے جو فضیلتیں تُو نے اپنے گزشتہ پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں وُہ مجھے بھی عطا فرما۔ خدانے فرمایا جو چیزیں مَیں نے تم کو عطا کی ہیں اُن میں دو کلمے وُہ ہیں جو میرے عرش کے خزانوں میں سے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ وَلَا مَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ ۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ حاملانِ عرشِ الٰہی نے ایک دُعا مجھے تعلیم کی جس کو ہر صبح و شام مَیں پڑھتا ہوں اور وُہ یہ ہے :۔ اللّٰھم ان ظلمتی اصبح مُستجیرا بعفوك وذنبی اصبح مستجیرا بمغفرتك وذلی اصبح مستجیرا بعزتك وفقری اصبح مستجیرا بغناك ووجھی البالی اصبح مستجیرا بوجھك الباقی الّذی لا یفنی" پھر حضرتؐ نے فرمایا مَیں نے ایک فرشتہ کی آواز سُنی جو اذان کہہ رہا تھا اور اس سے پہلے کسی نے اُس فرشتہ کو آسمان پر نہیں دیکھا تھا۔ جب اُس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا خداوند عالم نے فرمایا میرے بندہ نے سچ کہا۔ بیشک میں ایسا ہی بلند ہوں کہ عقلِ خلائق مجھ تک نہیں پہنچ سکتی اور تمام چیزوں سے بڑا اور بلند ہوں۔ جب اُس نے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ۔ کہا حق تعالیٰ نے فرمایا میرے بندہ نے سچ کہا۔ کوئی خدا میرے سوا نہیں ہے۔ جب اُس نے دُو مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہا حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے۔ محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے بندہ اور رسُول ہیں مَیں نے ان کو ہدایت خلق کے لیئے بھیجا ہے اور برگزیدہ کیا ہے۔ جب اُس نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ خدانے فرمایا میرا بندہ سچ کہتا ہے اور لوگوں کو

میرے فریضہ کی ادائیگی کی جانب بُلاتا ہے جو شخص شوق اور دلی خواہش سے نماز کی جانب کوشش کرتا ہے اور اس کی غرض میری خوشنودی کے سوا نہیں ہوتی تو مَیں نماز کو اُس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہوں۔ جب اُس نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ خداوند کریم نے فرمایا نماز نجات و فلاح کا باعث ہے۔ پھر مَیں آگے کھڑا ہؤا، اور ملائکۂ آسمان نے میری اقتدا کی جس طرح بیت المقدس میں تمام پیغمبروں نے میری اقتدا کی تھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہؤا انوارِ محبّت الٰہی نے مجھ کو گھیر لیا۔ مَیں سجدہ میں گر پڑا تو خداوند رحیم و کریم نے ندا کی کہ ہر پیغمبر اور اُس کی اُمّت پر مَیں نے پچاس نمازیں واجب کیں تھیں وہی مَیں نے تمہارے اور تمہاری اُمّت کے لیئے واجب کیں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جناب ابراہیمؑ نے اور ہر اُس پیغمبر نے جس کی طرف سے میں گزرا تھا مجھ سے کچھ نہ پُوچھا؛ جب جناب موسیٰؑ کے پاس آیا تو اُنہوں نے پُوچھا کیا ہؤا مَیں نے کہا مجھ پر اور میری اُمّت پر پچاس نمازیں واجب کی گئی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے کہا خداوندِ عالم عبادت سے بے نیاز ہے اور آپ کی اُمّت آخر اُمّت ہے۔ وُہ لوگ سب اُمتوں سے کمزور ہیں اور پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہٰذا واپس جاکر اپنے پروردگار سے عرض کیجئے کہ تخفیف فرمائے۔ مَیں یہ سُنکر واپس گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور کہا پروردگارا مجھ پر اور میری اُمّت پر پچاس نمازیں دُشوار ہیں معبُود کچھ کم کردے تو دس نمازیں خدانے کم کردیں۔ پھر واپس آیا تو جناب مُوسیٰؑ نے پھر کہا کہ یہ بھی دُشوار ہے پھر جاکر سفارش کیجیئے کہ حق تعالیٰ اور کمی فرمائے کیونکہ آپ کی اُمّت چالیس نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی ہے حضرتؐ فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا اور سجدہ میں گر کر الحاح وزاری کی تو خدانے دس نمازیں اور کم کردیں پھر واپس آیا تو موسیٰ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ پھر شفاعت فرمائیے آپؐ کی اُمّت میں اتنی بھی قوت نہیں اسی طرح میں برابر واپس جاجاکر خلاقِ عالم سے سفارش کرتا رہا۔ یہانتک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰؑ نے پھر کہا تو مَیں نے کہا یا موسیٰؑ اب تو مجھے اپنے معبود سے شرم آتی ہے؛ تو خدانے مجھے ندا دی کہ چونکہ اے میرے حبیبؐ تم نے ان پانچ نمازوں کو بخوشی منظور کرلیا لہٰذا میں نے ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا، ایک نماز کے عوض دس نمازیں قبول کروں گا۔ اور تمہاری اُمّت میں سے جو شخص ایک نیکی کرے گا" دس نیکیاں اُس کے لیئے لکھوں گا؛ اور اگر ارادہ کرلے گا اور عمل میں نہ لائے گا تب بھی ایک نیکی اُس کے لیئے لکھوں گا۔ اور اگر اُن میں سے کوئی کسی گناہ کا ارادہ کرے گا اور عمل میں نہ لائے گا تو اُس کے لیئے نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر کر گزرے گا تو اس کے لیئے ایک ہی گناہ لکھوں گا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خدا جناب موسیٰؑ کو اس اُمّت کی جانب سے جزائے خیر دے کہ ان کے بار کو ہلکا کرادیا اور ان کی تکلیف کم کرادی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب زید بن علی بن الحسین علیہ السّلام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدینؑ سے سوال کیا کہ جب جدِّ بزرگوار حضرت سرورِ کائنات معراج میں تشریف لے گئے۔ اور خدانے پچاس نمازیں اُن کی اُمّت پر واجب فرمائیں تو حضرتؐ نے خود کیوں نہ خدا سے کمی کی درخواست کی جب جناب موسیٰؑ نے کہا کہ خدا سے سوال کیجئے اور حضرتؐ واپس گئے اور خدا سے کمی کی التجا کی۔ امام نے فرمایا کہ اے فرزند پیغمبرؐ خدانے یہ خلافِ ادب سمجھا کہ جس چیز کی خدانے ان کو اور ان کی اُمّت کو تکلیف دی آنحضرتؐ

خدانے فرمایا اور اطاعت کی۔ اے پروردگارِ عالم ہم تیری طرف سے مغفرت چاہتے ہیں اور سب کی بازگشت تیری طرف ہے۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ۳ آیت ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی خدا کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور جو نیکیاں وُہ کرتا ہے اُس کے لیے اور جو بُرائیاں وُہ کرتا ہے اُسی کے لیئے ہیں۔ مَیں نے کہا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا یعنی پروردگارا جو ہم سے سہو ہو جاتے اُس کا یا ہم سے جو گناہ سرزد ہو جائے اُس کا مؤاخذہ ہم سے نہ کر۔ ارشادِ ربّ العزّت ہوا اچھا بلا قصد اور بھول چوک کے سبب سے غلطیوں کا مؤاخذہ نہ کروں گا۔ پھر مَیں نے کہا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ یعنی اے ہمارے پروردگار ہم پر اتنا بار مت ڈال جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر تُونے بار ڈالا تھا۔ خدانے فرمایا اچھا یہ بھی منظور ہے۔ پھر مَیں نے کہا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۳ آیت ۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی اے ہمارے پالنے والے ہم پر ایسا بار بھی مت ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہم کو عافیت عطا فرما اور ہم سے درگزر فرما اور ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک و سرپرست ہے۔ اور کفّار پر ہم کو نصرت و فتح عنایت فرما۔ خدانے فرمایا مَیں نے وُہ سب کچھ تم کو اور تمہاری اُمّت کو عطا فرمایا جو تم نے طلب کیا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں خدانے کسی پیغمبر کو اس قدر مکرّم و محترم نہیں کیا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرامی و بزرگ مرتبہ فرمایا اور یہ اُمور ان کو عطا فرمائے غرض اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کی پالنے والے جو فضیلتیں تُونے اپنے گزشتہ پیغمبروں کو عطا فرمائی ہیں وُہ مجھے بھی عطا فرما۔ خدانے فرمایا جو چیزیں مَیں نے تم کو عطا کی ہیں اُن میں دو کلمے وُہ ہیں جو میرے عرش کے خزانوں میں سے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ حاملانِ عرشِ الٰہی نے ایک دُعا مجھے تعلیم کی جس کو ہر صبح و شام مَیں پڑھتا ہوں اور وُہ یہ ہے :- اللّٰھم ان ظلمتی اصبح مستجیرا بعفوك وذنبی اصبح مستجیرا بمغفرتك وذلی اصبح مستجیرا بعزتك وفقری اصبح مستجیرا بغناك ووجھی البالی اصبح مستجیرا بوجھك الباقی الّذی لا یفنی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا مَیں نے ایک فرشتہ [illegible]

[illegible]

الا اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ۔ [illegible] نہیں ہے۔ جب اُس نے دو مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا [illegible] لیئے بھیجا ہے اور برگزیدہ کیا ہے۔ جب اس نے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ [illegible]

میرے فریضہ کی ادائیگی کی جانب بُلاتا ہے جو شخص شوق اور دلی خواہش سے نماز کی جانب کوشش کرتا ہے اور اس کی غرض میری خوشنودی کے سوا نہیں ہوتی تو مَیں نماز کو اُس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہوں۔ جب اُس نے کہا حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ خداوند کریم نے فرمایا نماز نجات و فلاح کا باعث ہے۔ پھر مَیں آگے کھڑا ہوا، اور ملائکہ آسمان نے میری اقتدا کی جس طرح بیت المقدس میں تمام پیغمبروں نے میری اقتدا کی تھی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا انوارِ محبت الٰہی نے مجھ کو گھیر لیا مَیں سجدہ میں گر پڑا تو خداوندِ رحیم و کریم نے ندا کی کہ ہر پیغمبر اور اُس کی اُمّت پر مَیں نے پچاس نمازیں واجب کی تھیں وہی مَیں نے تمہارے اور تمہاری اُمّت کے لیئے واجب کیں حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جناب ابراہیمؑ نے اور ہر اُس پیغمبر نے جس کی طرف سے میں گزرا تھا مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ جب جناب موسیٰؑ کے پاس آیا تو اُنہوں نے پُوچھا کیا ہوا مَیں نے کہا مجھ پر اور میری اُمّت پر پچاس نمازیں واجب کی گئی ہیں۔ جناب موسیٰؑ نے کہا خداوندِ عالم عبادت سے بے نیاز ہے اور آپ کی اُمّت آخر اُمّت ہے۔ وُہ لوگ سب اُمّتوں سے کمزور ہیں اور پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہٰذا واپس جاکر اپنے پروردگار سے عرض کیجیے کہ تخفیف فرمائے۔ مَیں یہ سُنکر واپس گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر سجدہ میں گر پڑا اور کہا پروردگارا مجھ پر اور میری اُمّت پر پچاس نمازیں دشوار ہیں معبود کچھ کم کر دے تو دس نمازیں خدا نے کم کر دیں۔ پھر واپس آیا تو جناب مُوسیٰؑ نے پھر کہا کہ یہ بھی دُشوار ہے پھر جاکر سفارش کیجیے کہ حق تعالیٰ اور کمی فرمائے کیونکہ آپ کی اُمّت چالیس نمازوں کی طاقت بھی نہیں رکھتی ہے حضرتؐ فرماتے ہیں میں پھر واپس گیا اور سجدہ میں گر کر الحاح و زاری کی تو خدا نے دس نمازیں اور کم کر دیں پھر واپس آیا تو موسیٰ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں۔ پھر شفاعت فرمایئے آپؐ کی اُمّت میں اتنی بھی قوت نہیں اسی طرح مَیں برابر واپس جاجاکر خلاقِ عالم سے سفارش کرتا رہا۔ یہانتک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰؑ نے پھر کہا تو مَیں نے کہا یا موسیٰؑ اب تو مجھے اپنے معبود سے شرم آتی ہے! تو خدا نے مجھے ندا دی کہ چونکہ اے میرے حبیبؐ تم نے ان پانچ نمازوں کو بخوشی منظور کر لیا لہٰذا مَیں نے ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا، ایک نماز کے عوض دس نمازیں قبول کروں گا۔ اور تمہاری اُمّت میں سے جو شخص ایک نیکی کرے گا، دس نیکیاں اُس کے لیئے لکھوں گا، اور اگر ارادہ کرلے گا اور عمل میں نہ لائے گا تب بھی ایک نیکی اُس کے لیئے لکھوں گا۔ اور اگر اُن میں سے کوئی کسی گناہ کا ارادہ کریگا اور عمل میں نہ لائے گا تو اُس کے لیئے نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر کر گزرے گا تو اس کے لیئے ایک ہی گناہ لکھوں گا۔ حضرت صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ خدا جناب موسیٰؑ کو اس اُمّت کی جانب سے جزائے خیر دے کہ ان کے بار کو ہلکا کرا دیا اور ان کی تکلیف کم کرا دی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب زید بن علی بن الحسین علیہ السّلام نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام زین العابدینؑ سے سوال کیا کہ جب جدِ بزرگوار حضرت سرورِ کائنات معراج میں تشریف لے گئے۔ اور پچاس نمازیں حق کی اُمّت پر واجب فرمائیں تو حضرتؐ نے خود کیوں نہ خدا سے کمی کی درخواست کی [illegible] خدا سے سوال کیجئے اور حضرتؐ واپس گئے اور خدا سے کمی کی التجا کی۔ امام نے فرمایا [illegible] سمجھا کہ جس چیز کی خدانے ان کو اور ان کی اُمّت کو تکلیف دی آنحضرتؐ

پہلے ہی رد کر دیتے۔ لیکن جب جناب موسیٰؑ جیسے عظیم الشان پیغمبر نے آنحضرتؐ کی اُمّت کی سفارش کی تو آنحضرتؐ نے انکار کرنا جائز نہ سمجھا۔ اس لیئے بار بار واپس گئے اور شفاعت کی یہانتک کہ پانچ نمازیں واجب ہوئیں زید نے کہا پدر بزرگوار جب پانچ نمازوں کے بارے میں بھی موسیٰؑ نے تخفیف کی خواہش کے لیئے حضرتؐ کو واپس جانے کے واسطے کہا تو کیوں نہ حضرتؐ نے منظور کیا۔ امامؑ نے فرمایا اے فرزند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ تخفیف اُمّت کے لیئے ہوجائے اور ان کا ثواب بھی کم نہ ہو بلکہ پچاس نمازوں کا ثواب باقی رہے اگر پانچ نمازوں سے بھی کم واجب ہوتیں تو پچاس نمازوں کا ثواب نہ ملتا۔ اس لیئے کہ خدا فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (پ سورۃ انعام آیۃ ۱۶۰) جو شخص ایک نیکی عمل میں لائے تو اُس کے لیئے اُس کا دس گنا اجر ہے۔ لہٰذا جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر تشریف لائے تو جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرتؐ خلاقِ عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔ میرے قول میں تغیّر نہیں ہوتا ہے اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

بسند معتبر روایت ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے حضرت امام زین العابدینؑ سے دریافت کیا کہ آیا خدا کی نسبت کسی مکان و مقام سے دی جاسکتی ہے اور اُس کے لیئے کوئی مکان اور جگہ ہوسکتی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا اس سے بلند تر اور پاک ہے اس سے کہ اُس کے لیئے کوئی مکان ہو۔ تو ابوحمزہ نے کہا پھر خدا آنحضرتؐ کو کیوں آسمان پر لے گیا؟ حضرتؑ نے فرمایا اس لیئے کہ ان کو ملکوت آسمان اور جو کچھ آسمانوں میں عجائب اور اس کی صنعتیں ہیں دکھلائے۔ تو ابوحمزہ نے کہا پھر ثُمَّ دَنٰى فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (پ۲۷ سورۃ النجم آیۃ ۹) کے کیا معنی ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورِ حق تعالیٰ کے حجابوں سے نزدیک ہوئے اور ملکوت آسمان کو دیکھا، پھر زمین کی جانب نگاہ کی اور ملکوت زمین پر نظر کی اور ہر شے کو وہاں سے مشاہدہ فرمایا۔ چنانچہ حضرتؐ نے گمان کیا کہ زمین اُن سے اس قدر قریب ہے کہ جیسے آپس میں کمان کے دو سرے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔

بسند ہائے صحیح روایت ہے کہ یونس نے جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ خداوند عالم کس سبب سے اپنے پیغمبرؐ کو آسمان پر اور وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گیا پھر وہاں سے حجابہائے نور تک لے گیا اور اُن سے راز کی باتیں کیں اور اُن سے خطابات کیئے حالانکہ خدا کے لیئے کوئی مکان و مقام مخصوص نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا بیشک خدا کے لیئے مکان اور کوئی جگہ مخصوص نہیں۔ اس کے لیئے تمام جگہ یکساں ہے۔ اور اُس پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔ لیکن خدا نے چاہا کہ ملائکہ اور آسمان کے ساکنین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدۂ جمال سے مشرّف اور معزّز فرمائے اور آنحضرتؐ کو اپنے چند عظیم عجائبات دکھائے تاکہ آنحضرتؐ واپس آکر اہلِ زمین کو اُس سے آگاہ کریں اور اُن کا ایمان زیادہ ہو۔ یہ بات نہ تھی کہ خدا آسمان پر ہے اور اس لیئے حضرتؐ کو بلایا تھا جیساکہ شک کرنے والے کہتے ہیں۔ خدا اس سے پاک و منزّہ ہے جو وُہ لوگ کہتے ہیں۔

ابن بابویہ اور احمد بن ابی طالب طبرسی نے بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام اور ابن عباسؓ

سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے براق کو میرا تابع کیا اور وُہ دُنیا اور جو کچھ اُس میں ہے سب سے بہتر ہے اور بہشت کے حیوانوں میں سے ہے۔ نہ بہت بلند ہے نہ بہت چھوٹا۔ اُس کا چہرہ آدمیوں کے مانند، سُم گھوڑوں کی طرح اور دُم گائے کی دُم کی سی ہے۔ دراز گوش سے بڑا اور خچر سے چھوٹا۔ اُس کا زین یاقوت کا، رکاب مروارید کی ہے۔ سونے کی ستر ہزار لگام رکھتا ہے۔ اُس کے دو پر ہیں جو موتی یاقوت اور طرح طرح کے جواہرات سے مرصّع ہیں۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تحریر ہے۔ وُہ تمام حیوانوں سے خوش رنگ ہے اگر خدا اس کو اجازت دے دے تو ایک قدم میں دنیا و آخرت کو طے کرلے۔ اور ابن بابویہ سے دُوسری روایت میں ہے کہ جناب رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں روز قیامت براق پر سوار ہونگا جس کا چہرہ انسان کی صورت کے مانند ہے رنگ گھوڑے کے رنگ کی طرح۔ اُس کے پروں میں مروارید ٹنکے ہوتے ہیں اُس کے کان زبرجد سے بنے ہیں اُس کی آنکھیں زہرہ ستارہ کی طرح چمکتی ہیں۔ اُس کے تار نظر شعاع خورشید کے مثل، اور اُس کے سینہ سے پسینہ کے قطروں کی بجائے مروارید غلطاں جاری ہوتے ہیں۔ اُس کی گردن باہم پیچیدہ ہے۔ اُس کے ہاتھ اور پیر طویل و بلند ہیں۔ وُہ آدمیوں کے مانند بات سُنتا اور سمجھتا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے روایت کی ہے کہ براق کیا ہے ابو ہلال ہے۔ اور کلینی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جبریلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے براق لائے جو خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اُس کے کان ہر وقت ہلتے رہتے تھے۔ اور اپنی نگاہ کی حد تک ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب پہاڑ پر چلتا تو اُس کے دونوں ہاتھ چھوٹے اور پیر بڑے ہوجاتے تھے۔ جب بلندی سے پستی کی جانب آتا اس کے ہاتھ بڑے اور پیر چھوٹے ہوجاتے اُس کے بال بڑے اور زیادہ تھے جو داہنی جانب لٹکے ہوتے تھے۔ اُس کے دو پر سر کے پیچھے تھے۔

کلینی اور ابن بابویہ نے معتبر سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب خلاقِ عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات آسمانوں پر لے گیا آسمانِ اوّل پر اُن پر برکت بھیجی، دُوسرے آسمان پر اپنے فرائض کی تعلیم فرمائی، تیسرے آسمان پر نور کی ایک محمل حضورؐ کے لیئے بھیجی جس میں چالیس قسم کے نور تھے جو عرش کے گرد خلق ہوئے ہیں جنکے دیکھنے کی تاب انسانوں کی آنکھیں نہیں لاسکتیں۔ اُن میں سے ایک نورِ زرد ہے جس سے تمام قسم کے زرد رنگ پیدا ہوئے ہیں۔ اُن میں ایک نورِ سُرخ ہے جس سے تمام سُرخیاں ہیں۔ اور ایک نورِ سفید ہے کہ تمام سفیدیاں اُسی کے سبب سے ہیں۔ اسی طرح اور دُوسرے انوار ہیں۔ اُس محمل میں زنجیریں چاندی کی تھیں۔ حضرتؐ کو اُسی محمل میں بٹھایا اور آسمان پر لے گئے۔ ملائکہ نے جب اُس کو دیکھا تو آنکھیں تاب نہ لاسکیں اور وُہ آسمان کی طرف پرواز کرگئے۔ اور کہا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ کس قدر مشابہ ہیں یہ انوار پروردگار کے عرش کے انوار سے۔ جبریلؑ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ یہ سُنکر فرشتے خاموش ہوگئے اور آسمان کے دروازے کُھل گئے اور تمام فرشتے حضرتؐ کے گرد جمع ہوئے اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ اور پُوچھا یا رسُول اللہ آپ کے بھائی علیؑ کیسے ہیں

فرمایا بخیر ہیں۔ فرشتوں نے کہا جب آپؐ اُن سے ملاقات کریں تو ہمارا سلام ان کو پہنچا دیں۔ حضرتؐ نے پوچھا تم ان کو پہچانتے ہو؟ کہا ہم کیونکر اُن کو نہ پہچانیں حالانکہ خداوند عالم نے آپؐ کی رسالت اور اُن کی امامت کا ہم سے عہد و اقرار لیا ہے۔ ہم تو ہمیشہ آپ پر اور اُن پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ خداوند عالم نے آسمانِ اوّل پر اُس محمل کو اور طرح طرح کے نوروں سے آراستہ فرمایا جن میں سے کوئی ایک پہلے نوروں سے مشابہ نہ تھا۔ اور زنجیریں اور کڑیاں بھی بڑھا دیں۔ وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُوسرے آسمان پر لے گئے۔ جب اس کے دروازہ کے پاس پہنچے فرشتے وہاں سے پرواز کر گئے اور سجدہ میں گر پڑے اور کہا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ۔ کس قدر یہ نور ہمارے پروردگار کے نور سے مشابہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ کہا فرشتوں نے ان کی آواز سُنی تو آسمان کے دروازے کھول دیئے اور آنحضرتؐ کے پاس جمع ہو گئے اور جناب جبرئیلؑ سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پوچھا کیا مبعوث ہو گئے؟ کہا ہاں۔ یہ سُنکر فرشتوں نے مجھ کو سلام کیا اور کہا اپنے بھائی علیؑ کو بھی ہمارا سلام کہیئے گا۔ میں نے پوچھا تم اُن کو پہچانتے ہو؟ اُن فرشتوں نے کہا کیونکر نہ پہچانیں حالانکہ خداوند عالم نے آپ کی اور ان حضرتؑ کی اور اُن کے شیعوں کی محبّت اور ولایت کا قیامت تک کے لیئے ہم سب سے عہد لیا ہے اور ہم سب ہر روز پانچ مرتبہ اُن کے شیعوں کے حالات معلوم کرتے ہیں اور اُن کے مُنہ کو دیکھتے ہیں یعنی نماز کے وقت۔ پھر خداوند عالم نے چالیس قسم کے نور سابقہ نوروں پر اور اضافہ فرمائے جو پہلے انوار سے مشابہ نہ تھے اور حلقے اور زنجیریں اور بڑھا دیں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب ہم کو آسمان سوم پر لے گئے تو وہاں کے فرشتے آسمان ہفتم کی جانب پرواز کر گئے اور کہا سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ۔ کس قدر مشابہ ہے یہ نور ہمارے پروردگار کے نور سے۔ جبرئیلؑ نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ فرشتوں نے جب یہ شہادت سُنی میرے پاس دَوڑتے ہوئے آئے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے اور کہنے لگے مرحبا اے سب سے پہلے پیغمبرؐ جنکو خدا نے سب سے پہلے خلق فرمایا اور سب سے افضل قرار دیا اور پیغمبرؐ آخر الزمان جنکو خدا نے سب پیغمبروں کے بعد مبعوث فرمایا اور پیغمبرؐ حاشر جنکے زمانہ میں قیامت برپا ہوگی اور پیغمبرؐ ناشر جو علوم اور نیکیاں اور کمالات خلق میں پھیلانے والے ہیں۔ یعنی وہ خاتم الانبیا ہیں۔ اور مرحبا علیؑ کے لیئے جو بہترین اوصیا ہیں۔ پھر ان فرشتوں نے مجھے سلام کیا اور علیؑ کے حالات دریافت کیئے۔ میں نے کہا میں ان کو زمین پر اپنا جانشین بنا کر آیا ہوں۔ کیا تم ان کو پہچانتے ہو؟ اُنہوں نے کہا سال میں ایک مرتبہ ہم بیت المعمور کے حج کے لیئے جاتے ہیں اُس میں ایک سفید کاغذ پر آپؐ کا نام اور علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی اولاد سے اماموں کے اور قیامت تک کے اُن کے شیعوں کے نام درج ہیں ہم ہمیشہ اُس نامہ پر برکت حاصل کرنے کے لیئے ہاتھ پھیرتے ہیں۔ پھر خداوند عالم نے چالیس طرح کے انوار جو پہلے نوروں سے مختلف تھے اور حلقے اور زنجیریں میری محمل میں اور اضافہ کیں اور مجھ کو آسمانِ چہارم پر لے گئے وہاں فرشتوں کی آواز آہستہ سُنائی دی جیسے کہ اُن کے سینوں میں آواز پھنسی ہوئی تھی آسمان

کے دروازے جلد جلد کھولے گئے اور فرشتے میرے پاس جمع ہوئے۔ جبرئیلؑ نے حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دو بار کہا۔ فرشتوں نے کہا دو آوازیں ایک ساتھ ملی ہوئی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ نماز اور علیؑ کے ذریعہ فلاح و رستگاری حاصل ہوگی۔ پھر جبرئیلؑ نے دو بار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کہا۔ فرشتوں نے کہا یہ شیعیان علیؑ کے لیئے ہے کیونکہ وُہ قیامت تک نماز اُسی طرح قائم رکھیں گے جس طرح قائم رکھنا چاہیئے۔ پھر فرشتوں نے مجھ سے پُوچھا کہ علیؑ کو آپ نے کہاں اور کس حال میں چھوڑا؟ میں نے پُوچھا تم اُن کو پہچانتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں۔ بیت المعمور میں ایک کتاب ہے جس میں نام محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ اور ان کی اولاد میں سے اماموں اور ان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں جن میں سے کوئی نام نہ کم ہوگا نہ زیادہ۔ اور وُہ نامہ ایک پیمان ہے جو ہم سے لیا گیا ہے۔ ہر روز جمعہ وُہ ہم کو سُنایا جاتا ہے۔ میں نے یہ سُنکر سجدۂ شکر کیا۔ سجدہ میں خدا کی جانب سے مجھ کو آواز آئی کہ اپنے پیروں کے نیچے دیکھو۔ میں نے نظر کی تو دیکھا کہ خانہ کعبہ بیت المعمور کے نیچے تھا کہ اگر کوئی چیز میں پھینکتا تو کعبہ ہی میں گرتی۔ پھر مجھ کو آواز آئی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ حرم ہے اور تم پیغمبر محترم ہو۔ اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے ایک مثال اور ایک شبیہ رکھتا ہے۔ پھر ندا آئی کہ اپنے ہاتھ کھولو تاکہ وُہ پانی تم کو ملے جو عرش کے نیچے جاری ہے۔ یہ سُنکر میں نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا اور پانی لے لیا۔ اسی وجہ سے یہ سنّت قائم ہوئی کہ پہلے آب وضو داہنے ہاتھ پر ڈالتے ہیں۔ پھر آواز آئی کہ اس پانی سے اپنا مُنہ دھوؤ تاکہ جب تم انوار عظمت و جلال کو دیکھو تو پاک و مطہر رہو۔ پھر اپنے داہنے اور بائیں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ کیونکہ تم چاہتے ہو کہ میرے کلام کو اپنے ہاتھوں میں لو تو اس تری کے ساتھ جو تمہارے ہاتھوں میں ہو اپنے سر اور پیروں کا (ٹخنوں تک) مسح کرو۔ سر کا مسح اس لیے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ رحمت کا ہاتھ تمہارے سر پر اور اپنی برکت تم پر جاری کروں اور پیروں کا مسح اس لیئے ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایسے مقامات پر بلند کروں کہ کسی شخص کے پاؤں وہاں نہیں پہنچے ہیں اور نہ تمہارے بعد کوئی وہاں تک پہنچے گا۔ یہ تھی علت اور وجہ وضو اور اذان و نماز کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت کے لیئے مقرر کی گئی۔ پھر خداوند عالم نے ندا کی کہ یا محمدؐ حجر اسود کی جانب دیکھو جو تمہارے مقابل ہے اور میرے حجابوں کی تعداد کے برابر میری بڑائی اور بزرگی کا اقرار کرو اور اللہ اکبر کہو۔ اسی سبب سے نماز سے پہلے سات مرتبہ تکبیریں کہنا مقرر ہوا کیونکہ حجابات بھی سات ہی تھے۔ اور جب آنحضرتؐ ایک مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے تو ایک حجاب طے کر لیتے تھے۔ جب تین حجابات طے کیئے تو انوار الٰہی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر پہنچے۔ پھر دو بار تکبیر کہی تو دو حجابات اور طے کیئے اور دُوسرے نور کے دروازہ پر پہنچے۔ جب دو بار پھر تکبیریں کہیں تو چھٹے اور ساتویں حجابات طے فرمائے اور ایک دُوسرے نور کے دروازہ پر پہنچے۔ اس سبب سے مقرر ہوا کہ تین بار تکبیر افتتاح پیاپے کہیں اور دُعا پڑھیں پھر اور تکبیریں مسلسل کہیں۔ اور دُعائے توجہ پڑھیں جس طرح رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان و اقامت اور ساتوں آسمانوں کو کھولنے کے لیئے اور عظمت و جلالت خالق کائنات کے حجابات کو طے کرنے کے وقت سات تکبیریں کہیں اور مقام قرب و خطاب ذوالجلال و کریم تک پہنچے۔ کیونکہ نماز معراج مومن ہے۔ مومن کامل بھی جب

ایساعمل بجالاتا ہے اور ساتوں تکبیریں کہتا ہے تو ظلمت وتاریکی کے حجابات جو گناہوں اور دنیاوی تعلقات کے سبب خدا کے اور اس کے درمیان حائل ہوتے ہیں اُٹھ جاتے ہیں اور وہ بھی خدا کے مقام خطاب و قرب تک پہنچ جاتا ہے۔ غرض جب آنحضرتؐ حجاباتِ نور طے کرکے مقامِ قرب وخطاب تک پہنچے تو خطاب احدیت ہوا کہ ہمارے حبیبؐ اب تم میرے مقامِ قرب و وصال تک پہنچ گئے لہٰذا میرے نام سے ابتدا کرو۔ تو حضرتؐ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہا۔ اسی وجہ سے سورتوں کے شروع میں بسم اللہ مقرر ہوا۔ پھر آواز آئی کہ میری حمد کرو تو حضرتؐ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ زبان پر جاری کیا اور دل میں شُکْرًا لِلّٰهِ کہا تو آواز آئی کہ پھر میرا نام لو چونکہ تم نے خود سے دل میں میرا شکر کیا۔ تو حضرتؐ نے دُوسری مرتبہ کہا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہانتک بالہام ربّ العزت آنحضرتؐ نے سُورۂ حمد تمام کی۔ اور جب وَ لَا الضَّآلِّیْنَ کہا تو دل میں فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ شکر ہے۔ پھر خطابت احدیت ہوا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چونکہ تم نے میری حمد پر قرآن کو قطع کیا لہٰذا دوبارہ مجھ کو یاد کرو تو حضرتؐ نے دوبارہ کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اسی سبب سے دوسرے سورۃ میں بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مقرر ہوا۔ پھر آواز آئی کہ سُورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھو جس طرح میں نے تم پر نازل کیا ہے۔ وُہ سورۃ میری حمد وثنا اور میری مخلوق کے ساتھ میری نسبت پر شامل ہے۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب میں نے سُورۂ توحید کی تلاوت کی عظمت وجلال حق کے مشاہدہ سے میں مدہوش ہوکر جُھک گیا اور الہامِ الٰہی کے ذریعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ۔ یعنی پاک ہے میرا عظیم پروردگار اور میں اسکی حمد وثنا میں مشغول ہوں۔ جب میں نے یہ ذکر کیا تو اپنے ہوش میں آیا اور میرے نفس کو تسکین ہوئی۔ پھر میں نے بالہام خدا سات مرتبہ یہی ذکر کیا۔ اسی سبب سے رکوع میں یہ ذکر مقرر ہوا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ رکوع سے سر اُٹھاؤ۔ میں نے سر اُٹھایا تو فرشتوں کی آواز سُنی کہ حق تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل وتحمید کر رہے تھے تو میں نے کہا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور نظر اُوپر کی جانب اُٹھائی تو پہلے نُور سے زیادہ روشن نور میں نے مشاہدہ کیا جس سے میری عقل پرواز کر گئی اور آٹھ گنا دہشت بڑھ گئی۔ اُسی حال میں میں سجدہ میں گر پڑا اور اظہارِ عظمت معبود کے لیے اپنا سر عجز وانکساری کی زمین پر رکھ دیا۔ اور خداوندِ اعلےٰ کے الہام سے میں نے سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا تو کچھ میری حیرت و دہشت کم ہوئی اور میں حیرت سے باہر آیا اور معرفت حق کے درجہ کمال پر پہنچا۔ پھر سجدہ سے سر اُٹھایا اور بیٹھا یہانتک کہ انوارِ عظمت کی دہشت وعظمت وگرانی سے راحت حاصل ہوئی پھر بالہام حق تعالیٰ دوبارہ اُوپر کی جانب نگاہ کی اور ایک نُور اُن انوار سے زیادہ جذب کرنے والا مشاہدہ کیا تو دوبارہ اپنے معبود کی بارگاہ میں سجدہ میں گر پڑا اور سات مرتبہ پھر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهٖ کہا تو انوار کے مشاہدہ کی قابلیت مجھ میں زیادہ ہوگئی اور میں نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور اُن نوروں کی طرف دیکھا۔ اسی سبب سے دو سجدے مقرر ہوئے اور دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا سُنّت قرار پایا۔ پھر میں اُٹھا اور دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بندگی کے لیئے کھڑا ہوا۔ پھر خدا نے مجھے ندا دی کہ دوبارہ سورۂ حمد پڑھو۔ جب میں فارغ ہوا تو آواز آئی کہ سُورۂ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (پ۳۰) پڑھو جو تمہاری اور تمہارے اہلبیتؑ کی

عظمت وبلندی کے اظہار پر قیامت تک کے لیئے مشتمل ہے۔ میں نے وُہ سورۃ پڑھ کر دوبارہ رکوع وسجود کیا جس طرح رکعت اوّل میں بجالایا تھا۔ پھر آواز آئی اے محمدؐ میری نعمتوں کو جو تم کو عطا کی ہیں یاد کرو اور میرا نام لو۔ میں نے اسی کے الہام کرنے سے کہا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی كُلُّهَا لِلّٰهِ۔ اور جب میں شہادتین سے فارغ ہوا تو خدا کا حکم ہوا کہ اپنی ذات پر اور اپنے اہلبیتؑ پر صلوٰۃ بھیجو تو میں نے کہا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيَّ وَعَلٰی اَهْلِبَیْتِیْ پھر خدا نے بھی مجھ پر اور میرے اہلبیتؑ پر صلوٰۃ بھیجی۔ جب میں نے اپنے پیچھے نظر کی تو دیکھا کہ صفوفِ ملائکہ وارواحِ انبیاء صف بستہ ہیں۔ پھر خدا نے ندا کی کہ ان پر سلام کرو تو میں نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تو خدا نے فرمایا اے محمدؐ میں ہی تمہارا اور تمہارے بعد اماموں کا سلام وتحیۃ اور رحمت ہوں۔ پھر مجھ کو حکم دیا کہ بائیں جانب دیکھو اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے بعد جو سورۃ پہلی مرتبہ میں نے سُنا وُہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ تھی۔ چونکہ نمازِ معراج دو رکعت تھی اسی لیئے پہلی دُو رکعت میں شک وسہو نہیں ہوتا۔ اور یہ نمازِ ظہر تھی اور یہ پہلی نماز تھی جو حضرتؐ پر واجب ہوئی۔

شیخ کراجلی نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ شبِ معراج خلّاقِ عالم نے مجھے ندا کی کہ پیغمبرانِ گزشتہ سے دریافت کرو کہ وُہ کس امر پر مبعوث کیے گئے ہیں۔ میں نے اُن سے پُوچھا سب نے کہا ہم آپؐ کی رسالت، علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد سے اماموں کی امامت کے اقرار پر مبعوث ہوئے ہیں۔ تو خدا نے مجھ پر وحی کی کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔ میں نے نگاہ کی تو علیؑ، حسن، حسین، علی بن الحسین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی بن موسیٰ الرضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری اور مہدی صاحب الزمان صلوات اللہ علیہم کی صورتیں نظر آئیں جو دریائے نور میں نماز پڑھ رہے تھے۔ خدا نے فرمایا یہ لوگ میری حجت، میرے اولیا اور میرے دوست ہیں اور مہدی جو اُن کے آخری امام ہیں میرے دُشمنوں سے انتقام لیں گے۔

بسندِ معتبر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں معراج میں گیا تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرا اُن سب نے علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں دریافت کیا یہانتک کہ میں نے گمان کیا کہ علیؑ کا نام میرے نام سے زیادہ آسمانوں پر مشہور ہے۔ جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا تو ملکُ الموت کو دیکھا۔ اُنہوں نے کہا کہ یا رسُولؐ اللہ ہر بندہ کی رُوح قبض کرنے پر میں مامور ہوں مگر آپؐ کی اور علیؑ کی رُوح خود حق سُبحانہٗ وتعالیٰ قبض کرے گا۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے عرش کے نیچے علیؑ کو کھڑے ہوئے دیکھا۔ پُوچھا اے علیؑ تم مجھ سے پہلے یہاں آگئے۔ جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپ کس سے گفتگو کر رہے ہیں میں نے کہا اپنے بھائی علیؑ سے۔ جبریلؑ نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ علیؑ نہیں ہیں بلکہ خدائے رحمان ورحیم کا ایک فرشتہ ہے جس کو خدا نے علیؑ کی صورت پر خلق فرمایا ہے۔ اور ہم فرشتگانِ مقرب جب علیؑ کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو خدا کے نزدیک علیؑ کی عظمت وکرامت کے اظہار کے لیئے اس فرشتہ کی زیارت کرتے ہیں۔

شیخ حسن بن سلیمان نے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب مَیں معراج کو گیا اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے درجہ تک پہنچا، اُس جگہ علیؑ کی صورت دیکھی۔ خدا نے مجھ کو ندا دی کہ اس صورت کو پہچانتے ہو؟ مَیں نے عرض کی یہ تو علیؑ کی صورت ہے۔ تو خدا نے مجھے وحی فرمائی فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کر دو اور اُس کو اپنا خلیفہ مقرر کرو۔

ابن بابویہ کی کتاب معراج میں بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ معراج کے لیئے گئے تو حضرتؐ کو یاقوت سُرخ کے ایک تخت پر بٹھایا گیا جو سبز زبرجد سے مرصّع کیا گیا تھا۔ اور فرشتے اُس تخت کو آسمان پر لے گئے وہاں جبرئیلؑ نے کہا یا رسُولَ اللہ اذان کہیئے تو حضرتؐ نے تکبیر کہی فرشتوں نے بھی کہی۔ پھر آنحضرتؐ نے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ... کہا، ملائکہ نے بھی کہا۔ پھر حضرتؐ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا فرشتوں نے بھی کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اور پُوچھا آپ کے وصی علیؑ کہاں ہیں حضرتؐ نے فرمایا ان کو اپنی جگہ اپنی اُمّت میں چھوڑ آیا ہوں فرشتوں نے کہا خدا نے ان کی اطاعت ہم پر واجب کی ہے۔ پھر حضرتؐ کو دُوسرے آسمان پر لے گئے اور وہاں کے فرشتوں نے بھی یہی سوال کیا۔ اسی طرح ہر آسمان پر فرشتوں نے پُوچھا یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر حضرتؐ کو لے گئے وہاں جناب عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عیسیٰؑ نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور حضرت علیؑ کا حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں ان کو زمین پر اپنی اُمّت میں اپنا نائب بنا کر چھوڑ آیا ہوں۔ جناب عیسٰی علیہ السّلام نے کہا آپ نے اپنا بہتر خلیفہ قرار دیا ہے اور خدا نے ان کی اطاعت فرشتوں پر واجب کی ہے۔ پھر جناب موسیٰ علیہ السّلام اور تمام پیغمبروں سے ملاقات کی اور سب نے جناب علیؑ کے بارے میں وہی بات کی جو حضرت عیسٰیؑ نے کی تھی۔ پھر حضرتؐ نے ملائکہ سے پوچھا کہ میرے پدر جناب ابراہیم علیہ السّلام کہاں ہیں؟ کہا شیعیانِ علیؑ کے بچّوں کے ساتھ ہیں۔ جب حضرتؐ بہشت میں داخل ہوئے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السّلام ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہیں۔ اُس درخت کے پھل لٹک رہے ہیں بچّے اُن کو ماں کے دُودھ کے مانند اپنے مُنہ میں لیئے ہوتے ہیں۔ جب کسی بچّہ کے مُنہ سے وُہ نکل جاتا ہے تو حضرت ابراہیمؑ پھر اُس کے مُنہ میں دے دیتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے حضرتؐ کو دیکھا تو سلام کیا اور حضرت علیؑ کا حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی اُمّت میں چھوڑ آیا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے نہایت بہتر جانشین اختیار فرمایا۔ بیشک حق تعالیٰ نے ان کی اطاعت فرشتوں پر بھی واجب کی ہے اور یہ بچّے اُن کے شیعوں کے ہیں۔ مَیں نے خدا سے خواہش کی تھی کہ مجھے اُن کی تربیت پر مامور فرمائے۔ ان میں سے ہر ایک ان درختوں کے پھلوں کے عرق کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اُس گھونٹ میں بہشت کے تمام میووں اور نہروں کی لذّت ہوتی ہے۔

اسی طرح کتاب مذکور میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب شب معراج مجھ کو آسمان ہفتم پر لے گئے۔ ہر آسمان کے دروازہ پر مَیں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، علی بن ابی طالب امیرالمؤمنین لکھا ہوا دیکھا۔ جب مَیں نُور کے حجابوں تک پہنچا ہر حجاب پر بھی

یہی کلمہ لکھا ہوا پایا۔ عرش تک پہنچا تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا تھا۔

پھر اُسی کتاب میں اعمش سے روایت ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ جب میں شب معراج آسمانِ پنجم پر پہنچا علی بن ابی طالب کی صورت مشاہدہ کی۔ مَیں نے پُوچھا اے میرے حبیب جبرئیلؑ یہ کیسی صورت ہے؟ کہا یا رسُولؐ اللہ فرشتوں نے خواہش کی کہ علیؑ کے جمال سے بہرہ مند ہوں اور کہا پالنے والے دُنیا والے ہر صبح و شام جمال علیؑ بن ابی طالب سے مشرف ہوتے ہیں جو تیرے دوست اور تیرے حبیب محمّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب ہیں اور اُن کے خلیفہ و جانشین اور وصی ہیں۔ لہٰذا ہم کو بھی اُن کی زیارت سے مشرف فرما۔ تو خداوندِ عالم نے جناب علیؑ کی تصویر اپنے نور اقدس سے خلق فرمائی جس کی فرشتے شب و روز زیارت کرتے ہیں۔ پھر حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ جب ابن ملجم ملعون نے اُن حضرتؑ کے سرمبارک پر ضربت لگائی۔ وُہ تصویر بھی زخمی ہوگئی۔ اور فرشتے جس وقت اس صورت کو دیکھتے ہیں ابن ملجم ملعون پر لعنت کرتے ہیں۔ اور جب امام حسین علیہ السّلام شہید ہوئے فرشتے زمین پر آئے اور ان حضرتؑ کو آسمان پر لے گئے اور جناب امیرؑ کی تصویر کے برابر آسمانِ پنجم پر رکھ دیا۔ فرشتوں کی فوجیں آسمان سے نیچے آتی ہیں اور زیارتِ امیرالمومنینؑ کے لیئے اُوپر جاتی ہیں اور شہیدوں کے اُس سردار کو خون آلودہ مشاہدہ کرتی ہیں تو یزیدلعؔ، ابن زیادلعؔ اور تمام قاتلانِ لعؔ مظلومِؑ کربلا پر لعنت کرتی ہیں اور قیامت تک ان کا یہ عمل جاری رہے گا۔ اعمش کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ یہ حدیث پوشیدہ علوم میں سے ہے اس کو کسی سے بیان مت کرنا سوائے اس کے جس کو اس کا اہل سمجھو۔

پھر اُسی کتاب میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مَیں جب معراج میں گیا اپنے پروردگار کے کلام سے زیادہ شیریں اور زیادہ خوشگوار کوئی کلام مَیں نے نہیں سُنا۔ مَیں نے عرض کی پالنے والے تُو نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور اُن سے گفتگو کی، ادریسؑ کو مقام بلند پر اُٹھایا، داؤدؑ کو زبور عطا فرمایا، سلیمانؑ کو ایسی سلطنت عطا فرمائی جو دوسروں کے لیے سزاوار نہیں مجھ کو کیا عطا فرماتا ہے۔ خدا نے فرمایا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں نے تم کو اپنا حبیب قرار دیا جس طرح ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا اور تم سے کلام کیا جس طرح موسیٰؑ سے کلام کیا تھا اور فاتحۃ الکتاب اور سورۃ بقرہ تم کو عطا کی کہ کسی پیغمبر کو عطا نہیں کی تھی اور تم کو زمین کے ہر کالے گورے پر اور تمام انس و جن پر مبعوث کیا۔ اور زمین کو تمہارے اور تمہاری اُمّت کے واسطے نماز کی جگہ اور پاک قرار دیا۔ اور غنیمت کو تمہارے اور تمہاری اُمّت کے لیئے حلال کیا اور ایسے رُعب سے تمہاری مدد کی جو تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے کہ دو مہینے کی راہ کے فاصلہ سے کانپتے رہتے ہیں اور سب سے بہتر کتاب تم کو عطا کی جو تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور مجموعۂ اوّلین و آخرین ہے۔ اور تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ بلند کیا کہ جس جگہ میرا نام لیا جاتا ہے تمہارا نام بھی مذکور ہوتا ہے۔

کتاب مذکور میں جناب سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب شبِ معراج مجھ کو آسمان پر لے گئے آسمانِ اوّل پر مَیں نے ایک قصر چاندی کا

دیکھا جس میں دُو فرشتے کھڑے تھے۔ جبرئیلؑ سے مَیں نے کہا کہ ان سے پُوچھو کہ یہ کس کا قصر ہے۔ اُن فرشتوں نے کہا کہ یہ فرزندانِ ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ پھر دوسرے آسمان پر گیا تو وہاں سونے کا ایک قصر دیکھا جو پہلے قصر سے زیادہ بہتر تھا اُس کے دروازہ پر بھی دُو فرشتے کھڑے تھے۔ مَیں نے جبرئیلؑ سے کہا تو اُنہوں نے پُوچھا کہ یہ کس کا قصر ہے اُنہوں نے بھی کہا فرزندان ہاشم میں سے ایک جوان کا ہے۔ پھر آسمانِ سوم پر یاقوت سُرخ کا ایک قصر دیکھا اُس کے دروازے پر بھی دُو فرشتے کھڑے تھے۔ جبرئیلؑ سے مَیں نے کہا کہ پُوچھو کہ یہ کس کا ہے وہاں بھی معلوم ہؤا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ اسی طرح آسمانِ چہارم پر سفید موتی کا ایک قصر دیکھا جس کے دروازہ پر دُو فرشتے کھڑے تھے میں نے پُوچھا کہ یہ قصر کس کا ہے معلوم ہؤا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ آسمانِ پنجم پر اسی طرح زرد موتی کا ایک قصر دیکھا جس کے دروازہ پر دُو فرشتے کھڑے تھے معلوم ہؤا کہ وُہ بھی بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ چھٹے آسمان پر اسی طرح سبز مروارید کا ایک قصر دیکھا اُس کے دروازہ پر بھی دُو فرشتے کھڑے تھے دریافت سے معلوم ہؤا کہ وُہ بھی بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ ساتویں آسمان پر پہنچا تو ایک قصر عرشِ الٰہی کے نُور کا دیکھا اس کے دروازہ پر بھی دُو فرشتے کھڑے تھے۔ مَیں نے جبرئیلؑ سے کہا تو اُنہوں نے پُوچھا معلوم ہؤا کہ بنی ہاشم کے ایک جوان کا ہے۔ پھر وہاں سے اور اُوپر گیا اور نُور و ظلمت کو طے کرتا ہؤا سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا وہاں جبرئیلؑ مجھ سے الگ ہو گئے مَیں نے کہا اے جبرئیلؑ ایسے مقام پر مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا یہ مقام جو آپ نے طے فرمایا کسی پیغمبر و مرسل اور کسی مقرب بارگاہِ الٰہی نے طے نہیں کیا اور کوئی اس مقام تک نہیں پہنچا۔ مجھ میں تاب و طاقت نہیں کہ اس سے اُوپر جاؤں۔ آپؐ کو خدائے کریم و رحیم کے سپُرد کرتا ہوں۔ غرض وہاں سے مَیں آگے بڑھا اور نور کے دریا اور عظمت و جلال الٰہی کی موجیں نُور سے ظلمت اور ظلمت سے نور میں مجھے غوطہ دیتی رہیں یہانتک کہ خداوند رحمٰن اپنے ملکوت میں مجھ کو لایا اُس مقام پر جہاں چاہتا تھا۔ پھر مجھے ندا آئی کہ اے احمدؐ میری بارگاہ میں کھڑے ہو جاؤ۔ جب مَیں نے ندائے خالق سُنی تو کانپ گیا اور بے خود ہو گیا۔ پھر دوبارہ ملکوتِ اعلیٰ سے آواز آئی کہ خداوند عزیز تم کو سلام کہتا ہے۔ مَیں نے کہا وہی سلام ہے اور اُسی سے سلامتی ہے اور سلامتی اُسی کی جانب پلٹتی ہے۔ پھر دُوسری آواز آئی اے احمدؐ مَیں نے کہا لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ ۔ اے میرے مولا اور میرے مالک حاضر ہوں۔ ارشاد ہؤا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ (یعنی محمدؐ اُن کے پروردگار کی طرف سے جو کچھ اُن پر نازل کیا گیا ہے ایمان لائے) یہ سُنکر مَیں نے خدا کے الہام سے کہا وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (ترجمہ) اور سب کے سب مومنین بھی خدا اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اے ہمارے پروردگار (ہم سب کو) بخشدے اور ہماری بازگشت تیری ہی طرف ہے۔" پھر خداوند عالم نے فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ . . . یعنی خدا کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جس نے جیسا (اچھا کام) کیا تو اپنے نفع کے لیئے اور (بُرا کام) کیا تو اُس کا وبال بھی اُسی پر ہے۔" تو مَیں نے کہا

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھُول جائیں یا غلطی کریں تو ہم سے مؤاخذہ نہ کرنا اور ہم کو کافروں کی قوم پر فتح و نصرت عطا فرما۔" تو خدا نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے طلب کیا تم کو اور تمہاری اُمت کو عطا کیا۔ جب مَیں خدا کی بارگاہ میں مناجات سے فارغ ہؤا خدا کی جانب سے آواز آئی کہ کس کو زمین پر اپنا نائب بنایا ہے مَیں نے عرض کی اپنے چچا زاد بھائی کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پھر سات مرتبہ ملکوت اعلےٰ سے آواز آئی کہ اے احمدؐ علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ خوشگوار سلوک کرنا اور ان کی حرمت کی حفاظت کرنا۔ پھر آواز آئی کہ عرش کی داہنی جانب دیکھو۔ مَیں نے دیکھا تو عرش کے داہنے پایہ پر لکھا تھا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ میرا کوئی شریک ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے رسُولؐ ہیں۔ مَیں نے ان کی مدد علیؑ سے کی۔ اے احمدؐ میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میں خداوند محمود اور حمید ہوں اور تم محمدؐ ہو۔ اور تمہارے پسرِ عم کا نام بھی اپنے ہی نام سے مشتق کیا ہے۔ مَیں خداوندِ علیؑ اور دوست علیؑ ہوں۔ اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ واپس جاؤ تمہارا آنا اور جانا مبارک۔ کیا کہنا ہے تمہارا اور اُس کا جو تم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے۔ پھر مَیں دریائے نُور میں گر پڑا۔ اس کی موجیں مجھے وہاں سے نیچے لائیں۔ جب میں جبرئیلؑ کے پاس سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک واپس پہنچا جبرئیلؑ نے کہا اے میرے خلیلؐ مُبارک ہو آپؐ کا آنا اور جانا۔ کیا آپؐ نے کہا اور کیا سُنا۔ جو کچھ کہنے کے قابل باتیں تھیں میں نے بیان کیں اور چھُپانے کی باتیں چھپا رکھیں۔ جبرئیلؑ نے پُوچھا آخری آواز جو آپؐ کو دی گئی وُہ کیا تھی۔ مَیں نے کہا آواز آئی کہ "اے ابوالقاسم ہدایت کرنے والے اور ہدایت پائے ہوئے"۔ جبرئیلؑ نے کہا آپ نے پُوچھا کہ کیوں آپ کو ابوالقاسم کہا؟ فرمایا نہیں اے رُوح اللہ۔ ناگاہ ملکوتِ اعلیٰ سے ندا آئی کہ اے احمدؐ مَیں نے تمہاری کنیت ابوالقاسم اس لیئے قرار دی کہ تم میرے بندوں میں قیامت کے روز میری رحمت تقسیم کرو گے۔ جبرئیلؑ نے کہا اے میرے حبیبؐ آپ کے پروردگار کی یہ عطا و بخشش گوارا اور مبارک ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو رسالت کے ساتھ بھیجا ہے کہ یہ کرامت جو آپ کو خدا نے عطا فرمائی ہے اس سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ پھر مَیں جبرئیلؑ کے ساتھ ساتویں آسمان پر اُس قصر کے پاس آیا۔ جبرئیلؑ نے کہا ان دونوں فرشتوں سے پُوچھیے کہ وُہ جوان ہاشمی کون ہے جس کا یہ قصر ہے۔ حضرتؐ نے دریافت کیا تو فرشتوں نے کہا علیؑ بن ابی طالبؑ آپؐ کے چچا زاد بھائی کا ہے۔ اسی طرح ہر قصر کے بارے میں جبرئیلؑ نے دریافت کرنے کو کہا اور فرشتوں نے یہی جواب دیا۔

کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حبیب سرورِ کائناتؐ کو جبرئیلؑ معراج میں اُس مقام تک لے گئے جہاں خود ٹھہر گئے اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا

---

[1] مذکورہ عربی عبارتیں عبد و معبود، حبیب و محبوب کے درمیان گفتگو کی ہیں۔ اسی کی حکایت ذرا وضاحت سے سورۃ بقرہ پ۳ آیت ۲۸۵، ۲۸۶ میں مذکور ہے۔ الخ

کہ اُوپر جائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو تنہا ایسے مقام پر چھوڑتے ہو جبرئیلؑ نے کہا آپ تشریف آگے لے جائیے آپ ایسے مقام پر پہنچے ہیں کہ کوئی انسان آپؐ سے پہلے اس مقام تک نہیں پہنچا اور نہ آپؐ کے بعد کوئی پہنچے گا۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں انہی حضرت سے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ان حضرتؑ سے دریافت کیا کہ رسُول اللہؐ کو کے مرتبہ معراج ہوئی فرمایا دُو مرتبہ۔ جبرئیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس بلند مقام پر لے جا کر کھڑا کیا اور کہا کہ یہ وُہ مقام ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اور کوئی پیغمبر نہ پہنچ سکا۔ اور بیشک آپؐ کا پروردگار آپؐ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے اور فرماتا ہے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ اَنَا رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ یعنی میں نہایت مقدس اور نہایت منزہ ہوں۔ میں فرشتوں کا اور روحوں کا پروردگار ہوں میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے"۔ تو حضرتؐ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ خداوندا میں تیری بخشش آمرزش اور عفو طلب کرتا ہوں۔ پھر حضرتؐ مقام قاب قوسین تک گئے اور ایک حجاب نور کے قریب پہنچے جو چمک رہا تھا اور وُہ سبز زبرجد کا تھا اور عظمت وجلال معبود کے انوار سے ایک سوئی کے سوراخ کے برابر نور جلوہ گر ہوا اور ندا آئی اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرتؐ نے عرض کی لبیک اے میرے پروردگار۔ ارشاد ہوا کس کو اپنی اُمت پر اپنا نائب اپنے بعد کے لئے اختیار کیا؟ حضرتؐ نے عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ علیؑ بن ابی طالبؑ امیر المومنینؑ، مسلمانوں کے سردار، نُورانی چہرہ والوں کے پیشوا کو مقرر کرو۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی امامت کا حکم آسمانی ہے، خود خداوند کائنات نے بغیر کسی ملک کے واسطہ سے اپنے پیغمبرؐ سے فرمایا [1]

بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج مجھ کو ملکوت اعلیٰ تک لے گئے۔ حجاب کے اندر سے مجھ کو وحی آئی اس طرح کہ کوئی فرشتہ درمیان میں واسطہ نہ تھا۔ منجملہ ان کے ایک یہ وحی تھی کہ جو شخص میرے ولی اور دوست کو ذلیل کرتا ہے ایسا ہے کہ اُس نے مجھ سے جنگ کی۔ اور جو مجھ سے جنگ کرتا ہے میں بھی اُس سے جنگ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی پالنے والے تیرا ولی کون ہے؟ فرمایا جو تم پر اور تمہارے وصی اور اُس کے بعد تمہاری اولاد میں سے اماموں پر ایمان لائے اور ان کو اپنا امام سمجھے۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ نافع نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جس کا جواب سوائے پیغمبرؐ اور وصیِ پیغمبرؐ کے کوئی نہیں دے سکتا۔ حضرت صادقؑ نے پوچھا کہ وُہ کیا مسئلہ ہے؟ اُس نے کہا مجھے بتائیے کہ جناب عیسیٰؑ اور محمدؐ میں کس قدر فاصلہ تھا؟

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ دُو مرتبہ مکہ میں معراج ہوئی ہو اور باقی ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ مدینہ میں واقع ہوتی ہو یا عرش پر معراج دُو مرتبہ ہوئی ہو باقی صرف آسمانوں تک ہوئی ہو یا دُو مرتبہ جسمانی ہوئی ہو باقی روحانی۔ واللہ اعلم۔ الخ

آپ نے فرمایا پانچ سو سال کا اور تمہارے قول کے مطابق تین سو سال کا فاصلہ تھا۔ اُس نے کہا مجھے خدا کے اس قول کی تفسیر سے آگاہ فرمائیے۔ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ (پ۲۵ آیت۴۵ سورۃ الزخرف) یعنی اُن لوگوں سے سوال کرو اے رسولؐ جنکو تم سے پہلے ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا تھا کہ کیا ہم نے سوائے خدائے رحمٰن کے کوئی اور خدا اُن کی پرستش کے لئے قرار دیا تھا؟ نافع نے کہا کہ جبکہ آپ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیغمبروں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا تو خدا نے کیسے حکم دیا کہ وُہ پیغمبروں سے سوال کریں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جب خداوندعالم نے اپنے پیغمبرؐ کو معراج میں بلایا، جو نشانیاں اُن کو دکھائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ بیت المقدس میں تمام پیغمبروں کی روحیں جمع کیں اور جبرئیلؑ کو حکم دیا تو انہوں نے اذان واقامت کہی اور اذان میں حیّ علیٰ خیر العمل کہا۔ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گر پڑے۔ پھر تمام پیغمبروں نے اُن کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو خدا کے حکم سے اُن سے پُوچھا کہ کس بات کی گواہی دیتے ہیں اور آپ لوگ کس کی پرستش کرتے ہیں۔ پیغمبروںؑ نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ سوائے یکتا خدا کے کوئی خدا نہیں اور اُس کی خلقت اور معبودیت میں کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اُس کے پیغمبرؐ ہیں اور اسی اعتقاد پر ہم سے عہد وپیمان لیا گیا ہے۔ نافع نے کہا اے ابو جعفرؑ آپؑ نے سچ فرمایا۔

بسند حسن جناب جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ شب معراج جبرئیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے براق لائے۔ حضرتؐ سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے بھائی اور پیغمبروں سے ملاقات کی۔ جب واپس آئے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں آج رات معراج میں گیا تھا اور بیت المقدس میں وارد ہوا میرے اس بیان کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ میں نے اس راستے میں ابوسفیان کے قافلہ کو دیکھا جو شام سے واپس آرہا تھا اور فلاں مقام پر ٹھہرا ہوا تھا۔ اُن کا ایک سُرخ اُونٹ گم ہو گیا تھا اُسی کی تلاش میں وُہ سرگرداں تھے۔ وُہ قافلہ طلوع آفتاب کے قریب یہاں پہنچے گا۔ وُہ گم شدہ سُرخ اُونٹ اُس قافلہ میں سب کے آگے ہوگا۔ یہ سُنکر قریش کے بعض کافروں نے مذاق کے طور سے کہا کہ عجیب تیز رفتار سوار یہ ہے کہ ایک رات میں ملک شام کو گیا اور واپس بھی آ گیا۔ تمہارے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں جو شام جا چکے ہیں۔ اگر یہ شخص سچ کہتا ہے تو بتائیے کہ بیت المقدس کیسا ہے۔ اُس کی قندیلیں اور ستونوں اور شام کے بازار کی کیفیت وغیرہ اس سے دریافت کرو تاکہ اس کا جھُوٹ تم پر ظاہر ہو جائے۔ غرض لوگوں نے پوچھا تو جبرئیلؑ نے شام کی صورت حضرتؐ کے سامنے کر دی۔ جو کچھ وُہ لوگ پوچھتے تھے حضرتؐ اُس کی جانب نگاہ فرماتے اور اُن کا جواب دے دیتے یہاں تک کہ سب کچھ بتا دیا۔ مگر وُہ لوگ ایمان نہ لائے سوائے چند اشخاص کے۔ تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ (پ۱۱ آیت۱۰۱ سورۃ یُونس) یعنی آیات معجزات اور ڈرانے سے اُن لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا جو ایمان نہیں لاتے۔

کلینی، طبرسی اور ابن بابویہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ شب معراج آنحضرتؐ مسجد کُوفہ کے مقابل پہنچے جبرئیلؑ نے کہا یہ آپ کے پدر جناب آدمؑ کی مسجد ہے اور پیغمبروں کا مصلّےٰ ہے۔ تو آنحضرتؐ نے

دوؔ رکعت نماز پڑھی پھر آسمان پر تشریف لے گئے۔

کتاب اختصاص میں امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج جب میں چوتھے آسمان پر پہنچا وہاں ایک قبہ دیکھا جس سے بہتر مَیں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جس کے چار کھمبے اور چار دروازے تھے۔ جو سبز استبرق کے تھے۔ مَیں نے کہا اے جبرئیلؑ یہ قبہ کیسا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ ایک شہر کی تصویر ہے جس کو قم کہتے ہیں۔ خدا کے مومن بندے وہاں جمع ہوں گے اور جناب رسُولِؐ خدا کی شفاعت کے لیئے قیامت کا انتظار کریں گے اور اُن کو غم و اندوہ وغیرہ پہنچیں گے۔ راوی نے امامؑ سے پوچھا کہ اُن کو تکلیفوں سے نجات کب ہوگی؟ فرمایا جبکہ پانی زمین سے اُن کے لیئے ظاہر ہوگا۔ اور ابنِ بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات ہم کو معراج ہوئی جبرئیلؑ نے مجھ کو اپنے داہنے کاندھے پر بٹھایا اور مجھ کو اثنائے راہ میں ایک زمین سرخ پر لے گئے جو زعفران سے زیادہ خوشرنگ اور مُشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔ وہاں مَیں نے ایک بُوڑھے شخص کو دیکھا کہ ایک لمبی ٹوپی پہنے ہوتے تھا۔ مَیں نے جبرئیلؑ سے پُوچھا کہ یہ کون سی زمین ہے۔ کہا یہ وہ زمین ہے جہاں آپؐ کے اور آپؐ کے وصی امیرالمومنینؑ کے دوست یہاں جمع ہوں گے۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون شخص ہے؟ کہا یہ ابلیس ملعون ہے۔ چاہتا ہے کہ ان کو امیرالمومنینؑ کی محبت و ولایت سے روکے اور فسق و فجور پر آمادہ کرے۔ مَیں نے کہا مجھے یہاں اُتارو۔ تو جبرئیلؑ نے بجلی کے مانند وہاں پہنچایا مَیں نے اُس شخص سے کہا قُم یعنی اُٹھ اے ملعون۔ اور اُن کے دشمنوں کی عورتوں، لڑکوں اور مال میں جاکر شریک ہو۔ تجھ کو شیعیانِ علیؑ پر غلبہ نہیں ہے۔ اُسی روز سے اُس شہر کا نام قُم ہوگیا۔

سید ابن طاؤس نے بسند معتبر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک رات میں حجرِ اسمٰعیلؑ میں سویا ہوا تھا ناگاہ جبرئیلؑ نے میرے پَیروں کو دبایا۔ مَیں بیدار ہوا لیکن کسی کو نہ دیکھا تو دوبارہ میرے پیروں کو دبایا مَیں نے پھر کسی کو نہ دیکھا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کے ایک کُرسی پر بٹھایا۔ اور طائروں کی رفتار سے زیادہ تیز یک چشم زدن میں مَیں دُوسرے مقام پر تھا۔ جبرئیلؑ نے پُوچھا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کہاں ہیں مَیں نے کہا نہیں۔ تو جبرئیلؑ نے کہا آپ بیت المقدس میں ہیں جہاں تمام مخلوق محشور ہوگی۔ پھر داہنی انگلی اپنے کانوں تک اُٹھا کر اذان کہی اور اذان میں حی علے خیر العمل کہا پھر اسی طرح اقامت کہی اور آخر میں قد قامت الصّلوٰۃ کہا۔ فارغ ہوئے تو ایک نورُ آسمان سے چمکا جس سے پیغمبروں کی قبریں شگافتہ ہوئیں اور ہر طرف سے لبیک کہتے ہوئے وُہ لوگ بیت المقدس میں جمع ہوتے جو تعداد میں چار ہزار چار سو چودہ ۴۴۱۴ تھے اور صف باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ جبرئیلؑ نے میرا بازو پکڑ کر آگے بڑھایا اور کہا اے محمّدؐ پیغمبروں کے ساتھ نماز پڑھیئے یہ آپ کے بھائی ہیں اور آپ ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ پھر مَیں نے داہنی جانب دیکھا تو اپنے پدر جناب ابراہیمؑ کو دیکھا کہ دوؔ حلّہ سبز پہنے ہوئے تھے اُن کے داہنے اور بائیں دوؔ دو فرشتے کھڑے تھے۔ مَیں نے بائیں جانب نظر کی تو اپنے بھائی اور وصی علیؑ بن ابی طالب کو کھڑے ہوتے دیکھا جو دوؔ سفید حلّے پہنے ہوئے تھے اور اُن کے دونوں طرف بھی دوؔ فرشتے کھڑے تھے۔ جب میں نے علیؑ کو دیکھا تو

بہت مسرُور ہُوا۔ پھر نماز سے فارغ ہوکر جناب ابراہیمؑ کے پاس گیا اُنھوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ رکھا اور فرمایا مرحبا اے فرزند شائستہ اور پیغمبر شائستہ اور زمانۂ شائستہ میں مبعوث شُدہ۔ پھر علیؑ بن ابی طالب آئے۔ جناب ابراہیمؑ نے ان کے داہنے ہاتھ کو بھی دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مصافحہ کیا اور کہا اے فرزند شائستہ اور پیغمبر شائستہ کے وصی۔ جب صبح ہوتی میں اور علیؑ دونوں بطحا میں تھے اور ہم کو کوئی تکان نہیں تھی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب رسُولِؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب مجھ کو جبرئیلؑ آسمان پر لے گئے تو میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کیا اور ایک مسند پر بٹھایا اور ایک بہی انار میرے ہاتھ میں دیا۔ ناگاہ وُہ بھی شگافتہ ہُوا اور اُس سے ایک حُور باہر آیا جس کی مژگاں سیاہ گدھ کے مانند تھی اور اُس نے کہا السّلام علیك یا احمد السّلام علیك یارسول الله السّلام علیك یا محمّد میں نے پُوچھا تُو کون ہے خدا کی رحمت تجھ پر ہو۔ اُس نے کہا مَیں راضیہ مرضیہ ہوں خداوندِ جبّار نے مجھ کو تین چیزوں سے پیدا کیا ہے۔ میرا نیچے کا حِصّہ مشک کا ہے، اُوپر کا حِصّہ کافور کا ہے اور درمیانی حِصّہ عنبر کا ہے۔ اور موتیوں کو آبِ حیات سے گوندھا گیا تو خداوندِ جلیل نے مجھ سے خطاب فرمایا ہوجا۔ تو مَیں آپ کے بھائی، وصی اور وزیر علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے پیدا ہوگئی۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ جبرئیلؑ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے ایک چوپایہ لائے جو خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا۔ اُس کے پیر اُس کے ہاتھوں سے بڑے تھے اور تا حدِ نظر وُہ ایک قدم میں طے کرتا تھا۔ جب حضرتؐ نے اُس پر سوار ہونا چاہا وُہ مانع ہوا۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ محمّدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب اُس نے آنحضرتؐ کا نام سُنا اس طرح انکساری کی کہ زمین پر لیٹ گیا۔ تو آنحضرتؐ اُس پر سوار ہوتے۔ جب وُہ بلندی پر چلتا تو اُس کے ہاتھ چھوٹے اور پَیر لمبے ہوجاتے اور نشیب پر چلتا، تو پَیر چھوٹے اور ہاتھ بڑے ہوجاتے۔ اسی طرح شب کی تاریکی میں ایک قافلہ کی طرف سے آنحضرتؐ گزرے جو ابوسفیان کی تجارت کا سامان لیئے جا رہے تھے۔ براق کے پروں کی آواز سے اُس کے اُونٹ بھاگے، کوئی اُونٹ گر پڑا اور اُس کا سامان بکھر گیا اُونٹ کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ حضرتؐ وہاں سے آگے بڑھے اور بلقاء میں پہنچے حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ مجھے پیاس معلوم ہوتی ہے۔ اُنہوں نے ایک پیالہ میں پانی دیا، حضرتؐ نے نوش فرمایا۔ وہاں سے آگے بڑھے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جنکے پَیر آگ سے جلائے جا رہے تھے وُہ اُلٹے لٹکے ہوئے تھے۔ حضرتؐ نے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ ایسے لوگ ہیں جنکو خدا نے روزی حلال عطا فرمائی تھی پھر بھی یہ حرام کے ذریعہ طلب کرتے تھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوتے تو کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے دہن آگ کی سوئی اور رسّی سے سیئے جاتے تھے۔ پُوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیلؑ نے کہا یہ عورتوں کی بکارت زنا کے ذریعہ زائل کرتے تھے۔ اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص لکڑی کا گٹھا اُٹھا رہا ہے لیکن نہیں اُٹھتا۔ ایک شخص پھر اور لکڑیاں اُس پر لاد دیتا ہے۔ پُوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ قرضدار ہے جو قرض ادا نہیں کرتا تھا۔ اور پھر قرض لیتا رہتا تھا۔ وہاں سے چلے تو بیت المقدس کے شرقی پہاڑ پر پہنچے۔ وہاں حضرتؐ کو

ہوا بہت گرم محسوس ہوئی اور ایک خوفناک آواز سُنی۔ پُوچھا یہ کیسی ہوا تھی اور وُہ آواز کیسی تھی کہا وُہ ہوا اور آواز جہنم کی تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں جہنم سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر آپؐ کی داہنی جانب سے خوشبو دار ہوا آئی اور ایک خوشگوار آواز سُنائی دی۔ اُس کے بارے میں دریافت کیا جبریلؑ نے کہا یہ خوشبو اور آواز بہشت کی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں خدا سے بہشت کی آرزو کرتا ہوں۔ وہاں سے روانہ ہوئے اور بیت المقدس کے شہر کے دروازہ پر پہنچے۔ وہاں ایک نصرانی تھا جس کے سرہانے دروازہ بند کر کے اُس کی کنجی رکھ دی جاتی تھی اُس رات ہرچند کوشش کی گئی، دروازہ بند نہیں ہوا۔ لوگ اُس کے پاس آکر بولے کہ دروازہ بند نہیں ہوتا ہے اُس نے کہا اچھا کوئی پاسبان مقرر کرو۔ غرض حضرتؐ جب داخل ہوتے تو جبریلؑ نے بیت المقدس کا بڑا پتھر اُٹھایا اور اُس کے نیچے سے تین بڑے پیالے نکالے۔ ایک دُودھ کا ایک شہد کا اور ایک شراب کا۔ دُودھ اور شہد کا پیالہ آنحضرتؐ کو دیا تو آپؐ نے نوش فرمایا۔ جب شراب کا پیالہ دیا آپؐ نے فرمایا مَیں تو سیر ہو چکا جبریلؑ نے کہا اگر آپ پی لیتے تو آپؐ کی ساری اُمّت گمراہ ہو جاتی اور آپ سے جُدا ہو جاتی۔ پھر بیت المقدس میں حضرتؐ نے نماز پڑھی اور پیغمبروں کی ایک جماعت نے آپؐ کی اقتدا کی۔ اُس رات جبریلؑ کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آیا تھا جو کبھی نہیں نازل ہوا تھا۔ وُہ حضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ کو پروردگارِ عالم سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ زمین کے خزانوں کی کُنجیاں ہیں۔ اگر آپ پسند کریں تو پیغمبر رہیں اگر چاہیں تو یہ کُنجیاں لے لیں۔ جبریلؑ نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار فرمایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پیغمبر اور خدا کا بندہ ہونا ہی پسند کرتا ہوں۔ دُنیا کی بادشاہی نہیں چاہتا۔ پھر وہاں سے آسمان کی جانب گئے۔ جب آسمان کے دروازہ پر پہنچے جبریلؑ نے کہا دروازہ کھولو۔ فرشتوں نے پُوچھا آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ کہا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم، فرشتوں نے کہا مرحبا اور دروازہ کھول دیا۔ حضرتؐ فرماتے ہیں مَیں فرشتوں کے جس گروہ کی جانب گزرتا تھا وُہ سلام کرتے اور میرے لیئے دُعا کرتے اور میرا استقبال کرتے۔ پھر ہم ایک مردِ پیر کی طرف گزرے جو ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا اور بہت سے بچے اُس کے گرد جمع تھے۔ حضرتؐ نے پُوچھا یہ کون ہیں اور یہ لڑکے کس کے ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ آپ کے پدر جناب ابراہیمؑ ہیں اور یہ مومنوں کے لڑکے ہیں۔ حضرتؐ ان کو کھلاتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔ وہاں سے آگے بڑھے تو ایک دُوسرے مردِ پیر کے پاس پہنچے جو ایک کُرسی پر بیٹھا تھا۔ جب وُہ اپنی داہنی جانب دیکھتا ہے شاد و مسرور ہوتا ہے اور جب بائیں جانب دیکھتا ہے غمگین و محزون ہوتا اور روتا ہے۔ پُوچھا یہ کون ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے پدر بزرگوار حضرت آدمؑ ہیں۔ جب وُہ یہ دیکھتے ہیں کہ اُن کی اولاد بہشت میں جا رہی ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ وُہ جہنم میں جا رہے ہیں تو مغموم و گریاں ہوتے ہیں۔ اُس جگہ سے آگے بڑھے تو دیکھا ایک فرشتہ کرسی پر بیٹھا ہے اُس فرشتے نے حضرتؐ کو سلام کیا۔ لیکن اُس کے چہرے سے قطعی خوشی کا اظہار نہیں ہوا جیسا کہ دُوسروں سے ظاہر ہوا تھا۔ حضرتؐ نے جبریلؑ سے اس کا سبب پُوچھا۔ اُنہوں نے کہا یہ فرشتہ مالکؑ جہنم کا خزینہ دار ہے۔ یہ تمام فرشتوں سے زیادہ خوش مزاج تھا۔ خداوندِ عالم نے دوزخ اس کے سپُرد فرمایا اور اس نے اُن تکلیفوں اور عذابوں کو دیکھا جو خدا نے اپنے نافرمانوں کے لیئے مہیّا کیا ہے" اس وجہ سے ہر وقت خائف رہتا ہے۔ پھر حضرتؐ وہاں سے

گذرے یہاں تک کہ مقامِ مناجات ربّ العزّت تک پہنچے۔ خدا نے آپؐ کی اُمّت پر پچاس نمازیں واجب قرار دیں اور جناب موسیٰ علیہ السّلام کی سفارش سے تخفیف ہو کر پانچ نمازیں رہ گئیں۔ واپسی میں جناب ابراہیمؑ کے پاس سے گزرے تو حضرتؐ نے کہا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی اُمّت کو میرا سلام کہنا اور ان کو جنّت کی خوشخبری دینا جس کا پانی شیریں ہے، خاک خوشبو دار اور زمین سادہ ہے۔ اُس کے درختوں کی خلقت سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط سے ہے۔ لہٰذا اپنی اُمّت کو حکم دو کہ یہ ذکر بہت کیا کریں تاکہ اُن کے لیئے بہشت میں زیادہ درخت ہوں۔ حضرتؐ وہاں سے واپس چلے تو راستہ میں قافلۂ قریش تک پہنچے۔ اور جب زمین پر اُترے تو اہلِ مکّہ کو معراج سے آگاہ کیا۔ اور قافلہ کے بارے میں اور اُن کے اُونٹوں کا بھاگنا اور ان کے اُونٹوں کے پَیروں کا شکستہ ہونا وغیرہ بیان کیا۔ اور فرمایا کہ وُہ قافلہ طلوعِ آفتاب کے قریب مکّہ میں داخل ہوگا۔ جب آفتاب طالع ہوا تو وُہ قافلہ پہنچا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دی تھی جس کی سب نے تصدیق کی۔

ابن بابویہ اور علی بن ابراہیم نے حدیث موثق میں حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ ایک رات میں ابطح میں سویا ہوا تھا۔ علیؑ میرے داہنے جانب اور جعفرؑ بائیں جانب اور جناب حمزہؓ میرے نزدیک تھے ناگاہ مَیں نے فرشتوں کے پَروں کی آواز سُنی اور کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے جبریلؑ کس کے پاس ہم لوگ آئے ہیں جبریلؑ نے میری طرف اشارہ کیا اور کہا یہ ہیں جو بہترین فرزندانِ آدمؑ ہیں اور ان کی داہنی جانب ان کے وصی، خلیفہ اور داماد ہیں۔ اور وُہ دُوسرے ان کے چچا سیّد الشہدا ہیں اور وُہ دُوسرے جعفرؑ ان کے چچا زاد بھائی ہیں جنکو خدا دو رنگین پر عطا فرمائے گا جن سے وُہ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کریں گے۔ خاموش رہو کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور ان کے کان اور دل خبردار رہتے ہیں۔ ان کی مثال بادشاہ کی سی ہے جو ایک مکان بناتا ہے اور اُس میں طرح طرح کے کھانے چُن دیتا ہے اور اپنے غلام کو اپنے دسترخوان پر بلاتا ہے۔ حقیقت میں بادشاہ خداوند عالمین ہے اور وُہ مکان دُنیا ہے اور خوانِ نعمتِ خداوندِ عالم بہشت بے انتہا ہے اور خدا کی جانب سے دعوت دینے والے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ پھر جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو براق پر سوار کیا اور بیت المقدس کی جانب لے گئے اور پیغمبروں کے محرابوں میں آنحضرتؐ کو ٹھہرایا حضرتؐ نے وہاں نماز پڑھی اور واپس آئے۔ راستہ میں قافلۂ قریش کے پاس سے گزرے جو ٹھہرے ہوئے تھے اور اُن کا ایک اُونٹ گم ہو گیا تھا جس کی تلاش میں وُہ سرگرداں تھے۔ اُن کے قافلہ میں پانی سے بھرا ہوا برتن رکھا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے اُس میں سے پانی پیا اور باقی ماندہ بہا دیا۔ جب حضرتؐ مکّہ واپس آئے تو بیان کیا کہ آج رات میں بیت المقدس گیا تھا وہاں مَیں نے پیغمبروں کے آثار اور منزلیں دیکھیں۔ واپسی میں قافلۂ قریش کو دیکھا جو فلاں مقام پر منزل گزیں تھے۔ اُن کا ایک اُونٹ گم ہو گیا تھا۔ مَیں نے اُن کے ظرف کا پانی پیا اور باقی سب گرا دیا۔ ابوجہل لعین نے لوگوں سے کہا پُوچھو کہ بیت المقدس میں کتنے ستون ہیں کتنی قندیلیں ہیں تو خدا نے بیت المقدس آنحضرتؐ کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیا کہ جو کچھ وُہ پُوچھتے تھے حضورؐ بتا دیتے تھے پھر لوگوں نے کہا کہ قافلہ آجائے تو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا قافلہ طلوعِ آفتاب تک آئے گا اور سُرخ بالوں

والا اُونٹ آگے ہوگا۔ دُوسرے روز صبح کو اہل مکہ عقبہ کے پاس جمع ہوئے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی صداقت معلوم ہو۔ سوُرج نکلا تو قافلہ اُسی نشان کے مطابق ظاہر ہوا جیساکہ حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ قافلہ والوں نے جیساکہ حضرتؐ نے اُن کے متعلق فرمایا تھا بیان کیا لیکن اس معجزہ کے دیکھنے کے بعد اُن کی سرکشی اور ضلالت اور زیادہ ہوگئی۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السّلام سے فرمایا کہ اے علیؑ جب مجھ کو آسمانِ ہفتم پر اور اُس جگہ سے سدرۃ المنتہیٰ اور وہاں سے حجابہائے قدس تک لے گئے تو خداوندِ عالمین نے اپنی مناجات سے میری عزّت افزائی فرمائی اور بہت سے پوشیدہ راز مجھ سے بیان فرمائے۔ اسی درمیان میں فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے کہا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ تُو ہی برکت والا اور بلند مرتبہ ہے۔ فرمایا جان لو کہ علیؑ میرے دوستوں کے امام اور پیشوا ہیں اور وُہ ایک نُور ہیں اُس کے لیئے جو میری اطاعت کرے اور وہی وُہ کلمہ ہیں جس کو میں نے متقین کے لیئے لازم قرار دیا ہے۔ جس نے اُن کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی لہٰذا علیؑ کو یہ خوشخبری پہنچا دو۔ جب حضرتؐ زمین پر تشریف لائے امیر المومنینؑ کو وُہ خوشخبری دی جو خدا نے اُن کے حق میں فرمائی تھی۔ جناب امیرؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیا میری عزّت اس درجہ پر پہنچی ہے کہ ایسے مقام بلند پر میرا ذکر ہوا؟ حضرتؐ نے فرمایا ہاں اے علیؑ اپنے پروردگار کا شکر کرو۔ یہ سُنکر جناب امیرؑ اپنے پروردگار کی اس نعمت کے شکر کے لیئے سجدہ میں گر پڑے۔ آخر آنحضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ سر اُٹھاؤ کہ حق تعالیٰ تم پر اپنے ملائکہ سے فخر و مباہات کرتا ہے۔

دوُسری سند سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے۔ جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو ایک نہر تک پہنچایا جس کو نُور کہتے ہیں جیساکہ قرآن میں فرمایا ہے۔ . . جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (پ ۷ آیت سورۃ الانعام) اور کہا اس کو خدا کی برکت سے عبور کیجئے کیونکہ خدا نے آپ کی آنکھوں کو منوّر فرمایا اور آپ کے لیئے راستہ کو کھول دیا ہے۔ یہ وُہ نہر ہے جس سے کوئی نہیں گزرا نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی پیغمبر مرسل۔ البتہ میں اس نہر میں ایک مرتبہ ہر روز غوطہ لگاتا ہوں اور باہر آتا ہوں اور اپنے پروں کو جھاڑتا ہوں تو ہر قطرہ سے جو میرے پروں سے گرتا ہے خداوند عالم ایک ملکِ مقرب خلق فرماتا ہے جس کے بیس ہزار مُنہ اور چار ہزار زبانیں ہوتی ہیں۔ وُہ ہر زبان سے ایک لغت میں گفتگو کرتا ہے۔ جس کو سوائے اُس زبان کے جاننے والے کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ پیغمبرؐ خدا اُس نہر سے گزرے یہاں تک کہ حجابوں تک پہنچے جن کی تعداد پانچ سو تھی اور ہر حجاب سے دُوسرے حجاب تک پانچ سو سال کی راہ ہے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا یا حضرتؐ آگے تشریف لے جایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ تم میرے ساتھ کیوں نہیں آتے؟ کہا میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا بروایتِ دیگر کہا کہ اگر ایک انگلی کی گرہ کے برابر بھی آگے بڑھوں گا تو جل جاؤں گا۔ یہ سُنکر حضرتؐ آگے روانہ ہوئے جہاں تک خدا کی مشیت تھی وہاں پہنچے تو خدا نے اُن کو ندا دی کہ میں محمود ہوں اور تم محمدؐ ہو۔ میں نے تمہارا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ میرا

جو بندہ تم سے ملحق ہوگا اور محبت کرے گا اور تمہارا تابع ہوگا میں اُس کو دوست رکھوں گا اور اپنے لطف و کرم سے اُس کو سرفراز کروں گا۔ اور جو تم سے قطع تعلّق کرے گا میں اُس سے اپنی رحمت قطع کروں گا۔ جاؤ میرے بندوں کے پاس اور میری بخشش و کرامت کی اُن کو خبر دو۔ اور میں نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا مگر اُس کے لیئے ایک وزیر مقرر کیا ہے۔ اسی طرح تم میرے رسُولؐ ہو اور علیؑ تمہارے وزیر ہیں۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ شبِ معراج خداوند کریم نے آنحضرتؐ کو ندا دی کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری پیغمبری کی مدت قریب اختتام ہے اور تمہاری عمر آخر ہے تم نے کسی کو اپنا جانشین اپنے بعد اپنی اُمت کی ہدایت کے لیئے مقرر کیا؟ حضرتؐ نے عرض کی پالنے والے میں نے تیری مخلوق کا امتحان لیا اور کسی بندہ کو تیری اطاعت کے بعد علیؑ سے زیادہ اپنا مطیع نہیں پایا۔ خدا نے فرمایا کہ وُہ میرا بھی ایسا ہی مطیع ہے۔ اُس کو آگاہ کر دو کہ وُہ میری راہِ ہدایت کا نشان ہے اور میرے دوستوں کا پیشوا ہے، اور وُہ ایک نُور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہاں سے میں واپس آیا اور ایک فرشتہ کے بازو پر بیٹھ کر سدرۃ المنتہیٰ سے ہوتا ہوا عرش تک آیا اور عرش کے پایہ سے لپٹ گیا۔ وہاں ایک ندا آئی کہ میں ہوں خدا کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں اور کوئی معبود نہیں۔ میں ہر کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہوں۔ مومنوں کو اپنے عذاب سے امان دینے والا ہوں۔ میں احوالِ خلق کا نگراں اور شاہد ہوں۔ میں عزیز و غالب اور جبّار ہوں۔ بزرگی اور بڑائی میرے لیئے مخصوص ہے۔ میں اپنی خلق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہوں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا ظاہری آنکھوں سے نہیں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے اور میں داخل بہشت ہوا وہاں میں نے ایک قصر دیکھا جو یاقوت سُرخ کا تھا۔ اور اس قدر صاف و شفاف کہ باہر سے اندر کی روشنیٔ نور اور صفائی نظر آتی تھی۔ اُس کے مروارید اور زبرجد کے دس قبّے تھے۔ میں نے پُوچھا اے جبرئیلؑ یہ قصر کس کے ہیں؟ کہا اُس کے لیئے ہیں جو نیک بات کہے اور ہمیشہ روزہ سے رہے اور بہت کھانا کھلائے اور راتوں کو عبادت میں مشغول رہے جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ جناب امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسُولِؐ خدا سے کہا کہ آپ کی اُمت میں کون ہے جو ایسی طاقت رکھتا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا نیک بات سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہے اور ہمیشہ روزہ رکھنے سے یہ مُراد ہے کہ ماہِ رمضان کے تمام روزے رکھے اور کھانا بہت کھلانے کا یہ مطلب ہے کہ اپنے اہل و عیال کے لیئے روزی کمائے تاکہ وُہ دُوسروں کے محتاج نہ ہوں۔ اور راتوں کو نماز میں مشغول رہنا یہ ہے کہ نمازِ شب بجا لائے جبکہ یہود و نصاریٰ اور تمام کفار سوتے رہتے ہیں۔

ابن بابویہ نے بہت سی سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالےٰ نے شبِ معراج مجھ کو ندا کی اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے کہا لبیک اے میرے پروردگار پھر ندا کی

کہ یہ جان لو کہ علیؑ متقیوں کے پیشوا، مومنوں کے بادشاہ اور نُورانی ہاتھ مُنہ والوں یعنی شیعوں کو بہشت میں لے جانے والے ہیں۔ اور دُوسری معتبر سند کے ساتھ اُنہی حضرتؐ سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے شبِ معراج مجھ سے گفتگو کی اور مجھ کو آواز دی کہ اے محمدؐ تمہارے بعد خلق پر علیؑ میری حجّت ہیں اور میرے فرمانبرداروں کے پیشوا ہیں جس نے اُن کے حکم کو مانا اُس نے میرا حکم مانا جس نے اُن کی نافرمانی کی میری نافرمانی کی۔ لہٰذا ان کو اپنی اُمّت پر حاکم اور امیر مقرر کرو تاکہ میرے بندے تمہارے بعد اُن سے ہدایت پائیں۔ اور دُوسری معتبر سندوں سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے شبِ معراج جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کو آواز دی کہ اے محمدؐ کس کو اپنے بعد اپنی اُمّت پر اپنا جانشین قرار دیا حضرتؐ نے عرض کی پالنے والے تُو ہی مقرر فرمادے۔ ارشاد ہوا کہ میں نے تمہارے بعد تمہارے محبوب علیؑ کو مقرر کیا۔ اور بسندِ معتبر دیگر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمانِ ہفتم سے سدرۃ المنتہٰی پر لے گئے۔ پھر وہاں سے میں حجابہائے نُور کے پاس پہنچا تو خدا نے مجھ کو آواز دی، کہ اے محمدؐ تم میرے بندے ہو میں تمہارا پروردگار ہوں۔ لہٰذا میرے لیئے خضوع کرو، میری عبادت کرو، مجھ پر بھروسہ کرو، میرے غیر پر اعتماد مت کرو۔ کیونکہ میں نے تم کو پسند کیا کہ تم میرے حبیبؐ، رسُولؐ اور پیغمبرؐ ہو اور تمہارے بھائی علیؑ کو پسند کیا کہ وُہ میرے خلیفہ اور میرے بارگاہ کے مقرب ہوں لہٰذا وہی میرے بندوں پر میری حجّت ہیں اور میری خلق کے پیشوا ہیں اُنہی کے ذریعہ سے میرے دوست اور دشمن پہچانے جائیں گے، اُنہی کے ذریعہ سے شیطان کا لشکر میرے لشکر سے جُدا ہوگا، اُنہی کے ذریعہ سے میرا دین قائم رہے گا اور میرے حدُود محفوظ رہیں گے اور میرے احکام جاری ہوں گے۔ اور اے میرے حبیبؐ میں اپنے بندوں اور کنیزوں پر تمہارے اور اُن کے امام فرزندوں کے سبب سے رحم کروں گا۔ اور تمہارے قائمؑ کے سبب سے زمین کو اپنی تقدیس و تسبیح و تہلیل و تکبیر کے ساتھ آباد کروں گا اور اُس کے سبب سے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور اپنے دوستوں کو میراث میں دُوں گا؛ اور اُس کے ذریعہ سے کافروں کے کلمہ کو پست اور اپنے کلمہ کو بلند کروں گا اور اُسی کے سبب سے اپنے بندوں کو زندہ کروں گا اور شہروں کو آباد کروں گا۔ اور اپنی مشیت کے ساتھ اپنے خزانوں اور ذخیروں کو ظاہر کروں گا اور اپنے رازوں سے اُس کو آگاہ کروں گا اور اپنے فرشتوں سے اس کی مدد کروں گا جو اس کو میرے امر کے جاری کرنے میں اور میرے احکام کے بلند کرنے میں قوت دیں گے۔ وُہی میرا ولی، برحق اور سچائی کے ساتھ میرے بندوں کی ہدایت کرنے والا ہے۔

بسندِ معتبر امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ کا بیان ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم نے فرمایا کہ خالقِ کون و مکان نے مجھ سے افضل کسی کو نہیں پیدا کیا جو اُس کے نزدیک مجھ سے زیادہ بلند مرتبہ ہو۔ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ بہتر ہیں یا جبریلؑ؟ حضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ یقیناً خدا نے پیغمبرانِ مرسل کو مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور مجھے تمام پیغمبروں پر فضیلت دی ہے پھر تم کو اور تمہارے بعد اماموں کو فرشتوں اور تمام خلائق پر فضیلت بخشی ہے۔ بیشک فرشتے ہمارے خادم ہیں۔ اے علیؑ حاملانِ عرش اور اُس کے گرد جو فرشتے ہیں اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اُن لوگوں کے لیئے آمرزش طلب کرتے ہیں جو ہماری

ولایت پر ایمان لائے ہیں۔ اے علیؑ اگر ہم لوگ نہ ہوتے تو خدا آدمؑ کو نہ پیدا کرتا نہ حوّاؑ کو، نہ بہشت کو نہ دوزخ کو نہ آسمان و زمین کو۔ اور ہم فرشتوں سے کیونکر نہ بہتر ہوتے حالانکہ ہم نے اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس و تہلیل میں اُن پر سبقت حاصل کی ہے۔ اس لیئے کہ سب سے پہلے خدا نے جو خلق فرمایا وُہ ہماری روحیں تھیں۔ اور اُس نے اپنی توحید و تحمید کے ساتھ ہم کو گویا کیا پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ جب اُنہوں نے روحوں کو ایک نُور کے ساتھ دیکھا اور ہمارے نور کی عظمت کو مشاہدہ کیا تو ہمارے انوار کو بہت عظیم سمجھا۔ میں نے سُبحان اللہ کہا تاکہ فرشتے سمجھیں ہم مخلوق، خدا کے بندے اور پروردہ ہیں اور خداوند عالم صفات اور تمام مخلوق سے بلند و پاک ہے۔ تو فرشتوں نے ہماری تسبیح سے تسبیح سیکھی اور خدا کو صفات سے پاک و منزّہ سمجھا۔ اور جب ہماری عظمت اور شان کو دیکھا تو ہم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا تاکہ فرشتے سمجھیں کہ ہم خدا کے بندے ہیں۔ اور ہم کو اس کی خدائی میں شرکت نہیں ہے اور سوائے اس کے کوئی عبادت و پرستش کے قابل نہیں ہے۔ جب فرشتوں کو ہماری بڑائی اور بزرگی کا احساس ہوا تو ہم نے اللہ اکبر کہا تاکہ وُہ سمجھیں کہ خدا اس سے بھی بہت بڑا ہے جو دُنیا میں بڑے سے بڑا ہو سکتا ہے اور تمام بڑائی اور طاقت و قدرت خدا ہی کے لیئے مخصوص ہے۔ پھر ہم نے کہا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ تو فرشتوں نے سمجھا کہ خدا نے ہماری اطاعت تمام مخلوق پر واجب کی ہے اور اَلْحَمْدُ لِلہِ کہا۔ غرض کہ فرشتوں نے ہماری برکت سے ہدایت پائی اور خدا کی توحید و تسبیح و تہلیل و تمجید کو سمجھا۔ پھر خدا نے آدمؑ کو خلق کیا اور ہمارے نور کو ان کے صلب میں سپُرد کیا اور فرشتوں کو ہماری تعظیم و تکریم کے لیئے سجدہ کا حکم دیا۔ ان کا سجدہ خدا کی بندگی تھا اور آدمؑ کے احترام و اکرام کے سبب سے تھا اس لیئے کہ ہم ان کے صلب میں تھے۔ پھر ہم فرشتوں سے کیونکر افضل نہ ہوں حالانکہ انہوں نے آدمؑ کے سامنے سجدہ کیا۔ اور جب مجھ کو آسمان پر لے گئے۔ جبریلؑ نے اذان و اقامت کہی اور مجھ سے دو مرتبہ کہا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم) آگے بڑھ کے امامت کیجیئے۔ میں نے کہا اے جبریلؑ کیا میں تم پر سبقت کروں۔ وُہ بولے ہاں اس لیئے کہ خداوندِ عالم نے تمام پیغمبروں کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت بخشی ہے۔ غرض میں آگے کھڑا ہوا اور اُن کے ساتھ نماز پڑھی۔ لیکن یہ بات فخر کے سبب سے نہیں کہتا ہوں۔ پھر وہاں سے حجابہائے نُور تک پہنچا تو جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اب آپ آگے جایئے اور وُہ خود وہیں ٹھہر گئے۔ میں نے کہا ایسے مقام پر مجھ سے علیحدہ ہوتے ہو۔ وُہ بولے یا رسُولؐ اللہ یہ وُہ مقام ہے جہاں تک خدا نے میرے لیئے مقرر کیا ہے۔ اگر یہاں سے ذرا بھی آگے بڑھوں تو میرے بال و پَر جل جائیں گے۔ غرض میں دریائے نور میں ڈال دیا گیا اور میں انوارِ الٰہی کے سمندروں میں تیرنے لگا یہاں تک کہ اُس مقام پر پہنچا جہاں تک کہ خدا چاہتا تھا۔ پھر جانبِ اعلیٰ سے مجھے ندا آئی یا محمدؐ میں نے عرض کی لبّیك وسعدیك اے میرے پروردگار۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ تم میرے بندہ ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ میری عبادت کرو، مجھ پر بھروسہ کرو۔ بیشک تم میرے بندوں میں میرے نور ہو، میری مخلوق میں میرے رسُولؐ ہو، میرے بندوں پر میری حجت ہو۔ اور ہر اُس شخص کے لیئے میں نے بہشت خلق کی ہے جو تمہاری فرمانبرداری کرے اور جو تمہاری مخالفت کرے گا اُس کے واسطے جہنّم کی آگ تیار کی ہے اور تمہارے اوصیا کے لیئے اپنی بخشش و کرامت واجب

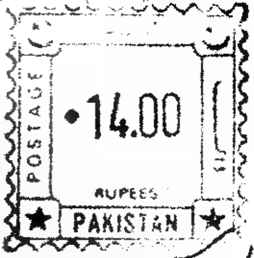
قرار دی ہے اور ان کے شیعوں کے واسطے ثوابات واجب قرار دیئے ہیں۔ مَیں نے عرض کی پالنے والے میرے اوصیا کو مجھے پہنچوا دے فرمایا کہ تمہارے اوصیا وُہ لوگ ہیں جن کے نام میرے ساق عرش پر لکھے ہوتے ہیں۔ مَیں نے نظر کی تو ساق عرش پر بارہ نورُ دیکھے ہر نور میں ایک سبز سطر دیکھی جن میں میرے ہر ایک وصی کا نام لکھا تھا۔ جن میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب اور سب سے آخر مہدیؑ ہیں۔ مَیں نے پوچھا پالنے والے کیا یہی میرے بعد میرے وصی ہوں گے۔ ارشاد ربّ العزت ہوا ہاں اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہارے بعد میرے بندوں پر یہ لوگ میرے دوست، اوصیا، برگزیدہ اور میری حجّت ہیں اور یہی لوگ تمہارے وصی اور خلیفہ ہیں اور تمہارے بعد بہترین خلق ہیں۔ مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ اپنے دین کو ان کے ذریعہ سے ظاہر کروں گا۔ اور اپنی باتیں اُن کے ذریعہ سے بلند کروں گا اور اُن کے آخر کے ذریعہ زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور تمام روُئے زمین کو اُس کے قبضہ اور تصرّف میں دے دوں گا۔ ہوا کو اُس کا مسخر قرار دوں گا۔ اور سخت بادل کو اُس کا مطیع بناؤں گا تاکہ وہ اُس پر سوار ہوکر آسمان وزمین میں جہاں چاہے آئے جائے اور اپنے لشکروں سے اُس کی مدد کروں گا اور اپنے فرشتوں سے اُس کو تقویت پہنچاؤں گا یہانتک کہ میری دعوت بلند ہو اور تمام خلق میری یگانہ پرستی پر جمع ہو۔ اور اپنے دوستوں میں سے ایک کے بعد دوُسرے کو قیامت تک اپنے دین کا پیشوا بناؤں گا۔ غرض اس کی بادشاہی دائم اور جاری رہے گی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ علیہ السّلام اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جبکہ آنحضرتؐ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو گود میں بٹھائے ہوئے پیار کر رہے تھے کہ جناب عائشہ آگئیں اور بولیں کیوں اتنی بڑی لڑکی کو چوُمتے ہو اور اس قدر زیادتی محبّت کا کیا سبب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ جب میں شبِ معراج چوتھے آسمان پر پہنچا جبریلؑ نے اذان واقامت کہی۔ پھر میری اقتدا میں تمام اہلِ آسمان نے نماز پڑھی۔ پھر مَیں نے اپنی داہنی جانب نظر کی تو جناب ابراہیمؑ کو بہشت کے ایک باغ میں دیکھا جن کو فرشتے اپنے حلقہ میں لیئے ہوتے تھے۔ اور جب میں چھٹے آسمان پر پہنچا تو مجھے ندا آئی کہ اے محمدؐ کیا اچھے تمہارے باپ ہیں ابراہیمؑ اور کیا اچھے بھائی ہیں تمہارے علیؑ بن ابی طالبؑ پھر حجابہائے عظمت وجلال تک پہنچا۔ جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں داخل کر دیا۔ وہاں مَیں نے نور کا ایک درخت دیکھا جس کے نیچے دوُ فرشتے حلّے اور زیور ایک دوُسرے پر تہہ کر رہے تھے۔ مَیں نے پوُچھا یہ کس کا درخت ہے اُنہوں نے کہا آپ کے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ کا اور یہ دونوں فرشتے ان کے واسطے حلّے اور زیورات تہہ کر رہے ہیں اور قیامت تک اسی طرح جمع کرتے رہیں گے۔ مَیں اور آگے بڑھا تو کچھ رطب میرے لیئے لائے گئے جو مسکہ سے زیادہ نرم، مشک سے زیادہ خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیریں تھے۔ مَیں نے اُن میں سے ایک رطب لے کر کھایا وُہ میری پُشت میں نطفہ بنا۔ جب میں زمین پر واپس آیا خدیجہ سے مقاربت کی اور وُہ فاطمہؑ سے حاملہ ہوئیں۔ تو فاطمہؑ بصورتِ انسان حوریہ ہے۔ جب میں بہشت کا مشتاق ہوتا ہوں تو اس کو چوُمتا اور سُونگھتا ہوں کیونکہ وُہ بہشت کی خوشبوُ ہے اور دوُسری روایت کے مطابق فرمایا کہ جس وقت مَیں اُس کو سُونگھتا ہوں، درختِ طوُبیٰ کی خوشبوُ اُس سے آتی ہے۔

اسی طرح بسندِ معتبر امام زادۂ عبدالعظیم نے حضرت امام محمد تقی علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک روز میں اور فاطمہ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرتؐ اُس وقت رو رہے تھے۔ مَیں نے عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپکے رونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا اے علیؑ جس رات مجھے آسمان پر لے گئے مَیں نے اپنی اُمت میں چند عورتوں کو نہایت سخت عذاب میں مبتلا دیکھا۔ یہی سبب ہے کہ مَیں رو رہا ہوں۔ مَیں نے ایک عورت کو دیکھا جس کو اُس کے بالوں سے لٹکایا ہے۔ ایک عورت اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی، ایک عورت اپنا گوشت اپنے دانتوں سے کاٹ رہی تھی اور آگ اُس کے نیچے بھڑک رہی تھی۔ ایک عورت کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوتے تھے اور سانپ بچھّو اُس کو لپٹے ہوتے تھے۔ ایک عورت آگ کے صندوق میں اندھی بہری آگ سے لال ہو رہی تھی اس کے سر کا مغز پگھل پگھل کر باہر نکل رہا تھا اور اس کا بدن کٹ کٹ کر گر رہا تھا۔ ایک عورت پیروں سے آگ کے تنور میں اُلٹی لٹکی ہوئی تھی جس کے جسم کو آگے اور پیچھے سے آگ کی قینچیوں سے کاٹ رہے تھے۔ ایک عورت کے ہاتھ اور مُنہ جلائے جا رہے تھے وُہ اپنی آنتیں کھا رہی تھی۔ ایک عورت کو دیکھا جس کا چہرہ سوُر کے مانند اور جسم گدھے کی طرح ہو گیا تھا۔ اُس پر ہزاروں طرح کے عذاب ہو رہے تھے۔ ایک عورت کی صوُرت کُتّے کے مانند تھی اور آگ اُس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جا رہی تھی جو اُس کے مُنہ سے باہر نکل رہی تھی اور فرشتے اُس کے سر اور جسم کو لوہے کے گرز سے کوٹ رہے تھے۔ یہ سُنکر جناب فاطمہؑ نے عرض کی باباجان اُن عورتوں کے اعمال اور اُن کے کردار کیا تھے کہ حق تعالیٰ نے اُن پر ایسے ایسے عذاب مسلط فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا پارۂ جگر وُہ عورت جو اپنے سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی وُہ اپنے بال مردوں سے نہیں چھپاتی تھی اور وُہ جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی وُہ اپنے شوہر سے بدزبانی کیا کرتی تھی اور اس کو آزار پہنچاتی تھی۔ اور جو اپنے پستانوں سے لٹکی ہوئی تھی وُہ اپنے شوہر کو مقاربت سے مانع ہوتی تھی۔ جو عورت پیروں سے اُلٹی لٹکی ہوئی تھی وُہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی۔ اور جو عورت اپنا گوشت کھا رہی تھی وُہ نامحرموں کے لیئے آراستہ ہوا کرتی تھی اور اپنے جسم کو نجاست سے پاک نہیں رکھتی تھی اور نماز کو معمولی اور سبک سمجھتی تھی۔ اور وُہ اندھی اور بہری اور آگ سے لال عورت زنا کے ذریعہ لڑکا جنتی اور اپنے شوہر کے سر تھوپ دیتی تھی۔ جس عورت کے جسم قینچی سے کاٹے جا رہے تھے اپنے کو غیر مردوں کو دکھاتی تھی تاکہ وُہ اُس کی طرف رغبت کریں اور جس عورت کا جسم اور مُنہ جلایا جا رہا تھا اور وُہ اپنے پاخانے پیشاب کو کھا رہی تھی وُہ دلالہ تھی کہ مردوں اور عورتوں کو حرام کے لیئے ایک دوُسرے کے پاس اکھٹا کرتی تھی۔ جس عورت کا سر سوُر اور بدن گدھے کا ہو گیا تھا وُہ لوگوں کی بات گرفت کرتی اور جھوُٹ بولتی تھی۔ جو کُتّے کی صورت کی تھی اور آگ اُس کے پاخانے کے راستہ داخل کی جاتی تھی وُہ بہت سونے والی اور بات بات پر آنسُو بہانے والی اور حسد کرنے والی تھی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا تُف ہے اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو غصّہ دلائے اور رحمت نازل ہو اُس عورت پر جو اپنے شوہر کو راضی رکھے۔

بسندِ معتبر حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت صادقؑ نے اپنے صحاب سے اپنے کسی دوست کا حال پُوچھا معلوم ہوا کہ وُہ بیمار ہے۔ حضرتؐ اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے وُہ مرنے کے



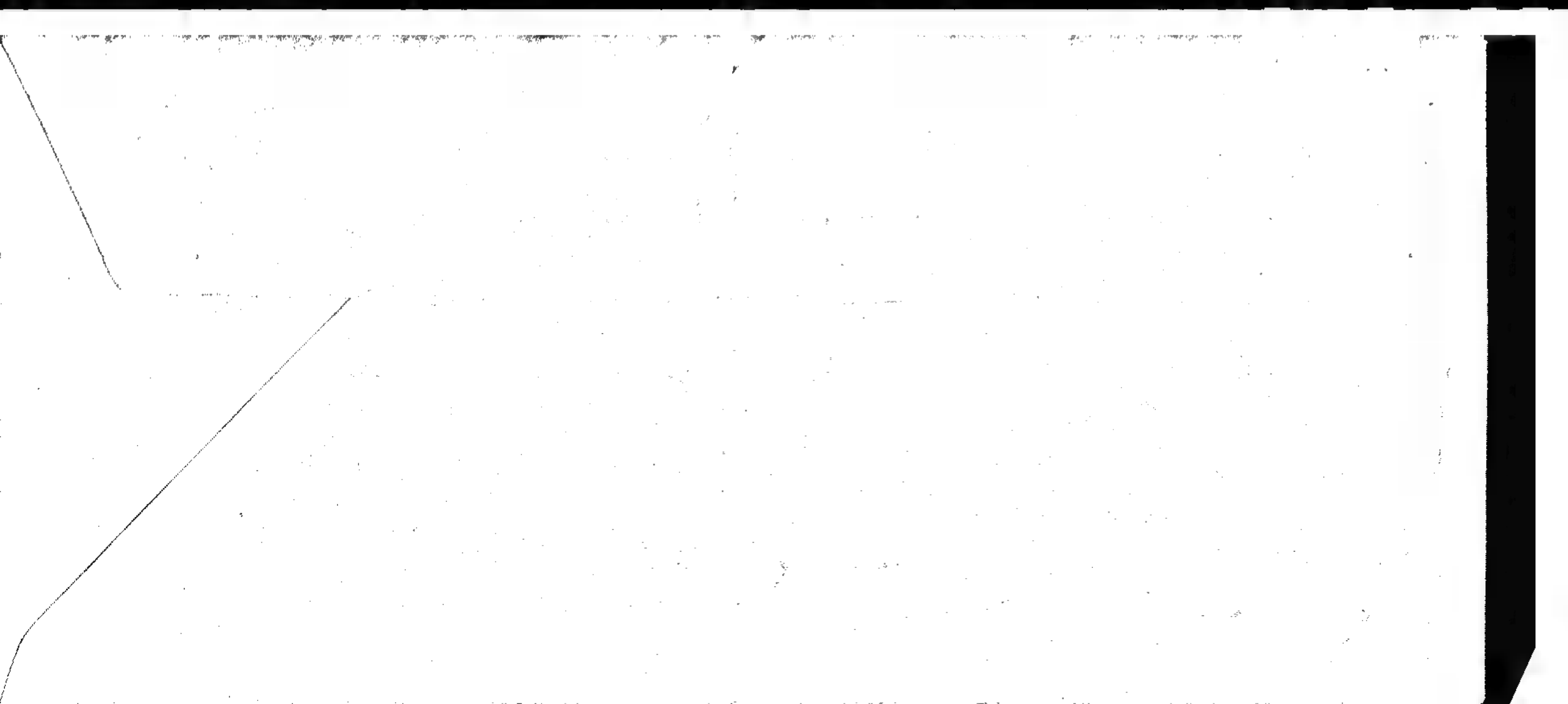


S. NAZAR ABBAS.
Senior Engineer,
Abdul Gani AL-AJU Corp,
Post Box No. 78
11411 RIYADH.
SAUDI ARABIA.

مهندس نزار عباس
ص.ب ٧٨
الرياض ١١٤١١
المملكة العربية السعودية

ABBAS TEXTILES
Plot No. 77/78, Sector 27,
Korangi Industrial Area, Karachi-Pakistan.

14/



قریب تھا۔ آپؐ نے فرمایا اپنے پروردگار کے بارے میں اپنا گمان نیک رکھ۔ اُس نے کہا نیک گمان رکھتا ہوں مگر مجھے لڑکیوں کا غم ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا جس سے تو اپنی نیکیوں کے اضافہ اور اپنے گناہوں کے محو کرنے کی اُمید رکھتا ہے اپنی لڑکیوں کے اصلاحِ حال کی اُمید بھی رکھ۔ شائد تُو نے نہیں سُنا ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب مَیں شبِ معراج سدرۃ المنتہٰی تک پہنچا اُس کی بعض شاخوں کو پستانوں کے مانند لٹکی ہوئی دیکھا جن میں سے بعض میں سے دُودھ بعض میں سے شہد اور بعض میں سے روغن بہہ رہا تھا اور بعض سے سفید گیہوں کے آٹے کے مانند۔ بعض سے کپڑے اور بعض سے بیر کے مانند پھل نکل رہے تھے۔ مَیں نے اپنے دِل میں کہا کہ یہ چیزیں کس کے استعمال کے لیئے ہیں۔ چونکہ جبریلؑ میرے ساتھ نہ تھے کہ مَیں اُن سے پُوچھتا وُہ اپنے درجہ پر ٹھہر گئے تھے اور مَیں اُن سے بلند ہو گیا تھا لہٰذا خدا کی جانب سے مجھے آواز آئی کہ اے محمدؐ یہ سب تمہاری اُمّت کے لڑکوں اور لڑکیوں کی غذائیں ہیں۔ لہٰذا لڑکیوں کے اُن پدروں کو آگاہ کر دو جو اپنی لڑکیوں کی پریشانی کے لیئے دِل تنگ ہیں کہ جس طرح ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اُسی طرح ان کی روزی دینے والا بھی ہوں۔

معتبر سندوں کے ساتھ امام رضا علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مَیں نے تیسرے آسمان پر شبِ معراج ایک شخص کو دیکھا جو بیٹھا ہوا ہے اور اُس کا ایک پیر مشرق اور دُوسرا مغرب میں ہے۔ ایک لوح اُس کے ہاتھ میں ہے جس کو دیکھ رہا ہے اور سر ہلاتا جاتا ہے۔ مَیں نے پُوچھا، اے جبریلؑ یہ کون ہے؟ کہا یہ ملکؑ الموت ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام حسینؑ سے روایت ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے نانا جناب رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا اُنھوں نے فرمایا کہ مَیں نے شبِ معراج ایک فرشتہ کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نُور کی ایک تلوار تھی جس کو وُہ گھما پھرا رہا تھا جس طرح امیر المومنینؑ جنگ میں ذوالفقار کو حرکت دیا کرتے تھے۔ مَیں نے کہا پالنے والے کیا یہ میرے بھائی علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ خداوندِ عالم کی جانب سے آواز آئی اے محمدؐ یہ ایک فرشتہ ہے جس کو مَیں نے علیؑ کی صورت پر پیدا کیا ہے تاکہ وُہ عرش کے درمیان میری عبادت کرے جس کا ثواب قیامت تک علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے ہے۔

دُوسری معتبر سند کے ساتھ روایت ہے کہ حبیب نخشبانی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پ۲۷ آیت ۸، ۹ سُورۃ النجم)، حضرتؑ نے فرمایا اے حبیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب قربِ معنوی کے ساتھ بارگاہِ ربّ العزت سے نزدیک ہوئے تو بہت نزدیک ہوتے یہانتک کہ دو نصف کمان کا فاصلہ تھا یا اس سے بھی کم۔ اُس وقت خدا نے اُس مکان بلند میں حضرتؐ کو جو چاہتا تھا وحی فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب مکہ فتح کیا تو آپؐ عبادت میں اس نعمت کے شکریہ کے لیئے بہت مشغول رہا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت علیؑ آپؐ کے ساتھ تھے، حضرتؐ نے کعبہ کا بہت طواف کیا۔ جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو دونوں بزرگوار سعی کے لیئے صفا کی جانب گئے پھر کوہِ صفا سے نیچے آکر مروہ کی جانب متوجہ ہوتے اُس وقت آسمان سے ایک نُور نیچے آیا جس نے

اُن حضراتؑ کو ڈھانک لیا۔ تمام پہاڑ اُس سے روشن ہو گئے اور ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور اُن پر عظیم دہشت طاری ہوئی۔ جب وُہ دونوں بزرگوار کوہِ مروہ کے اُوپر گئے۔ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا سرِ اقدس آسمان کی جانب بلند کیا تو اپنے سر کے قریب دو انار دیکھے۔ حضرتؐ نے ہاتھ بڑھا کر ان کو لے لیا۔ تو ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ بہشت کے میوے ہیں ان کو سوائے تمہارے اور تمہارے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کے کوئی اور نہیں کھا سکتا۔ پھر وہاں سے جناب رسُولِ خدا کو آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک پہنچایا۔ وہاں جبریلؑ ٹھہر گئے اور کہا آگے تشریف لے جایئے کیونکہ یہاں سے بڑھنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں اُس درخت کو اس لیئے سدرۃ المنتہٰی کہتے ہیں کہ اہل زمین کے اعمال فرشتے وہاں تک پہنچاتے ہیں اور الواحِ سماویہ میں ثبت کرتے ہیں آنحضرتؐ نے سدرۃ المنتہٰی کی ہر شاخ کو دیکھا کہ عرش کے نیچے پہنچی ہوئی ہیں اور اس کے گرد پھیلی ہوئی ہیں۔ پھر وہاں عظمت وجلالِ الٰہی کے انوار میں سے ایک نور کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر چھوٹ پڑی۔ جس کی دہشت سے حضرتؐ کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اعضائے بدن کانپنے لگے تو حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کے دِل کو مضبوط کر دیا اور آنکھوں میں قوت بخشی اور دُوسرا نُور عطا کیا جس سے آپؐ نے اپنے پروردگار کی نشانیاں دیکھیں جو کچھ دیکھیں اور اپنے معبود کے خطابات سُنے جو کچھ سُنے جب واپس آئے اور سدرۃ المنتہٰی کے برابر پہنچے۔ وہاں آپ نے دوبارہ جبریلؑ کو دیکھا جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی (پ۲۷ آیت ۱۳، ۱۴ سورۃ النجم) جس کا یہ مطلب ہے کہ دوبارہ جبریلؑ کو اُس ہیئت سے دیکھا جیسا کہ اہل سُنّت کہتے ہیں اور خدا کو دل کی آنکھوں سے دیکھا اور ظاہری آنکھوں سے اُس کی عظیم نشانیاں مشاہدہ کیں جنکو کسی مخلوق نے نہیں دیکھا تھا اور نہ کبھی دیکھ سکتی ہے امامؑ فرماتے ہیں اُس درخت کی موٹائی دنیا کے دنوں سے سو سال کی راہ ہے اور اُس کی ہر پتی تمام اہل دُنیا کو چھپا سکتی ہے۔ اور خدا نے رُوئے زمین کے درختوں پر چند فرشتوں کو موکل فرمایا ہے۔ درختِ خرما یا اُس کے علاوہ کوئی درخت ایسا نہیں ہے کہ جس پر ایک فرشتہ موکل نہ ہو جو اُس کی اور اُس کے پھلوں کی حفاظت کرتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو زمین کے جانور اور درندے میوے کی فصل کے وقت ان کو برباد وضائع کر دیں۔ اسی سبب سے جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کو میوہ دار درخت کے نیچے پاخانہ وپیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسی وجہ سے آدمی کو میوہ دار درخت سے اُنس ہوتا ہے کیونکہ فرشتے اُس کے گرد حاضر رہتے ہیں۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ کس سبب سے نماز مغربین اور نماز صبح بلند آواز سے اور دُوسری تمام نمازیں آہستہ پڑھی جاتی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آسمان پر لے گئے سب سے پہلی نماز جو خدا نے آنحضرتؐ پر واجب کی وُہ روزِ جمعہ نماز ظہر تھی۔ ملائکہ کو حکم ہُوا کہ آنحضرتؐ کی اقتدا کریں۔ اور حضرتؐ سے خدا نے فرمایا کہ نماز بلند آواز سے پڑھیں تاکہ آپؐ کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر ہو۔ پھر نمازِ عصر واجب فرمائی اور فرشتوں میں سے کسی کو ان کی اقتدا کے لیئے حکم نہ دیا۔ اور حضرتؐ سے فرمایا کہ نماز آہستہ پڑھیں کیونکہ کوئی اُن کے پیچھے نہ تھا کہ سُنے۔ پھر نماز مغرب وعشا واجب کی اور فرشتوں کو آپ کی اقتدا کا حکم دیا اور فرمایا کہ بلند آواز سے قرآت کریں تاکہ فرشتے سُنیں۔

جب صبح کے قریب آپؐ زمین پر واپس آئے تو نماز صبح واجب فرمائی اور حکم دیا کہ لوگوں کے ساتھ اور بلند آواز سے قرأت کریں تاکہ آپؐ کی فضیلت لوگوں پر ظاہر ہو جس طرح فرشتوں پر ظاہر ہوئی۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے آخری دو رکعت میں سورۂ حمد کی قرأت سے تسبیحات اربعہ پڑھنا افضل ہے؟ فرمایا کہ آنحضرتؐ پر آخر کی دو رکعتوں میں انوار عظمت کا ایک نور جلوہ افروز ہوا جس سے حضرتؐ پر دہشت طاری ہوئی تو آپؐ نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ اسی سبب سے ان تسبیحوں کا پڑھنا سورۂ حمد سے بہتر ہے۔

ایضاً بسند معتبر روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ کس سبب سے نماز میں ایک رکوع اور دو سجدے مقرر ہوتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ سب سے پہلی نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کی وہ عرشِ الٰہی کے سامنے تھی کیونکہ آنحضرتؐ کو شبِ معراج آسمانوں پر لے گئے، اور آپؐ عرش کے نیچے پہنچے تو خدا نے آواز دی کہ اے محمدؐ چشمۂ صاد کے پاس آکر اپنے اعضائے وضو کو دھوؤ، اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو۔ آنحضرتؐ اُس چشمہ کے پاس گئے اور کامل طور سے وضو بجا لائے اور بارگاہِ رب العزت میں کھڑے ہوئے خدا نے ان کو حکم دیا کہ نماز کی افتتاح کرو۔ حضرتؐ نے تکبیر کہی۔ ارشاد ہوا کہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے آخر سورۂ حمد تک پڑھو پھر سورۂ توحید پڑھو۔ حضرتؐ نے تمام کرنے کے بعد تین مرتبہ کَذٰلِکَ اللّٰہُ رَبِّیْ کہا۔ حکم ہوا اپنے معبود کے لیے رکوع کرو۔ حضرتؐ رکوع میں گئے تو خدا نے فرمایا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہو حضرتؐ نے تین مرتبہ کہا تو ارشاد ہوا سر اُٹھاؤ۔ حضرت سیدھے کھڑے ہوتے۔ فرمایا اپنے پالنے والے کے لیے سجدہ کرو۔ حضرتؐ سجدہ میں گئے حکم ہوا کہو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ حضرتؐ نے تین مرتبہ یہ ذکر کیا۔ خدا نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اب درست ہو کر بیٹھ جاؤ۔ حضرتؐ نے بیٹھ کر اپنے پروردگار کی عظمت وجلالت کو یاد کیا اور پھر بحکم رب الارباب سجدہ میں گئے اور تین مرتبہ تسبیح پڑھی۔ پھر ندا آئی کہ کھڑے ہو جاؤ اور قرأت کرو۔ پھر رکوع وسجدہ کے لیے حکم ہوا۔ سجدہ اوّل بجا لائے تو پھر بیٹھ کر اپنے معبود کی جلالت کا ذکر کیا اور دوبارہ سجدہ کیا۔ خدا نے فرمایا سجدہ سے سر اٹھاؤ خدا تم کو سرفراز کرے گا۔ اب تشہد پڑھو۔ حضرتؐ نے تشہد ختم کیا تو ندا آئی کہ سلام کرو تو حضرتؐ نے اپنے پروردگار کے لیے سلام کیا تو خداوند جبار نے جواب میں فرمایا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری نعمتوں کے ساتھ تم نے میری عبادت کی قوت پائی۔ میں نے اپنی عصمت کے ساتھ تم کو پیغمبری عطا کی اور اپنا حبیبؐ قرار دیا۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے ہر رکعت میں ایک رکوع اور ایک سجدہ کا حکم دیا حضرتؐ نے عظمتِ الٰہی کے تصور سے دوسرے سجدہ کا اضافہ کیا تو خدا نے وہ بھی واجب قرار دے دیا۔ امامؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ صاد کیا ہے؟ فرمایا وہ ایک چشمہ ہے جو عرشِ الٰہی کے ایک رُکن سے جاری ہوتا ہے جس کو مَآءُ الْحَیٰوۃِ (زندگی کا پانی) کہتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ (پ۲۳ آیت۱ سورۂ صٓ)۔

بسندِ معتبر روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کس سبب سے سات مرتبہ تکبیر کہنا قرار پایا اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ

الْاَعْلٰی کیوں کہتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا خداوند عالم نے سات آسمان اور سات طبقے زمین اور سات حجابات خلق فرمائے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے تین مرتبہ قاب قوسین تک پہنچے اور بہشت کے سات حجابوں میں سے ایک حجاب حضرتؐ کے لیے ہٹایا گیا تو آپؐ نے اللہ اکبر فرمایا۔ اسی طرح ہر حجاب کے ہٹائے جانے پر آپؐ نے اللہ اکبر کہا۔ چونکہ نماز معراجِ مومن ہے اس سبب سے نماز کے شروع میں سات مرتبہ تکبیر کہنا سُنّت قرار پایا تاکہ پردے جو اس کی دُوری کے سبب سے پیش پروردگار عالم پڑے ہیں اس کے سامنے سے اُٹھا دیئے جائیں۔ چونکہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر انوار عظمت وجلال الٰہی پردوں کے اُٹھ جانے کے بعد روشن وجلوہ گر ہو گئے تو حضرتؐ کے اعضا کانپنے لگے۔ اور آپ رکوع میں جُھک گئے اور تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہا۔ جب سیدھے کھڑے ہوتے تو اُس عظمت کا ایک نور حضرتؐ پر جلوہ فگن ہوا تو آپؐ سجدہ میں گر پڑے اور سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ کہا تو آپؐ کے اُوپر جو ہیبت طاری تھی برطرف ہو گئی۔ اسی سبب سے یہ ذکر رکوع وسجود میں کہنا مقرر ہوا۔

بسند معتبر دیگر روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق علیہ السلام سے پُوچھا کہ کس سبب سے آنحضرتؐ نے مسجد شجرہ میں حج کے لیے احرام باندھا، دُوسرے مقام پر کیوں نہ باندھا؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ جس رات جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان پر لے گئے جب آپؐ مسجد شجرہ کے مقابل بلندی پر پہنچے حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے اُن کو آواز دی یا محمدؐ۔ آنحضرتؐ نے عرض کی لبیک۔ خدا نے فرمایا کیا میں نے تم کو رنج وصدمہ میں مُبتلا نہیں پایا اور تم کو جگہ دی۔ اور تم کو کیا گم شدہ نہیں پایا اور راستہ دکھا دیا۔ حضرتؐ نے عرض کی:۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اسی سبب سے حضرتؐ مسجد شجرہ میں احرام باندھتے تھے۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو پانچ فضیلتیں اور علیؑ کو پانچ فضیلتیں عطا کیں۔ مجھ کو کلمات جامعہ بخشا اور علیؑ کو علوم جامعہ عطا کیا۔ مجھ کو پیغمبری دی اور اُن کو میرا وصی قرار دیا۔ مجھے کوثر بخشا اور ان کو سلسبیل کرامت فرمایا۔ مجھے وحی سے سرفراز کیا اور ان کو الہام سے۔ مجھ کو آسمان پر لے گیا اور ان کے لیے آسمانوں کے دروازے اور حجابات کھول دیئے کہ وہ مجھے دیکھ رہے تھے اور میں ان کو دیکھ رہا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گریہ طاری ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں آپؐ روتے کیوں ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابن عباس سب سے پہلی بات جو خدا نے مجھ سے کی یہ تھی کہ اے محمدؐ! میں نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ حجابات ہٹا دیئے گئے ہیں اور آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور علیؑ آسمان کی جانب سر اُٹھائے ہوئے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر علیؑ نے مجھ سے اور میں نے علیؑ سے گفتگو کی اور خدا نے مجھ سے کلام کیا۔ میں نے پوچھا خدا نے کیا گفتگو کی؟ فرمایا خدا نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے علیؑ کو تمہارا وصی، وزیر اور تمہارے بعد تمہارا خلیفہ قرار دیا۔ ان کو آگاہ کر دو کہ تمہاری باتیں اچھی طرح سُنیں۔ میں نے اُسی مقام سے علیؑ کو پیغامِ خدا پہنچایا اور علیؑ نے مجھ کو جواب دیا کہ میں نے سُنا اور اطاعت کی۔ تو خُدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ علیؑ پر سلام بھیجیں سب فرشتوں نے سلام کیا اور علیؑ نے جواب سلام دیا۔ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ علیؑ کے جواب سلام سے بہت

مسرور ہوئے۔ پھر کسی گروہِ ملائکہ کی طرف سے مَیں نہیں گزرا مگر یہ کہ ہرایک نے مجھ کو علیؑ کی خلافت پر مبارکباد دی اور کہا یا رسُولؐ اللہ اُسی خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے فرشتوں کے دلوں میں مسرّت جاگزیں ہوگئی اس لیئے کہ خدا نے آپؐ کے بھائی علیؑ کو آپؐ کا خلیفہ قرار دیا۔ اور مَیں نے حاملانِ عرشِ الٰہی کو دیکھا کہ وہ زمین کی جانب دیکھ رہے تھے۔ مَیں نے پُوچھا اے جبریلؑ حاملانِ عرش اپنے سر اس مقام بلند و اصطفا سے نکال کر زمین کی جانب کیوں دیکھ رہے ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یا رسُولؐ اللہ اس وقت کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جو علیؑ کی جانب مسرّت اور شادمانی کے ساتھ نہ دیکھ رہا ہو سوائے حاملانِ عرش کے جنکو ابھی اجازت ملی ہے کہ وُہ آپؐ کی جانب دیکھیں۔ حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب مَیں زمین پر آیا مَیں نے جو کچھ دیکھا تھا وُہ سب علیؑ نے مجھ سے بیان کیا۔ اُس وقت مَیں نے سمجھا کہ جس جس مقام پر مَیں گیا تھا علیؑ کے لیئے بھی حجابات ہٹا دیئے گئے تھے اور وُہ مجھے دیکھ رہے تھے۔

عیاشی نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ عشا زمین پر پڑھی اور معراج کو تشریف لے گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے اور نمازِ صبح زمین پر ادا کی۔ (دوسری روایت بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے بھی انہی الفاظ میں منقول ہے)۔

بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج جب میں زمین پر واپس آیا تو مَیں نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ کہا میری حاجت یہ ہے کہ خدیجہؓ کو خدا کی جانب سے اور میری جانب سے سلام کہہ دیجیئے۔ حضرتؐ نے جب خدیجہؓ سے کہا تو انہوں نے عرض کی کہ میرا خدا سلامت ہے، اور تمام سلامتی اُسی کی طرف سے ہے، اور سلامتیاں اُسی کی طرف پلٹتی ہیں۔

اہلسنت کی معتبر کتابوں میں روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں آسمان پر گیا، چوتھے آسمان پر دیکھا ایک فرشتہ نور کے ایک منبر پر بیٹھا ہے اور بہت سے فرشتے اُس کے گرد جمع ہیں۔ مَیں نے پُوچھا اے جبریلؑ یہ کون فرشتہ ہے۔ جبریلؑ نے کہا آپ اُس کے پاس جایئے اور اس کو سلام کیجئے۔ مَیں اُس کے قریب گیا اور سلام کیا تو دیکھا کہ وُہ میرے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔ مَیں نے کہا اے جبریلؑ علیؑ مجھ سے پہلے آسمان پر آگئے۔ انہوں نے کہا یا رسُول اللہ فرشتوں نے خدا سے علیؑ کی زیارت کا اشتیاق ظاہر کیا تو خداوندِ عالم نے اس فرشتہ کو علیؑ کی صورت پر نور سے خلق فرمایا۔ فرشتے ہر شب جمعہ اُن کی ہزار مرتبہ زیارت کرتے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں اور اُن کا ثواب علیؑ کے دوستوں کو ہدیہ کرتے ہیں۔

مناقب خوارزمی میں معتبر کتابوں سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ شبِ معراج خداوندِ عالم نے آپؐ سے کس زبان میں باتیں کیں۔ فرمایا علیؑ کے لہجہ میں مجھ سے خطاب فرمایا اور مجھ کو الہام کیا۔ مَیں نے کہا پالنے والے تو مجھ سے ہمکلام ہے یا علیؑ باتیں کر رہے ہیں۔ آواز آئی کہ مَیں اشیاء کی شبیہہ نہیں ہوں اور نہ کوئی مثل و مانند رکھتا ہوں۔ مجھ کو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ مَیں علیؑ کی زبان اور لہجہ میں اس لیئے تم سے گفتگو کرتا ہوں تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے۔

علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج مَیں جب بہشت میں داخل ہوا وہاں زمینوں کو سفید اور سادہ دیکھا، اور چند فرشتے محل کی تعمیر میں مشغول تھے۔ کبھی سونے کی اینٹیں اس میں لگاتے تھے کبھی چاندی کی اور کبھی رُک جاتے تھے۔ مَیں نے پُوچھا کیوں کبھی تعمیر سے ہاتھ روک لیتے ہو؟ وُہ بولے خرچ کا انتظار کرتے ہیں۔ مَیں نے پُوچھا تمہارا خرچ کیا ہے؟ اُنہوں نے کہا دُنیا میں مومن کا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ پڑھنا۔ جب وُہ یہ تسبیحیں پڑھتے ہیں ہم اس کی تعمیر میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ جب وُہ رُک جاتے ہیں تو ہم بھی ہاتھ روک لیتے ہیں۔

شیخ طوسی نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ جس رات مجھ کو آسمان پر لے گئے ہر آسمان پر فرشتوں نے میرا استقبال کیا اور بہت سی خوشخبریاں دیں یہانتک کہ جبریلؑ نے بہت سے فرشتوں کی جماعت سے میری ملاقات کرائی۔ سب نے کہا کہ اگر آپؐ کی اُمت کے لوگ محبت علیؑ پر جمع ہوجاتے تو خدا جہنم کو نہ پیدا کرتا۔ اے علیؑ خدا نے تم کو میرے لیئے سات مقامات پر حاضر کیا تو مجھے تم سے انس و اطمینان حاصل ہوا۔ **اوّل** جبکہ مَیں آسمان پر پہنچا تو جبریلؑ نے مجھ سے کہا آپ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں مَیں نے کہا مَیں تو ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں جبریلؑ نے کہا دُعا کیجیئے تاکہ خدا ان کو آپ کے لیئے یہاں لے آئے۔ مَیں نے دُعا کی تو تمہاری شبیہہ اپنے پاس دیکھی۔ پھر کچھ فرشتوں کو دیکھا جو صف بستہ کھڑے تھے۔ میں نے پُوچھا یہ کون ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ چند گروہ ہیں جن سے آپؐ کے ذریعہ خدا قیامت میں فخر کرے گا۔ مَیں اُن کے پاس گیا اور گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کے حالات کے بارے میں گفتگو کی۔۔۔ **دُوسرے** جب دوسری بار مجھ کو عرش تک لے گئے جبریلؑ نے کہا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپؐ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں مَیں نے کہا ان کو زمین پر چھوڑ آیا ہوں۔ کہا خدا سے دُعا کیجیئے کہ وُہ ان کو آپ کے پاس لے آئے جب مَیں نے دُعا کی تو تمہاری تصویر اپنے پاس دیکھی۔ اور ساتوں آسمانوں کے پردے میری آنکھوں کے سامنے سے ہٹا دیئے گئے۔ مَیں نے تمام ملکوت سماوات کے ساکنین کو دیکھا اور ہر فرد جو آسمان پر کسی مقام پر تھا مَیں نے دیکھا اور سبکو تم نے بھی دیکھا۔ **تیسرے** جس وقت کہ مجھ کو جنوں پر مبعوث فرمایا جبریلؑ نے کہا آپ کے بھائی علیؑ کہاں ہیں مَیں نے کہا ان کو اپنی جگہ پر چھوڑ آیا ہوں۔ لیکن جو کچھ مَیں نے جنوں سے کہا اور جو کچھ ان لوگوں نے مجھ سے باتیں کیں وُہ سب تم نے سُنا اور حفظ کرلیا۔ **چوتھے** خدا نے مجھ کو لیلۃ القدر سے مخصوص فرمایا لیکن تم اس میں میرے شریک ہو۔ **پانچویں** جب میں نے ملاءِ اعلیٰ پر خدا سے مناجات کی تو تم میرے ساتھ تھے۔ مَیں نے جس جس مرتبہ کی تمہارے لیئے خدا سے دُعا کی خدا نے سوائے پیغمبری کے وہ سب تم کو عطا فرمایا کیونکہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ **چھٹے** جب مَیں نے بیت المعمور کا طواف کیا تو تم کو اپنے پاس دیکھا اور جب پیغمبروں نے میری اقتدا میں نماز پڑھی تمہاری شبیہہ میرے پیچھے تھی۔ **ساتویں** رجعت کے زمانہ میں جبکہ میں کافروں کے گروہ کو ہلاک کروں گا تو تم میرے ساتھ ہوگے۔ اے علیؑ خداوندِ عالم نے مجھ کو تمام مردانِ عالم پر فضیلت بخشی ہے اور تم کو میرے بعد ان پر فضیلت دی ہے اور فاطمہؑ کو تمام عالمین کی عورتوں پر فضیلت عطا کی ہے اور حسنؑ و حسینؑ کو

اور حسینؑ کی ذریّت سے اماموں کو میرے اور تمہارے بعد تمام مردانِ عالم پر فضیلت دی ہے۔ اے علیؑ تمہارے نام کو میں نے اپنے نام کے ساتھ متصل پایا اور چند مقامات پر میرے لیئے باعثِ اُنس واطمینان ہوا۔ اوّل: شبِ معراج جب میں بیت المقدس میں پہنچا بیت المقدس کے محراب پر لکھا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ وَ نَصَرْتُهٗ بِهٖ یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو میں نے اُن کے وزیر سے تقویت دی اور اُن کے ذریعہ سے ان کی مدد کی"۔ میں نے جبریلؑ سے پُوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالبؑ۔ دوسرے: جب میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا وہاں لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَ مُحَمَّدٌ صَفْوَتِيْ مِنْ خَلْقِيْ اَيَّدْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ وَاَخِيْهِ وَنَصَرْتُهٗ بِهٖ۔ تیسرے جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے گزرا اور عرشِ الٰہی تک پہنچا، قائمہ عرش پر لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَا اللّٰهُ وَحْدِيْ وَمُحَمَّدٌ حَبِيْبِيْ وَصَفْوَتِيْ مِنْ خَلْقِيْ اَيَّدْتُهٗ بِوَزِيْرِهٖ وَاَخِيْهِ وَ نَصَرْتُهٗ بِهٖ۔ میں نے جبریلؑ سے پُوچھا میرا وزیر کون ہے؟ کہا علیؑ بن ابی طالبؑ۔

سید ابن طاؤس نے بسندِ معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک رات میں حجرۂ اسمٰعیلؑ میں سویا ہوا تھا ناگاہ میرے پاس جبریلؑ نازل ہوئے اور نہایت نرمی سے مجھے اُٹھایا اور کہا اے محمدؐ چلیئے سوار ہوجیئے کہ آپؐ کے پروردگار نے بلایا ہے۔ اور ایک چوپایہ لائے تھے جو ٹٹو سے چھوٹا اور خچر سے بڑا تھا۔ اُس کے قدم اُس کے جسم کے مطابق تھے۔ اُس کے جاہرات کے پَر تھے۔ اُس کا نام براق تھا۔ میں اُس پر سوار ہوا۔ جب میں عقبہ تک پہنچا وہاں ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا اُس کے سر کے بال اُس کے ہاتھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ جب اُس نے مجھ کو دیکھا تو کہا اَلسّلام علیك یا اوّل السّلام علیك یا آخر السّلام علیك یا حاشر جبریلؑ نے کہا اس کے سلام کا جواب دیجیئے تو میں نے کہا علیك السّلام و رحمة الله وبرکاتهٗ جب میں عقبہ کے درمیان میں پہنچا ایک سفید بالوں والے شخص کو دیکھا اُس نے بھی پہلے شخص کے مانند مجھ کو سلام کیا۔ میں نے جبریلؑ کے بغیر کہے اُس کو جواب دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اپنے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کے وقار کی حفاظت کیجیئے کیونکہ وُہ خالق کا مقرب بندہ ہے۔ جب میں بیت المقدس پہنچا وہاں میں نے ایک بہت خوبصورت شخص کو دیکھا جس نے اُسی طرح سلام کیا اور میں نے جبریلؑ کے اشارہ سے اُس کو جواب سلام دیا۔ اُس نے تین مرتبہ کہا اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ کی حُرمت کی حفاظت کیجیئے کیونکہ وُہ مقربِ الٰہی ہیں اور حوضِ کوثر کے امین اور بہشت کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ پھر میں براق سے اُترا اور جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر داخل بیت المقدس کیا۔ مسجد ایسے لوگوں سے بھری ہوئی تھی جنکو میں نہیں پہچانتا تھا۔ جبریلؑ مجھ کو صفوں سے بڑھاتے ہوئے آگے لے گئے۔ ناگاہ آسمان سے آواز آئی کہ امامت کے لیئے اے محمّدؐ آگے بڑھو۔ تو جبریلؑ نے مجھے آگے کھڑا کیا اور میں نے اُن سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر وہاں مروارید کا زینہ آسمانِ اوّل تک نصب کیا گیا۔ جبریلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان پر لے گئے۔ جب ہم آسمان کے قریب پہنچے میں نے وہاں محافظوں اور آگ کے تیر دیکھے۔ جبریلؑ نے آسمانِ اوّل کے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ فرشتوں نے پُوچھا

کون ہے؟ کہا میں جبریلؑ ہوں۔ پُوچھا آپ کے ہمراہ کون ہے؟ کہا محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے پُوچھا کیا مبعوث ہوگئے؟ کہا ہاں۔ پھر دروازہ کھولا اور کہا مرحبا اے بلند مرتبہ برادر اور خلیفۂ ربّ الارباب اور اے خداوند جبّار کے برگزیدہ۔ آپؐ ہی پیغمبروں کے سلسلہ کے ختم کرنے والے ہیں آپؐ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ پھر وہاں سے ایک سیڑھی یاقوت کی لگائی گئی جو سبز زبرجد سے مرصع تھی اُس کے ذریعہ میں دُوسرے آسمان تک پہنچا۔ جبریلؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا، فرشتوں نے اُسی طرح سوال کیا جس طرح آسمانِ اوّل کے فرشتوں نے پُوچھا تھا۔ پھر دروازہ کھولا تو مجھ سے کہا مرحبا! اور مجھ کو خوشخبریاں دیں۔ پھر وہاں سے آسمان سوم تک نوُر کی ایک سیڑھی لگائی گئی جس کو طرح طرح کے نوُر گھیرے ہوتے تھے۔ وہاں جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ ثابت قدم رہیئے گا خدا آپ کی ہدایت کرے گا۔ اسی طرح میں سب آسمانوں سے گزرتا ہوا ساتویں آسمان پر پہنچا۔ وہاں میں نے ایک عظیم آواز سُنی۔ پوُچھا یہ کیسی آواز ہے؟ کہا یہ درخت طوبیٰ کی آواز ہے جو آپ کے شوق میں ایسی آواز بلند کر رہا ہے۔ وہاں مجھے سخت دہشت ہوئی۔ جبریلؑ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ ایسے مقام تک پہنچے ہیں کہ کوئی مخلوق نہیں پہنچ سکی۔ اپنے پروردگار کے قریب جائیئے۔ اگر آپ کی ہمراہی کی برکت نہ ہوتی تو میں بھی یہانتک نہ پہنچ سکتا اور انوارِ جلالِ الٰہی سے میرے بال وپَر جل جاتے۔ پھر میں نے توفیق ربّ العزّت کے سبب عزّت وجلال احدیت کی منزلوں کو طے کیا اور ستّر پردے میرے سامنے سے ہٹائے گئے۔ پھر مجھ کو خداوند تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی یا محمدؐ! جب میں نے یہ آواز سُنی تو سجدہ میں گر پڑا اور کہا لَبَّيْكَ رَبُّ الْعِزَّتِ لَبَّيْكَ۔ آواز آئی اے محمدؐ سر اُٹھاؤ جو کچھ تم چاہتے ہو مانگو میں عطا کروں گا اور جو سفارش چاہتے ہو کرو میں قبول کروں گا۔ بیشک تم میرے حبیبؐ ہو میرے برگزیدہ ہو میری مخلوق پر میرے رسولؐ ہو اور میرے بندوں کے درمیان میرے امین ہو۔ جبکہ میرے ساحت قرب میں آگئے ہو تو اپنا جانشین کس کو بنایا ہے؟ میں نے عرض کی پالنے والے اس کو بنایا ہے جس کو تو مجھ سے بہتر پہچانتا ہے۔ وُہ میرا بھائی ہے چچا کا بیٹا ہے۔ اُس وقت خدا نے ندا کی کہ مجھے اپنے عزّت وجلال کی قسم ہے کہ میں اپنی ذات پر اور تمہاری رسالت پر کسی کے ایمان کو قبول نہ کروں گا مگر اُس کی امامت اور ولایت کے ساتھ۔ اے محمدؐ کیا چاہتے ہو کہ اسکو ملکوتِ آسمان میں دیکھو۔ میں نے عرض کی ہاں پالنے والے۔ تو ندا آئی سر اُوپر اُٹھاؤ۔ میں نے سر اُٹھایا تو ملائکۂ مقربین کے ساتھ ملاءِ اعلیٰ میں علیؑ کو دیکھا، اور بہت خوش ومسرور ہوا۔ اور عرض کی پالنے والے میری آنکھیں روشن ہوگئیں۔ ندا آئی اے محمدؐ میں نے عرض کی لَبَّيْكَ ذُوالْعِزَّةِ لَبَّيْكَ۔ فرمایا میں تم سے علیؑ کے بارے میں ایک عہد کرتا ہوں اُس کو سُنو۔ میں نے عرض کی وُہ کیا عہد ہے؟ فرمایا علیؑ میری راہِ ہدایت کے نشان، نیکوں کے ابرار، کافروں کے قتل کرنے والے، اطاعت گزاروں کے پیشوا ہیں۔ وُہ ایسا کلمہ ہیں جس کو پرہیزگاروں کے لیئے میں نے لازم قرار دے دیا ہے اور اپنا علم وفہم ان کو میراث میں عطا کیا ہے۔ لہٰذا جس نے ان کو دوست رکھا اُس نے مجھ کو دوست رکھا جس نے اُن کو دشمن رکھا اُس نے مجھ کو دشمن رکھا۔ میں بندوں کا اُس کے ذریعہ سے امتحان لوں گا۔ تو اے محمدؐ ان کو یہ خوشخبریاں پہنچا دو۔ پھر جبریلؑ میرے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ اور آگے جائیئے۔ میں آگے بڑھا تو ایک نہر کے پاس پہنچا جس کے کنارے گوہر و یاقوت کے قبے بنے ہوئے تھے اور اُس

نہر کا پانی چاندی سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ پھر جبرئیلؑ میرے پاس آئے۔ مَیں نے اُن سے پُوچھا کہ یہ نہر کیسی ہے؟ کہا یہ کوثر ہے جسے خدا نے آپ کو عطا فرمایا ہے جیسا کہ اُس کا ارشاد ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (پ۳۰ آیت۱ سورۃ کوثر) مَیں نے وہاں دیکھا کہ کچھ لوگوں کو جہنّم میں لیئے جاتے ہیں۔ مَیں نے پُوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ خارجی اور ناصبی اور بنی اُمیہ ہیں جو آپ کے فرزندوں میں اماموں کے دُشمن ہیں اور ان پانچوں شخصوں کو اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ کیا آپ راضی ہوئے؟ مَیں نے کہا مَیں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے ابراہیم علیہ السّلام کو اپنا خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السّلام سے کلام کیا، سلیمان علیہ السّلام کو ملک عظیم بخشا اور مجھ سے باتیں کیں اور مجھے اپنا حبیبؐ قرار دیا اور علیؑ کے بارے میں مجھ کو امر بزرگ عطا فرمایا۔ اے جبرئیلؑ یہ تو بتاؤ کہ عقبۂ اوّل میں جنکو مَیں نے دیکھا اور انہوں نے مجھ کو سلام کیا وُہ کون تھے؟ کہا وُہ آپ کے بھائی جناب موسےٰؑ تھے جنہوں نے کہا تھا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ اس لیئے کہ آپ آخری پیغمبر ہیں اور یہ جو کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ اس لیئے کہ تمام اُمتوں کا حشر آپ کے زمانہ سے نزدیک ہوگا۔ پھر مَیں نے پُوچھا کہ وُہ جو عقبہ کے درمیان میں نظر آئے تھے وُہ کون تھے۔ جبرئیلؑ نے کہا وُہ آپ کے بھائی عیسیٰؑ تھے جنہوں نے آپ سے علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں سفارش کی تھی۔ مَیں نے پُوچھا وُہ کون تھے جو بیت المقدس میں تھے؟ کہا وُہ آپ کے پدر بزرگ جناب آدمؑ تھے اُنہوں نے آپ کو علیؑ بن ابی طالب کے بارے میں خبر دی تھی کہ وُہ مومنوں کے بادشاہ ہیں۔ مَیں نے پُوچھا وُہ کون لوگ تھے جنہوں نے بیت المقدس میں میری اقتدا میں نماز پڑھی؟ کہا وُہ انبیا اور فرشتے تھے جنکو خداوندعالم نے آپ کے وقار کے لیئے حاضر کیا تھا تاکہ وُہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس رات معراج سے واپس زمین پر آئے اور صبح ہوئی تو آپؐ نے علیؑ کو طلب کیا اور کہا اے علیؑ مَیں تم کو سُناتا ہوں کہ موسیٰ و عیسیٰ اور تمہارے پدر آدم علیہم السّلام نے تم کو سلام کہا ہے اور سب نے مجھ سے تمہارے بارے میں سفارش کی ہے۔ یہ سُنکر علی علیہ السّلام کے مسرت سے آنسو نکل آئے اور کہا مَیں اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھ کو اپنے پیغمبروں میں معروف کیا۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ میں تم کو دُوسری یہ خوشخبری سُناتا ہوں کہ میں جب اپنے خالق کے عرش تک پہنچا تو اُس جگہ تمہاری شبیہہ دیکھی اور خدا نے تمہارے بارے میں مجھ سے عہد لیا۔ اے علیؑ تمام ملاءِ اعلےٰ کے ساکنین تمہارے واسطے دُعا کرتے ہیں اور عالمِ بالا کے برگزیدہ افراد خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وُہ ان کو تمہاری زیارت کی اجازت عطا فرمائے اور تم اُمتوں کی قیامت میں شفاعت کروگے جبکہ وُہ جہنم کے کنارے کھڑی ہونگی۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص مسجد کوفہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس آیت کے معنی دریافت کیئے وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ (پ۲۵ آیت۴۵ سورۃ الزخرف) کہ خداوندِ عالم نے اپنے حبیبؐ سے فرمایا کہ "پیغمبرانِ گزشتہ سے پوچھو" فرمایا جب پروردگارِ عالم اپنے حبیبؐ کو شبِ معراج مسجد الحرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے گیا (اور مسجد اقصےٰ سے مراد بیت المعمور ہے جو آسمان پر ہے) وہاں جبرئیلؑ آپ کو ایک چشمہ کے پاس لے گئے اور کہا یا حضرتؐ اس چشمہ سے وضو کیجیئے۔ پھر جبرئیلؑ نے اذان و اقامت کہی اور حضورؐ کو امامت کے لیئے آگے کیا اور کہا نماز پڑھیئے اور قرأت کیجیے کیونکہ

آپؐ کے پیچھے انبیاؑ اور فرشتوں کی جماعت نماز پڑھے گی جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ صف اوّل میں جناب آدمؑ، نوحؑ، ہودؑ، ابراہیمؑ، موسیٰ اور عیسےٰ علیہم السّلام ہیں اور وُہ تمام پیغمبر ہیں جو آدمؑ سے خاتمؐ تک خلق پر مبعوث ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے امامت کی اور سب نے آپؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے خداوندِ عالم نے وحی فرمائی کہ اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سوال کرو ان پیغمبروں سے جو تم سے پہلے مبعوث ہوچکے ہیں کہ کیا سوائے خدائے واحد ویکتا کے کسی اور کی پرستش کرتے تھے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اُن کی جانب رُخ کرکے فرمایا کہ کس چیز کی شہادت دیتے ہو انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اُس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ خدا کے رسُولؐ اور بہترین انبیا ہیں اور علیؑ بہترین اوصیا ہیں۔ اور خدا نے ان سب سے آپ کے اور علیؑ کے بارے میں اقرار لیا ہے اور سب نے آپ کو اور علیؑ کو تمام عالم میں اختیار کیا ہے۔

دُوسری معتبر سند سے حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شبِ معراج جبرئیلؑ مجھ کو ایک درخت کے پاس لے گئے جس کے مانند بلند اور خوش منظر میں نے کوئی درخت نہیں دیکھا تھا۔ جس کی ہر شاخ اور ہر پھل پر ایک فرشتہ موکل تھا۔ اور خدا کے نُور سے وُہ درخت گھرا ہوا تھا۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہٰی ہے۔ آپؐ سے پہلے کے تمام پیغمبر اس مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ خداوندعالم آپ کو اس مقام سے بہشت میں لے جائے گا تاکہ آپ کو بزرگ و عظیم نشانیاں دکھائے۔ لہٰذا خدا کی تائید کے ساتھ مطمئن اور ثابت رہیئے تاکہ آپ کے لیئے نور کرامت خدا کامل ہو جائے۔ آپ قربِ جوارِ الٰہی کی جانب بڑھیئے۔ غرض مَیں بتائید پروردگار اُوپر کی طرف روانہ ہوا یہانتک کہ عرش کے پاس پہنچا۔ وہاں ایک سبز پردہ میرے سامنے کھینچا گیا جس کے نور وضیا اور حُسن کی مَیں تعریف نہیں کرسکتا میں اُس پردہ سے لپٹ گیا تو وُہ اُوپر کھینچ لیا گیا یہانتک کہ میں پردہ دار خلوت خانۂ قدس ہوا اور حرم سرائے عزّت وعظمت میں اپنے بازوئے رفعت سے مَیں نے پرواز کی اور اُس مقام پر پہنچا جہاں کسی فرشتے کی آواز بھی نہیں پہنچتی تھی۔ میں آپ سے بیگانہ ہوگیا اور تمام ڈر اور خوف میرے دل سے دُور ہوگیا۔ مَیں نے گمان کیا کہ تمام خلائق مُردہ ہوگئی۔ پھر خدا نے مجھے کچھ مہلت دی یہانتک کہ مَیں اپنے ہوش میں آیا، اور دہشت وخوف سے رہا ہوا۔ اور بتوفیق حق تعالیٰ آنکھیں بند کرلیں اور دل کی آنکھیں کھول کر ملکوتِ آسمان وزمین کو مَیں نے دیکھا جیسا کہ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے:۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (پ۲۷ سورۃ النجم آیت۱۷، ۱۸) دل کی آنکھوں سے مَیں نے قوت کے ساتھ انوارِ جلالِ الٰہی میں سے ایک نور مشاہدہ کیا جس کے دیکھنے کی کسی دل میں تاب نہیں اور نہ کسی عقل میں اُس کے سمجھنے کی طاقت ہے۔ پھر خدا نے مجھ کو ندا کی اے محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مَیں نے عرض کی لَبَّيْكَ رَبِّيْ وَسَيِّدِيْ وَاِلٰهِيْ لَبَّيْكَ فرمایا تم نے اپنی قدر ومنزلت اور اپنی بلندی وعظمت میرے نزدیک دیکھی مَیں نے عرض کی ہاں اے میرے مولا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تم نے اپنے اوصیا کے مقام ومنزلت کو جو میرے نزدیک ہے پہچانا۔ مَیں نے عرض کی ہاں اے میرے مالک۔ اُس نے فرمایا اے محمّدؐ میرے ملاءِ اعلیٰ کے ساکنین درجات وحسنات

کے بارے میں کیا گفتگو کرتے اور وُہ درجات وحسنات کیا ہیں تم جانتے ہو۔ میں نے عرض کی اے میرے آقا تُو ہی بہتر جانتا ہے۔ فرمایا کہ وُہ سردیوں میں کامل وضو کرنا اور تمہارے اور تمہارے فرزندوں میں سے اماموں کے ساتھ نماز کے درجات میں اپنے پیروں سے سعی کرنا اور نماز کے بعد پھر نماز کا انتظار کرنا اور سلام کا اظہار لوگوں کو کھانا کھلانا اور راتوں کو نمازیں پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ پھر مجھ پر میرے معبود نے نوازشیں کیں اور میری اُمّت کو عطیات بخشے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے دریافت کرتا ہوں حالانکہ خود بہتر جانتا ہوں؟ بتاؤ کہ زمین پر کس کو اپنا جانشین وخلیفہ بنایا ہے۔ میں نے عرض کی اپنے پسر عم علیؑ بن ابی طالبؑ کو جس نے تیرے دین کی مدد کی ہے۔ خدا نے فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تم نے سچ کہا۔ میں نے تم کو پیغمبری کے ساتھ برگزیدہ کیا اور رسالت کے ساتھ مبعوث کیا، اور تمہاری اُمّت تک تمہارے پیغامات پہنچانے سے علیؑ کا امتحان لیا اور ان کو زمین پر تمہارے ساتھ اور تمہارے بعد اپنی حجّت قرار دیا۔ وُہ میرے دوستوں کے نُور اور میرے فرمانبرداروں کے ولی ہیں۔ میں نے ان کی زوجیت میں فاطمہؑ کو دیا اور ان کو تمہارا وصی اور تمہارے علم کا وارث اور تمہارے دین کا مددگار بنایا۔ وُہ تمہارے دین سے تعلق رکھنے اور مجھ سے اور تم سے وابستہ ہونے کے سبب قتل کیئے جائیں گے۔ ان کو اس اُمّت کا شقی قتل کرے گا۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر میرے پروردگار نے مجھے چند اُمُور پر مامور فرمایا جس کے اظہار کی اجازت نہیں دی ہے۔ پھر پردۂ عزّت سے مجھے نیچے کی طرف پہنچایا یہانتک کہ میں جبریلؑ کے پاس آیا۔ اور جب وُہ سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے مجھے لے گئے تو اپنے اور علیؑ کے مکانات دیکھے۔ جبریلؑ مجھ سے گفتگو کر رہے تھے ناگاہ انوار جبارؔ میں سے ایک نُور میرے لیئے جلوہ گر ہوا۔ اس کی جانب میں نے سوئی کے سوراخ کے بقدر نظر کی۔ وُہ بھی اُس نور کے مانند تھا جیسا کہ عرشِ الٰہی کے پاس نظر آیا تھا۔ پھر میرے کانوں میں ندائے حق پہنچی یا محمدؐ میں نے عرض کی لَبَّیْکَ رَبِّیْ وَسَیِّدِیْ وَاِلٰہِی۔ تو خدا نے فرمایا تمہارے اور تمہاری ذریّت کے واسطے میری رحمت میرے غضب سے پہلے ہے۔ تم میری خلق میں میرے مقرب ہو تم ہی میرے حبیبؐ، میرے امینؐ اور میرے رسُولؐ ہو۔ مجھے اپنے عزّت وجلال کی قسم ہے کہ میری مخلوق تمام اقسام عبادت کے ساتھ میرے پاس آئے اور تمہاری پیغمبری میں شک رکھتی ہو یا میرے برگزیدہ اماموں سے جو تمہاری ذریت سے ہیں دُشمنی رکھتی ہو تو یقیناً ان سب کو جہنّم میں ڈال دوں گا اور پرواہ نہ کروں گا۔ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) علیؑ امیرالمومنین ہیں مسلمانوں کے سردار اور بہشت کی جانب شیعوں کے قائد ہیں جو ظلم سے شہید کیئے جائیں گے۔ پھر مجھ کو نماز اور تمام باتوں کی ترغیب دی جو وُہ چاہتا تھا۔

بسندِ معتبر ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے مجھ سے ہر آسمان پر فرشتوں نے علیؑ بن ابی طالب کا حال پوچھا اور کہا یا رسُولؐ اللہ جب آپ دُنیا میں واپس جایئے گا تو علیؑ اور ان کے شیعوں کو ہمارا سلام کہہ دیجیئے گا۔ جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا اور وہاں سے آگے بڑھا، تمام فرشتے اور جبریلؑ مجھ سے جُدا ہو گئے۔ میں تنہا خدا کی توفیق سے حجابوں تک پہنچا اور سراپردہائے عزّت میں داخل ہوا۔ میں ایک حجاب سے دُوسرے حجاب میں داخل ہوتا رہا۔

حجاب عزّت، حجاب قدرت، حجاب بہایا، حجاب کرامت، حجاب کبریا، حجاب عظمت، حجاب نُور، حجاب وقار اور حجاب کمال یہانتک کہ خدا کی تائید وتوفیق اور اُس کی قدرت سے ستّر ہزار حجاب طے کیئے۔ پھر میں نے اقبال کے پروں سے حریم قدس میں پرواز کی اور حجاب جلال تک پہنچا اور اُس خلوت خانۂ خاص میں بندگی کے قدموں سے کھڑا ہوا اور اپنے پروردگار سے مناجات کی۔ خدا نے جو چاہا مجھ کو وحی فرمائی اور میں نے اپنے اور علیؑ کے واسطے جو کچھ طلب کیا خدا نے سب عطا فرمایا اور علیؑ کے شیعوں اور دوستوں کے حق میں مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا۔ پھر خداوند جلیل نے مجھ کو ندا دی کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میری خلق میں سب سے زیادہ کس کو دوست رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی پالنے والے اُس کو دوست رکھتا ہوں جس کو تُو خود دوست رکھتا ہے۔ تو آواز آئی کہ علیؑ کو دوست رکھو کہ میں اُن کو دوست رکھتا ہوں؛ جو شخص اُن کو دوست رکھتا ہے اُس کو بھی دوست رکھتا ہوں۔ یہ سُنکر میں سجدہ میں گر پڑا اور خدا کی تسبیح اور اُس کا شکر ادا کیا۔ پھر آواز آئی کہ اے محمدؐ علیؑ میرے ولی ہیں، خلق میں میرے برگزیدہ ہیں۔ تمہارے بعد میں نے ان کو اختیار کیا ہے تاکہ وُہ تمہارے بھائی، وصی، وزیر، برگزیدہ اور تمہارے جانشین ہوں اور آسمان پر تمہارے مددگار رہیں۔ اے محمدؐ اپنے عزّت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو جبار علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھے گا بے شبہ اُس کو برباد کر دُوں گا اور جو دشمن علیؑ سے مقابلہ کرے گا بے شبہ اُس کو شکست دُوں گا، اور ہلاک کروں گا۔ اے محمدؐ میں اپنے بندوں کے دلوں پر مطلع ہوا اور علیؑ کو تمہارا خیر خواہ اور سب سے زیادہ تمہارا مطیع پایا۔ لہٰذا اُن کو اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ بناؤ اور اپنی بیٹی فاطمہ زہرا (صلوٰۃ اللہ علیہا) کو اُن کے ساتھ تزویج کر دو۔ میں اُن کو دو فرزند عطا کروں گا پاک وطاہر، پرہیزگار اور نیکوکار۔ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ میں نے لازم قرار دے لیا ہے کہ جو شخص میری مخلوق سے علیؑ کو اور ان کی زوجہ کو اور اُن کے فرزندوں میں سے اماموں کو دوست رکھے گا بلاشبہ اس کو اپنے قائمۂ عرش کی جانب بلند کروں گا اور اپنی بہشت میں اس کو داخل کروں گا اور اُس کو اپنے خطیرہ قدس کا پانی پلاؤں گا؛ اور ان کے دشمنوں سے یہ تمام نعمتیں سلب کر دوں گا اور ان کو اپنے ساحت قدس سے دُور کر دُوں گا اور اپنے عذاب ولعنت ان کے لیئے بڑھاتا رہوں گا۔ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بیشک تم میری تمام خلق کی جانب میرے رسُولؐ ہو اور علیؑ میرے ولی اور مومنوں کے امیرؑ ہیں۔ اسی اعتقاد پر میں نے تمام فرشتوں اور پیغمبروں اور اپنی تمام مخلوق سے عہد وپیمان لیا ہے جبکہ وُہ روحیں تھے قبل اس کے کہ زمین وآسمان اور خلق کو پیدا کروں اس محبت کے سبب سے جو تم سے اور علیؑ سے اور تمہارے دوستوں اور شیعوں سے رکھتا ہوں۔ اور میں نے تمہارے شیعوں کو تمہاری طینت سے پیدا کیا ہے۔ اُس وقت میں نے کہا اے میرے معبُود اور میرے مولا ایسا کر کہ میری تمام اُمت اُن کی امامت کے اعتقاد پر متفق ہو جاتے۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ وُہ مُمتحَن ہیں دُوسرے اُن کے ساتھ مُمتحَن ہیں اور اُن کے ذریعہ سے میں اپنے تمام بندوں کا آسمان وزمین میں امتحان لوں گا تاکہ اُن کے ثواب کو کامل کروں جو تمہارے بارے میں میری اطاعت کریں؛ اور لعنت اور عذاب بھیجوں اُن کے لیئے جو تم لوگوں کے حق میں میری نافرمانی اور مخالفت کریں۔ اور تمہارے ذریعہ خبیث کو نیکوکاروں سے جُدا کروں گا۔ اے محمدؐ مجھ کو

اپنے عزّت وجلال کی قسم ہے اگر میں تم کو نہ پیدا کرتا تو آدمؑ کو نہ پیدا کرتا اور اگر علیؑ کو خلق نہ کرتا تو بہشت بھی پیدا نہ کرتا۔ کیونکہ تمہارے ذریعہ سے اپنے بندوں کو قیامت کے روز ثواب وعقاب کی خبر دوں گا؛ اور علیؑ اور ان کے فرزندوں میں سے اماموں کے ذریعہ اپنے دشمنوں سے دنیا میں انتقام لوُں گا۔ لہٰذا ان سب کی بازگشت قیامت کے روز بہشت ہے۔ پھر میں تم کو اور علیؑ کو بہشت و دوزخ پر حاکم قرار دُوں گا۔ تمہارے دُشمن بہشت میں نہیں جائیں گے اور تمہارے دوست دوزخ میں داخل نہ ہوں گے اور میں نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے کہ ایسا ہی کروں گا۔ غرض میں وہاں سے واپس ہُوا اور حجاب سے باہر نکلا تو اپنے پیچھے سے آواز سُنی کہ اے محمدؐ علیؑ کو دوست رکھو، اے محمدؐ گرامی رکھو علیؑ کو اے محمدؐ مقدم رکھو علیؑ کو، اے محمدؐ اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ قرار دو علیؑ کو؛ اے محمدؐ دوست رکھو اُس کو جو دوست رکھے علیؑ کو۔ اے محمدؐ میں تم کو علیؑ اور ان کے شیعوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ جب میں فرشتوں کے پاس پہنچا تو مجھ کو آسمانوں پر مبارکباد دی گئی کہ یا رسُولؐ اللہ آپ کو اپنے اور علیؑ کے بارے میں یہ کرامتیں گوارا ہوں۔

بسندِ معتبر امام رضا صلوات اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا اُس میں ایک درخت دیکھا جس میں پھل کے بجائے حلے اور زیورات تھے۔ اس کے درمیان حوُریں تھیں اور اس کے نیچے ابلق گھوڑے تھے اور اُس درخت کے اُوپر خدا کی رضا وخوشنودی سایہ فگن تھی۔ میں نے پُوچھا اے جبریلؑ یہ درخت کس کے لیئے ہے؟ کہا یہ آپ کے پسرِ عم علی بن ابی طالبؑ کے لیئے ہے جب خدا حکم دے گا کہ لوگوں کو بہشت میں داخل کریں، شیعیانِ علیؑ اس درخت کے نیچے لائے جائیں گے، اور یہ حُلّے اور زیورات پہنیں گے اور ان گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ پھر منادی ندا کرے گا کہ یہ شیعیانِ علیؑ ہیں جنہوں نے دارِ دُنیا میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کیا تھا۔ آج ان نعمتوں سے سرفراز کیئے گئے ہیں۔

بسندِ معتبر جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے میں مروارید کے ایک قصر میں پہنچا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہُوا تھا اور چمک رہا تھا معلوم ہُوا کہ خدا نے وُہ قصر علیؑ اور عباس کے لیئے تیار کیا ہے۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ ایک رات جناب رسُولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابطح میں تھے ناگاہ جبریلؑ براق لائے جس پر نور کے ہزار محافے بندھے ہوئے تھے۔ براق مجھ کو سوار کرنے سے مانع ہُوا تو جبریلؑ نے اس کو طمانچہ مارا کہ اُس کے پسینہ جاری ہوگیا اور کہا سیدھا رہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ غرض میں سوار ہُوا اور براق سدرۃ المنتہٰی کی جانب اُڑا۔ جب ہم پہلے آسمان پر پہنچے براق کے پروں کی آواز اور اُس کے نُور کی زیادتی کے سبب آسمان کے دروازے کے فرشتے ڈر کر اطراف وجوانب میں اُڑ گئے۔ تو جبریلؑ نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر۔ تب فرشتے سمجھے کہ کوئی خدا کا بندہ ہے اور جبریلؑ کے پاس آئے اور پُوچھا یہ کون ہیں اُنہوں نے کہا محمدؐ ہیں تو فرشتوں نے ان کو سلام کیا۔ پھر براق نے دُوسرے آسمان کی طرف پرواز کی۔ وہاں کے فرشتوں نے بھی خوف سے پرواز کی اور منتشر ہوگئے تو جبریلؑ

نے کہا اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ۔ یہ سُنکر فرشتوں نے کہا کوئی بندۂ خدا ہے۔ اور جبریلؑ کے پاس آئے اور حال پُوچھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہچانا تو سلام کیا۔ اسی طرح ہر آسمان پر پہنچے۔ اور جبریلؑ نے اذان کی ایک فصل زبان پر جاری کی۔ جب ساتویں آسمان پر پہنچے تو اذان پُوری کی۔ وہاں آنحضرتؐ نے انبیا اور فرشتوں کی پیش نمازی کی۔ پھر جبریلؑ وہاں سے آنحضرتؐ کو اُس مقام تک لے گئے جہاں کھڑے ہوکر بولے کہ اب آپؐ آگے جایئے میں یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ وہاں سے خداوند عالم اپنی قدرت بے انتہا سے اُوپر لے گیا جہانتک چاہتا تھا اور علم ومعرفت اور فیض کے دروازے ان کے لیئے کھول دیئے جس قدر اُس نے چاہا۔ پھر خطاب فرمایا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنی اُمّت کے لیئے کس کو ہدایت کے لیئے قرار دیا ہے۔ عرض کی خدا بہتر جانتا ہے۔ خدا نے فرمایا علیؑ امیر المومنین ہیں۔

بسندِ معتبر علی بن ابراہیم نے حضرت رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب میں بہشت میں داخل ہُوا وہاں درخت طوبیٰ کو دیکھا جس کی جڑ علیؑ کے مکان میں تھی اور بہشت کے ہر مکان میں اس کی شاخیں سایہ فگن تھیں۔ اُس درخت کے اُوپر تھالے تھے جن میں رشیم واستبرق کے حُلّے تھے۔ ہر مومن کے لیئے لاکھ تھالے تھے اور ہر تھالے میں مختلف رنگ کے حُلّے تھے جن میں سے کوئی کسی سے ملتا جلتا نہ تھا۔ یہ سب اہل بہشت کے لباس تھے۔ اُس درخت کا سایہ جو ظلِ ممدود ہے اس قدر طولانی تھا کہ اگر کوئی سوار سو سال تک دوڑتا رہے تو اس سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اُس درخت کے نیچے اہل بہشت کے واسطے کھانے پھل اور میوے وغیرہ تھے جو اُن کے مکانوں اور منزلوں میں لٹکے ہوئے تھے اور ہر شاخ میں لاکھوں قسم کے میوے تھے جو دُنیا میں کسی نے کبھی نہیں دیکھے اور جب اُس میں کوئی پھل توڑ لیا جاتا ہے تو اُس کے مثل دوسرا پیدا ہوجاتا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ (سورۃ واقعہ پ۲۷ آیت ۳۳) اُس درخت کے نیچے ایک نہر ہے جس کی شاخیں چار طرف نکلی ہیں۔ ایک صاف پانی کی، ایک دُودھ کی، ایک شراب کی اور ایک شہد کی۔

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب میں شبِ معراج ساتویں آسمان پر پہنچا میرا پسینہ وہاں کی زمین پر گرا جس سے سُرخ پھُول اُگ آیا۔ وُہ پھُول دریا میں گرا۔ ایک مچھلی نے اس کو پکڑنا چاہا اور ایک عموص نے بھی لینا چاہا (عموص ایک کیڑا ہے جس کا سر چوڑا اور دُم پتلی ہوتی ہے جو کیچڑ میں پیدا ہوتا ہے)، خدا نے ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے دونوں میں آدھا آدھا پھُول تقسیم کر دیا۔ اس سبب سے سبز پتیاں جو پھُول کی شاخوں میں ہوتی ہیں آدھی عموص کی دُم کے مانند باریک ہوتی ہیں اور کسی طرف پنکھڑیاں نہیں رکھتیں اور آدھی میں ایک طرف پنکھڑی ہوتی ہے اور ایک طرف نہیں ہوتی۔ غرض وُہ پھُول آدھا مچھلی کے مانند اور آدھا عموص کی طرح ہوتا ہے۔ اہلِ عجم نے اشعار میں اس مضمون کو بھی باندھا ہے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوطالبؑ نے آپؐ کو بستر پر نہ دیکھا تو بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے۔ اور

بنی ہاشم کو جمع کر کے فرمایا کہ تیار رہو اگر صبح تک محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم کو نہ ملے تو تلوار اُٹھاؤں گا، اور آنحضرتؐ کے دُشمنوں میں سے جو ملے گا اس کو قتل کروں گا۔ اسی تردّد و تشویش میں تھے کہ آنحضرتؐ آسمان سے نیچے امیرالمومنینؑ کی ہمشیرہ ام ہانی کے گھر میں اُترے۔ ابوطالبؑ نے جو آپؐ کو دیکھا بہت خوش ہوئے آنحضرتؐ کا ہاتھ پکڑ کر مسجد الحرام کی طرف لائے اور بنی ہاشم سے کہا اپنی تلواریں نکالو اور کفار قریش سے خطاب فرمایا کہ اگر آج رات وُہ واپس نہ آتے تو خدا کی قسم تم میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑتا۔

اسی طرح دوسری روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت سے چھ ماہ پہلے ماہ مبارک رمضان کی سترھویں تاریخ شب شنبہ روایتوں کے اختلاف کی بنا پر ام ہانی کے مکان میں تھے یا جناب خدیجہؑ کے گھر میں یا شعب ابوطالب یا مسجد الحرام میں تھے اور دُوسری روایت کے مطابق بعثت کے دو سال بعد ربیع الاوّل کا مہینہ تھا کہ جبریلؑ و میکائیلؑ نازل ہوئے، ہر ایک کے ساتھ ہزار فرشتے تھے۔ سب نے حضرتؐ کو سلام کیا اور مژدے سُناتے۔ ان کے ساتھ ایک چوپایہ تھا جس کا مُنہ آدمی کے مانند، پیر اُونٹ کی طرح اُس کے بازو گھوڑے کے بازو کی طرح، اور دُم گائے کی دم کے مانند تھی اور دو پر ران میں تھے۔ اُس کی لگام اُس کے سر پر یاقوت سُرخ کی تھی۔ جب حضرتؐ اس پر سوار ہوئے تو اس نے آسمان کی جانب پرواز کی۔ ایک آسمان سے دُوسرے آسمان تک اُڑ رہا تھا اور فرشتے حضرتؐ کو سلام کر رہے تھے اور خوشخبریاں دے رہے تھے۔ حضرتؐ انبیا کو آسمان پر دیکھ رہے تھے اُن سے بھی آنحضرتؐ بشارتیں سُن رہے تھے یہاں تک کہ آسمانوں سے گزر کر حجابہائے نُور تک پہنچے۔ وہاں حضرتؐ نے سُنا کہ حجابات کے فرشتے سورۂ نور کی تلاوت کر رہے ہیں۔ اور جب کرسی تک پہنچے تو وہاں کے فرشتوں کو آیۃ الکرسی کی تلاوت کرتے ہوئے سُنا۔ جب عرش تک پہنچے تو حاملانِ عرش حٰم مومن کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہاں ہزار مرتبہ آواز آئی کہ قریب آؤ اور ہر مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک بڑی حاجت پوری ہوتی رہی یہاں تک کہ مرتبۂ قاب قوسین تک پہنچے۔ وہاں آواز آئی کہ تمہاری جو حاجت ہو بیان کرو۔ حضرتؐ نے عرض کی پالنے والے ابراہیمؑ کو تُو نے اپنا خلیل بنایا، مُوسےٰؑ کو کلیم قرار دیا، سلیمانؑ کو ملکِ عظیم بخشا۔ مجھے کیا عطا فرماتا ہے؟ خداوندِ عالم کی جانب سے آواز آئی کہ اگر ابراہیمؑ کو مَیں نے اپنا خلیل بنایا تو تم کو اپنا حبیبؐ قرار دیا۔ اگر موسیٰؑ سے کوہِ طُور پر کلام کیا تو تمؐ سے بساطِ نور پر گفتگو کی۔ اگر سلیمانؑ کو دُنیا کا فانی ملک دیا تو تمؐ کو آخرت کا باقی ملک عطا کیا اور بہشت کو تمؐ سے وابستہ کر دیا، اور تمؐ کو شفاعت عطا فرمایا[1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں معراج کی اور حدیثیں آیندہ ابواب میں مذکور ہوں گی انشاء اللہ العزیز۔

پچیسواں باب[25]

ہجرتِ حبشہ کا بیان

شیخ طوسی، علی ابن ابراہیم اور دُوسرے محدثین نے بیان کیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوتِ تبلیغ کو قوت حاصل ہوئی اور کچھ لوگ آنحضورؐ کے دین میں شامل ہوگئے، کفار قریش نے آپس میں اتفاق کیا کہ جو لوگ مسلمان ہوگئے ہیں ان کو آزار و تکلیفیں پہنچائیں شاید وہ آنحضرتؐ کے دین سے پلٹ آئیں یہ مشورہ کر کے ہر قبیلہ کے لوگ اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کو اذیتیں دینے پر آمادہ ہوتے جو مسلمان ہوگئے تھے، اور چونکہ آنحضرتؐ ابھی خدا کی جانب سے کافروں کے ساتھ جہاد پر مامور نہ ہوئے تھے بعثت کے پانچویں سال خدا کے حکم سے مسلمانوں کے ایک گروہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا کہ بادشاہِ حبشہ جس کو نجاشی کہتے ہیں اور اُس کا نام اصحمہ ہے وُہ نیک بادشاہ ہے وُہ نہ ظلم کرتا اور نہ ظلم پر راضی ہوتا ہے اُس کے پاس چلے جاؤ اور اُس کی پناہ میں رہو یہاں تک کہ خداوند کریم مسلمانوں کو کشائش بخشے۔ ان کی ہجرت میں مصلحتیں تھیں وُہ نجاشی اور اہلِ حبشہ کے اسلام کا سبب ہوئیں اور اُس کا اسلام لانا مسلمانوں کی قوت کا باعث ہوُا۔ غرض گیارہ مرد اور چار عورتیں پوشیدہ طور سے مکہ سے نکل کر حبشہ روانہ ہوئے۔ اُن میں عثمان بھی تھے اور آنحضرتؐ کی ربیبہ دختر بھی تھیں جو ان کی زوجہ تھیں اور زبیر، عبداللہ بن مسعود، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوحذیفہ، ان کی زوجہ سہلہ، مصعب بن عمیر، ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ان کی زوجہ، ام سلمہ دختر ابوامیہ، عثمان بن مظعون، عامر بن ربیعہ اور ان کی زوجہ لیلےٰ بنت ابوخثیمہ، خاطب بن عمر اور سہیلی بن بیضا تھے۔ یہ سب لوگ اکیلے اکیلے خفیہ طور پر روانہ ہوئے۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تجار کی ایک کشتی وہاں موجود تھی اُس پر سوار ہوکر حبشہ کی طرف چلے۔ کفار قریش کو معلوم ہوا تو اُن کے پیچھے دوڑے لیکن ان کو نہ پا سکے۔ وہ لوگ ماہِ شعبان اور ماہِ رمضان میں نجاشی کے ملک میں رہے اور ماہ شوال میں واپس آگئے اور ہر ایک اہل مکہ میں سے ایک شخص کی امان میں داخل ہوئے سوائے ابن مسعود کے کہ وُہ حبشہ کی طرف واپس چلے گئے۔ اس ہجرت کے سبب مسلمانوں پر اہل مکہ کی جانب سے زیادہ سختی ہونے لگی اور ان پر ظلم و ستم زیادہ ہونے لگا؛ پھر دُوسری مرتبہ حضرتؐ نے بحکم خدا اُن کو اجازت دی تو وُہ لوگ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ اور علیؑ بن ابراہیم کی روایت کے مطابق اس مرتبہ حضرت جعفرؑ بن ابی طالب بہتر مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دُوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ جو لوگ حبشہ گئے تھے ان کی مجموعی تعداد بیاسی[82] تھی جو بچوں اور عورتوں کے سوا صرف مرد ہی مرد تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ گیارہ عورتیں اُن کے ساتھ گئی تھیں۔ اس مرتبہ کفار قریش نے عمرو بن العاص اور عمارہ بن الولید کو ہدیئے اور تحفے دے کر نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ ان لوگوں کو واپس لائیں عمرو بن عاص اور عمارہ میں دشمنی تھی، قریش نے صلح کرا دی تھی۔ عمارہ بہت خوبصورت جوان تھا۔ عمرو عاص

اپنی زوجہ کو بھی ساتھ لے گیا تھا۔ جب وُہ کشتی میں سوار ہوئے تو دونوں نے شراب پی اور عمارہ نے عمرو سے کہا کہ اپنی زوجہ سے کہے کہ میرا بوسہ لے۔ عمرو نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میری زوجہ تیرا بوسہ لے۔ جب عمرو بھی مست ہوگیا اور وُہ کشتی کے کنارہ پر بیٹھا تھا عمارہ نے ایک ہاتھ اُس کو مارا اور دریا میں پھینک دیا۔ عمرو کشتی سے لپٹ گیا اور لوگ اُس کو دریا سے باہر لائے۔ اس سبب سے اُن میں عداوت مضبوط ہوگئی۔ جب وُہ نجاشی کی خدمت میں پہنچے اُس کو سجدہ کیا اور ہدیئے پیش کئے۔ اور عرض کی کہ ہم میں سے ایک گروہ نے دین میں ہماری مخالفت کی ہے اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے پاس سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اُن کو ہمارے ساتھ واپس بھیج دیجئے۔ یہ سُنکر نجاشی نے جناب جعفرؑ کو بلایا۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب نجاشی کے پاس چلے تو جعفرؑ نے فرمایا کہ تم لوگ خاموش رہنا بادشاہ سے گفتگو میں کروں گا۔ غرض جب ہم نجاشی کے دربار میں پہنچے وہاں کے امرا نے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو۔ جناب جعفرؑ نے فرمایا ہم سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے قریش کی گفتگو سے اُن کو آگاہ کیا تو حضرت جعفرؑ نے فرمایا اے بادشاہ ان سے پُوچھیئے کیا ہم ان کے غلام ہیں۔ عمرو عاص نے کہا نہیں بلکہ آزاد اور قوم کے بزرگ لوگ ہیں۔ حضرت جعفرؑ نے کہا ان سے پُوچھیئے کیا ہم ان کے قرضدار ہیں۔ عمرو نے کہا نہیں ہمارا کوئی مطالبہ ان پر نہیں۔ پھر حضرت جعفرؑ نے کہا ان سے پُوچھیئے کیا ہم نے کسی کا خُون کیا ہے جس کے یہ دعوے دار ہیں اُس نے کہا نہیں۔ تو حضرت جعفرؑ نے فرمایا پھر تم ہم سے کیا چاہتے ہو تم نے ہم کو حد سے زیادہ ستایا ہم تمہارے شہر سے نکل آئے۔ اُس نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ ہمارے دین میں ہماری مخالفت کرتے ہیں اور ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور ہمارے جوانوں کو ہمارے دین سے گمراہ کرتے اور ہماری جماعت کو پراگندہ کرتے ہیں۔ ان کو ہمیں واپس دے دیجئے تاکہ ہمارا معاملہ دُرست ہوجائے۔ حضرت جعفرؑ نے کہا اے بادشاہ ان سے ہماری مخالفت یہ ہے کہ خداوند عالم نے ہمارے درمیان ایک پیغمبرؐ مبعوث کیا ہے وُہ ہم کو حکم دیتے ہیں کہ ہم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور خدائے یکتا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، جُوا نہ کھیلیں، نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں، انصاف اور احسان کریں، عزیزوں کے ساتھ نیکی کریں؛ اور وُہ بُرائیوں سے، ظلم و جور سے، لوگوں کا ناحق خون بہانے سے، زنا کرنے سے، سُود اور مُردار اور خوُن کھانے سے منع کرتے ہیں۔ اور وُہ پیغمبرؐ وہی ہیں جن کے آنے کی بشارت جناب عیسیٰؑ نے دی تھی۔ اُن کا نام اَحْمَدْؐ ہے۔ نجاشی نے کہا حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بھی انہی اُمور کے ساتھ بھیجا تھا۔ نجاشی کو حضرت جعفرؑ کی گفتگو بہت پسند آئی۔ پھر عمرو عاص نے کہا اے بادشاہ یہ لوگ جناب عیسےٰؑ کے بارے میں آپ کی بھی مخالفت کرتے ہیں۔ نجاشی نے حضرت جعفرؑ سے کہا آپ کے پیغمبرؐ جناب عیسےٰؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ حضرت جعفرؑ نے کہا وُہ وہی فرماتے ہیں جو خدا اُنکے حق میں فرماتا ہے کہ وُہ رُوح اللہ اور اُس کے کلمہ ہیں جنکو اُس نے ایسی خاتون سے پیدا کیا ہے جنکو کسی مرد نے چھُوا تک نہیں تھا۔ یہ سُنکر نجاشی نے اپنے علماء کی طرف رُخ کرکے کہا کہ اس سے زیادہ حضرت عیسےٰؑ کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا۔ پھر حضرت جعفرؑ سے کہا کہ آپ کو کچھ اُن اُمور سے یاد ہے جو خدا کی جانب سے آپ کے پیغمبرؐ لائے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ اور سُورۃ مریم پڑھنا شروع کی۔ اور جب اس آیت تک پہنچے وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ

بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا (پ۱۶ سورۃ مریم آیت ۲۵و۲۶) جس کو سُنکر نجاشی اور تمام علمائے نصاریٰ جو اُس کے دربار میں حاضر تھے سجدہ میں گر پڑے اور بہت روئے۔ نجاشی نے کہا مرحبا آپ لوگوں کو اور اُس ذات بابرکات کو جس کے پاس سے آپ لوگ آئے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ وُہ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور وُہ وہی ہیں جنکی بشارت عیسےٰؑ بن مریمؑ نے دی تھی۔ اگر میری بادشاہی کے اُمور و فرائض مانع نہ ہوتے تو بیشک میں چلتا اور ان کی نعلین اُٹھاتا۔ آپ لوگ اپنے مقام پر جایئے کہ آپ امین و بے خوف ہیں اور کسی کو آپ پر دسترس نہیں ہوسکتا۔ اور حکم دیا کہ ان کے لیئے کھانا اور لباس حاضر کریں۔ پھر عمرو عاص نے کہا اے بادشاہ یہ ہمارے دین کی مخالفت ہے لہٰذا ان کو ہمیں واپس دے دیجئے۔ نجاشی نے اُس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا خاموش ہو۔ خدا کی قسم اگر اب تُونے ان کو بُرا کہا تو تجھ کو قتل کردوں گا۔ اور حکم دیا کہ اس کے ہدیئے اس کو واپس کردیں۔ غرض وُہ ملعون نجاشی کے دربار سے واپس آیا۔ اُس کے چہرے سے خُون ٹپک رہا تھا۔ کہتا جاتا تھا کہ اے بادشاہ اگر آپ ایسا کہتے ہیں تو ہم پھر ان کو بُرا نہ کہیں گے۔ نجاشی کے عقب میں ایک لونڈی کھڑی ہوئی پنکھا جھل رہی تھی وُہ عمارہ کو دیکھ کر عاشق ہوگئی۔ عمرو عاص سمجھ گیا۔ چونکہ عمارہ کی طرف سے اُس کے دل میں کینہ تھا اس لیئے اُس نے کہا کہ نجاشی کی کنیز تیری دلدادہ معلوم ہوتی ہے کسی کو اُس کے پاس بھیج کر اُس کو اپنی طرف راغب کر۔ عمارہ اپنی حماقت سے اُس کے فریب میں آگیا اور کسی کو اُس کے پاس بھیجا، کنیز نے بھی منظور کرلیا۔ تب عمرو عاص نے کہا کہ کنیز کے ذریعہ بادشاہ کی خوشبوؤں میں سے کچھ طلب کر۔ کنیز نے اُس کی خاطر کچھ خوشبو بھیج دیا عمرو اپنی دیرینہ عداوت کے سبب وُہ خوشبو اُس احمق سے لے کر بادشاہ کے پاس لے گیا اور کہا بادشاہ کی حرمت کی رعایت اور اس کی اطاعت ہم پر واجب ہے۔ جب ہم اُس کے مُلک میں آتے ہیں تو اُس کی امان میں داخل ہوگئے ہیں لہٰذا اُس کے ساتھ فریب و مکاری اور خیانت نہ کریں۔ اس میرے ساتھی نے بادشاہ کی کنیز کے ساتھ سلسلۂ عشق و محبت شروع کیا اور اس کو فریب دے کر اُس سے بادشاہ کی خاص خوشبو حاصل کرلی لہٰذا مجھ پر لازم تھا کہ بادشاہ کے گوش گزار کردوں۔ یہ کہا اور وُہ خوشبو نکال کر بادشاہ کے سامنے رکھ دی۔ نجاشی نے وُہ خوشبو دیکھی اور یہ قصہ سُنا تو بہت غضبناک ہوَا۔ پہلے تو یہ ارادہ کیا کہ عمارہ کو قتل کردے۔ پھر سوچا کہ وُہ میری امان میں میرے شہر میں آیا ہے اس کا قتل مناسب نہیں ہے۔ اس لیئے اپنے جادوگروں سے کہا کہ اُس کو کسی بلا میں مُبتلا کردو جو قتل سے بدتر ہو۔ ساحروں نے اُس کو پکڑ کے پارہ اُس کے عضوِ تناسل میں چڑھا دیا جس سے وُہ دیوانہ ہوگیا اور صحرا میں بھاگ گیا اور وحشیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ قریش کو معلوم ہوَا تو اُس کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا جو ایک چشمہ پر اُسکی تاک میں بیٹھے۔ جب وُہ وحشیوں کے ساتھ اُس چشمہ پر آیا لوگوں نے اُس کو پکڑ لیا جس سے وُہ بہت بے قرار ہوَا اور تڑپنے لگا یہانتک کہ مرگیا۔ عمرو عاص بھی مہاجرین کی واپسی سے نااُمید ہوکر قریش کے پاس واپس آیا اور پُوری سرگزشت بیان کی۔ حضرت جعفرؑ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نہایت عزت و کرامت کے ساتھ نجاشی کے پاس رہتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور قریش سے صُلح ہوگئی تو جناب جعفرؑ اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ کی

جانب روانہ ہوئے اور فتح خیبر کے وقت حضرتؐ کی خدمت میں پہنچے۔ حبشہ ہی میں حضرت عبداللہ بن جعفرؑ اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اُسی زمانہ میں جبکہ حضرت جعفرؑ حبشہ میں تھے نجاشی کے یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا تھا جس کا نام اُس نے محمدؐ رکھا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اُم حبیبہ دُختر ابی سفیان عبداللہ بن جحش کی زوجہ تھیں۔ عبداللہ کا انتقال حبشہ ہی میں ہوگیا تو آنحضرتؐ نے نجاشی کے پاس پیغام بھیجا کہ ان کو آنحضرتؐ کے ساتھ تزویج کردیں۔ نجاشی نے تزویج کیا اور چار سو اشرفی مہر مقرر کرکے آنحضرتؐ کی طرف سے ان کو دے دیا۔ اور عمُدہ لباس اور بہترین خوشبو اُن کے لیئے بھیجی۔ پھر اُن کے سفر کا سامان درست کرکے آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیج دیا۔ ان کے ساتھ ماریہ قبطیہ مادرِ جناب ابراہیمؑ کو بھی بہت سے لباس اور بہت سی خوشبو اور گھوڑے دے کر آنحضرتؐ کے لیئے روانہ کیا اور تیس علمائے نصاریٰ کو بھی حضرتؐ کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ وہاں رہ کر حضرتؐ کے عادات وخصائل، گفتگو، اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، نماز وغیرہ تمام حالات مشاہدہ کریں۔ جب وُہ لوگ مدینہ پہنچے آنحضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اُن کے سامنے یہ آیت پڑھی:۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا (پ۷ آیت ۱۱۰ سورۃ المائدہ) آخر آیت تک۔ جب اُن علماء نے یہ آیت سُنی تو بہت روتے اور ایمان لاتے۔ پھر نجاشی کے پاس واپس آئے اور آنحضرتؐ کے پسندیدہ اطوار وحالات بیان کیئے اور قرآن کی آیتیں اُن کو سُنائیں جنکو سُنکر نجاشی اور علماء نصاریٰ جو دربار میں حاضر تھے سب رونے لگے۔ اور نجاشی مسلمان ہوگیا اور اپنا اسلام اہل حبشہ پر ظاہر کیا۔ پھر اُس کو خوف ہوا کہ وُہ لوگ مار ڈالیں گے تو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کے ارادہ سے حبشہ سے روانہ ہُوا۔ ایک دریا کے کنارہ پہنچا تھا کہ اُس کا انتقال ہوگیا۔ خداوندِ عالم نے یہ آیتیں اُس کے تذکرہ میں نازل فرمائی ہیں لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اے رسُولؐ تم یہود ومشرکین کو مومنین کے ساتھ دُشمنی میں یقیناً سب سے زیادہ سخت پاؤگے۔ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی۔ اور بیشک تم ان لوگوں کو مومنین کے ساتھ دوستی ومحبت میں زیادہ قریب پاؤگے جو کہتے ہیں کہ ہم انصار ہیں۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَانًا وَّاَنَّھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ (آیت ۸۲ پ۶ سورۃ المائدہ) یعنی ان کی محبت کا سبب یہ ہے کہ وُہ صاحبانِ عقل، عبادتگذار اور عبادتخانوں میں بیٹھنے والے ہیں اور حق کو قبول کرنے سے غرور سرکشی نہیں کرتے۔ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ (اور اے مخاطب) جب یہ لوگ اس کو سُنتے ہیں جو رسُولؐ پر نازل کیا گیا ہے تو بے ساختہ ان کی آنکھوں سے آنسُو جاری ہوجاتا ہے اس لیئے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ (پ۷ آیت ۸۳ سورۃ المائدہ) اور کہتے ہیں کہ ہمارے پالنے والے ہم اس پر ایمان لائے جو رسُولؐ پر نازل کیا گیا ہے، تو ہم کو بھی رسُولؐ کی تصدیق کرنے والوں میں لکھ لے" آخر آیتوں تک جو اُن کی مدح وثواب میں نازل ہوئی ہیں

شیخ طبرسی وغیرہم نے بسند ہائے معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز نجاشی نے حضرت جعفر طیارؑ کو مع ان کے ہمراہیوں کے بُلایا وُہ لوگ پہنچے تو دیکھا بادشاہ تخت سے نیچے خاک پر بیٹھا ہوا ہے اور پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ جناب جعفرؑ کہتے ہیں ہم نے یہ حال دیکھا تو ہم خوفزدہ ہوئے اس نے ہمارے چہروں پر تغیّر دیکھا تو کہا میں اُس خدا کی حمد اور اُس کا شکر کرتا ہوں جس نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی اور میری آنکھیں اُن کی نصرت سے روشن کیں۔ کیا آپ لوگ خوشخبری سُننا چاہتے ہیں میں نے کہا ضرور بیان کیجیئے۔ اُس نے کہا ابھی ابھی میرے ایک جاسُوس نے آکر بیان کیا کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کی مدد کی اور اُن کے بہت سے دشمنوں کو ہلاک کیا۔ فلاں فلاں مارے گئے اور فلاں فلاں قید ہوئے۔ ان کی جنگ ایک وادی میں ہوئی جس کو 'بدر' کہتے ہیں۔ گویا میں اُس وادی کو دیکھ رہا ہوں جس میں اپنے آقاؑ کی گوسفندیں چرایا کرتا تھا جو بنی ضمرہ میں تھا۔ جعفرؑ نے کہا اے نیک بادشاہ آپ زمین پر کیوں بیٹھے ہیں اور پُرانے کپڑے کیوں پہن رکھے ہیں؟ اُس نے کہا اے جعفرؑ ہم نے انجیل میں پڑھا ہے کہ جب خداوندجواد بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتے تو بندہ پر لازم ہے کہ اُسی وقت اُس کا شکر ادا کرے؛ اور اُسی انجیل میں یہ بھی ہے کہ خدا کے نزدیک کوئی شکر تواضع اور فروتنی سے بہتر نہیں ہے۔ لہٰذا پیغمبرِ خداؐ کی نعمتِ فتح کے شکر میں میں نے یہ تواضع وفروتنی اختیار کی ہے۔ جب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ واقعہ سُنا' اپنے اصحاب سے فرمایا کہ صدقہ صاحبِ مال کے مال کو زیادہ کرتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ بھی صدقہ دیا کرو تاکہ حضرت احدیت تم پر رحمت زیادہ کرے۔ اور فروتنی مرتبہ اور وقعت کی بلندی اور زیادتی کا سبب ہوتی ہے لہٰذا تم بھی فروتنی اختیار کرو تاکہ خداوندکریم تمہارے درجے بلند کرے۔ اور معاف کرنا عزت کی زیادتی کا سبب ہے لہٰذا لوگوں کی خطائیں معاف کردیا کرو تاکہ خدا تم کو عزیز رکھے۔

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہم نے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کو حضرت جعفرؑ اور ان کے اصحاب کے بارے میں ایک خط لکھا اور عمرو بن اُمیہ ضمری کے ہاتھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے خدا کے رسُول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے نجاشی بادشاہِ حبشہ کے نام ہے۔ خدا کی تم پر سلامتی ہو۔ میں خدائے قدوس مومن مہیمن کی حمد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ عیسےٰؑ پسرِ مریمؑ اور رُوحِ خدا ہیں اور وُہ کلمہ خدا ہیں۔ خدا نے اپنی برگزیدہ اور خلق کی ہوئی رُوح کو مریمؑ کی جانب القا فرمایا جو ایسی لڑکی تھیں جو مَردوں سے کنارہ کش تھیں، پاک وطاہر تھیں؛ خدا نے ان کی مَردوں کی قربت اور بُرائی سے حفاظت کی تھی تو وُہ جناب عیسےٰؑ سے حاملہ ہوئیں جو رُوح پھُونکنے سے پیدا ہوئے۔ خدا نے اپنی برگزیدہ رُوح اُن میں پھُونک دی تھی جس طرح حضرت آدمؑ کو اپنی قدرت سے مٹی سے پیدا کیا اور برگزیدہ رُوح اُن میں ڈالی تھی اے بادشاہ میں تم کو خداوندِ یگانہ کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ لوگوں سے خدا کی فرمانبرداری کے ساتھ دوستی کرو اور میری متابعت کرو اور مجھ پر اور اُن امُور پر جو مجھ پر نازل ہوئے ہیں ایمان لاؤ۔ بیشک میں پیغمبرؐ اور خدا کی جانب سے بھیجا ہوُا ہوں۔ میں نے اپنے چچا زاد بھائی جعفرؑ بن ابی طالب کو چند مسلمانوں کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے جب

وُہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں ان کی مہمانداری کرنا سختی و جبر ترک کر دو۔ مَیں تم کو اور تمہارے لشکر کو خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ مَیں نے خدا کی رسالت کی تبلیغ کر دی اور خیر خواہی کی جو شرط تھی بجالایا۔ لہٰذا میری نصیحت قبول کرو خدا کی سلامتی اُس پر ہو جو راہِ ہدایت قبول کرے۔" نجاشی نے اس خط کا یہ جواب لکھا: بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یہ خط جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسولؐ کی جانب ہے نجاشی پسر اصحم کی جانب سے۔ اے پیغمبرؐ خدا آپ پر اس خدا کی جانب سے سلام اور رحمتیں اور برکتیں ہوں جس کے سوا کوئی خدا نہیں اور جس نے مجھ کو اسلام کی جانب ہدایت فرمائی۔ یا رسولؐ اللہ آپؐ کا خط مجھ کو ملا۔ جو کچھ آپؐ نے جناب عیسیٰؑ کے بارے میں ذکر فرمایا ہے مَیں خدائے آسمان و زمین کی قسم کھاتا ہوں کہ وُہ اس سے زیادہ نہیں جس قدر آپؐ نے لکھا ہے؛ اور مَیں نے آپؐ کے نامۂ کریم کے تمام مضامین کو سمجھا۔ اور آپ کے پسرِ عم اور ان کے ساتھیوں کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنے پاس ٹھہرایا ہے۔ اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسولؐ، راستگو اور تصدیق شدہ ہیں۔ مَیں آپؐ پر ایمان لایا، اور آپؐ کے پسرِ عم کے ہاتھ پر آپؐ کی بیعت کر لی اور مسلمان ہو گیا ہوں۔ یا رسولؐ اللہ مَیں اپنے لڑکے کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور صرف اپنی ذات پر مجھے اختیار ہے۔ اگر آپؐ کا حکم ہو تو مَیں خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ کا تمام فرمان حق ہے۔ غرض نجاشی نے حضرتؐ کی خدمت میں ہدیئے بھیجے اور ماریہ قبطیہ جناب ابراہیمؑ کی والدہ ماجدہ کو آپؐ کے لئے روانہ کیا۔ اور ایک گروہ کو ان کے ساتھ کیا جو آپؐ کے پاس آکر مسلمان ہوئے اور واپس گئے۔

روایت ہے کہ جناب ابو طالبؑ نے نجاشی کو ایک خط لکھا جس میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی ترغیب و تحریص کی تھی اور چند اشعار لکھے تھے جن کا مضمون یہ ہے:۔ اے بادشاہِ حبشہ تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب موسیٰؑ و مسیحؑ بن مریمؑ کے مانند پیغمبرؐ ہیں اور خدا کی جانب سے ہدایت لائے ہیں جس طرح وُہ انبیا لائے تھے۔ اور تم حضرتؐ کے اوصافِ صداقت و راستی اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ لہٰذا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور اسلام قبول کرو جو راہِ حق ہے اور روشن و ظاہر ہے تاریک و پوشیدہ نہیں ہے۔

بسند معتبر ابن بابویہ نے حضرت امام حسنؑ عسکری سے روایت کی ہے کہ جب جناب جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو نجاشی بادشاہ کی وفات کی خبر پہنچائی تو آنحضرتؐ نے رنج و اندوہ کے سبب گریہ فرمایا اور کہا تمہارے بھائی اصحمہ آج رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے۔ پھر آنحضرتؐ بقیع کے قبرستان سے باہر آئے اور خدا نے تمام بلند زمینوں کو پست کیا یہاں تک کہ آنحضرتؐ نے حبشہ میں اُن کے جنازہ کو دیکھا اور ان پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ یہی روایت شیخ طبرسی نے بھی جابرؓ انصاری اور ابن عباس وغیرہ سے کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے نجاشی کی میّت پر نماز پڑھی تو منافقوں نے کہا حبش کے ایک عیسائی پر نماز پڑھتے ہیں جس کو کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اُس وقت خدا نے ان کی تکذیب میں یہ آیت نازل فرمائی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ (آیت ۱۹۹ پ ۴ سورۃ آلعمران) آخر تک۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بیشک اہلِ کتاب میں سے کچھ ایسے ہیں جو خدا پر اور جو

(کتاب) تم پر نازل ہوئی ہے اور جو (کتاب) اُن پر نازل ہوئی ہے (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور خدا کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں اور خدا کی آیتوں کو دُنیاوی تھوڑی قیمت پر نہیں فروخت کرتے ایسے ہی لوگوں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس بہتر اجر ہے۔ بیشک خدا بہت جلد قیامت کے روز خلائق کا حساب کرنے والا ہے۔[1]

کلینی، ابن بابویہ اور شیخ طبرسی وغیرہم نے بطریق معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب جعفرؓ فتح خیبر کے روز حبشہ سے روانہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس پہنچے؛ حضرتؐ بہت مسرور ہوئے۔ اور فرمایا کہ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ کس امر پر زیادہ خوشی کا اظہار کروں۔ خیبر کی فتح پر یا جعفر کی واپسی پر۔ جب حضرت جعفرؓ آئے تو حضورؐ نے ان کو گلے سے لگایا اور ان کی بڑی عزت کی۔ اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو کچھ عطا کروں کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں کچھ بخشوں کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر کچھ نوازش کروں؟ عرض کی ضرور یا رسولؐ اللہ۔ یہ سُنکر لوگوں نے سمجھا کہ شاید خیبر کی غنیمت سے سونا اور چاندی زیادہ سے زیادہ حضرتؐ عطا فرمائیں گے اور گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگے کہ اُن کو کیا عطا فرماتے ہیں حضرتؐ نے جعفرؓ سے فرمایا کہ مَیں ایسی چیز تم کو دیتا ہوں اور ایسا عمل تم کو تعلیم کرتا ہوں کہ اگر ہر روز کرتے رہو گے تو تمہاری دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب سے بہتر ہو گا۔ یا مہینے میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک مرتبہ بھی بجالاؤ گے تو جس قدر گناہ اس درمیان میں ہو گئے ہوں گے سب بخش دیئے جائیں گے۔ پھر نماز تعلیم فرمائی جو نماز جعفر طیارؑ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت جعفرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ جو حبشہ میں تھے مع باسٹھ ۶۲ افراد اہلِ حبشہ اور اسی ۸۰ اشخاص اہل شام کے جن میں بحیرا راہب بھی تھا، روزِ فتح خیبر حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ حضرتؐ نے ان کے سامنے سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی۔ وُہ بہت روئے اور بولے کس قدر یہ کلام ملتا ہوا ہے اُس سے جو حضرت عیسٰےؑ پر نازل ہوا تھا۔ اور سب کے سب ایمان لائے اور واپس گئے۔

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ روایت جو نجاشی کے حبشہ میں انتقال پر دلالت کرتی ہے زیادہ مشہور اور زیادہ واضح ہے۔ ۱۲

چھبیسواں باب

آنحضرتؐ کا شعب ابیطالب میں محصور رہنا، وہاں سے واپس آنا، انصار کا بیعت کرنا، حضرت ابوطالب اور جناب خدیجہؓ کی وفات اور ہجرت مدینہ سے پہلے تک کے آنحضرتؐ کے تمام حالات

شیخ طبرسی اور قطب راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نبوت کے آٹھویں سال جب کفار قریش و مشرکین مکہ نے دیکھا کہ حضرت حمزہؓ بھی مسلمان ہوگئے اور یہ کہ نجاشی نے مہاجرین کی حمایت کی اور وُہ خود بھی ایمان لے آیا اور حضرت ابوطالبؑ اور اکثر بنی ہاشم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت میں پُوری کوشش مشاہدہ کی اور عرب کے اکثر قبیلوں میں اسلام پھیلنے لگا اور آنحضرتؐ کی حقیت اکثر و بیشتر لوگوں پر واضح ہوگئی تو وُہ لوگ بہت مضطرب ہوئے اور شرک و حسد کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک اُٹھی۔ دار الندوہ میں جو ان کے مشورہ کی جگہ تھی جمع ہوئے اور آنحضرتؐ کی عداوت و ایذا رسانی پر سب نے اتفاق کیا اور قسم کھائی اور ایک عہد نامہ لکھا کہ بنی ہاشم کے ساتھ نہ کھائیں گے نہ کلام کریں گے نہ خرید و فروخت کریں گے نہ ان کو اپنی بیٹی دیں گے نہ ان کی بیٹی لیں گے تاکہ وُہ لوگ مجبور و پریشان ہوکر آنحضرتؐ کو ان کے حوالے کردیں اور وُہ حضرتؐ کو قتل کردیں۔ اور اتفاق رائے سے یہ بھی طے کیا کہ جس وقت آنحضرتؐ پر قابو حاصل ہو ان کو قتل کردیں جب اُن کے اس عہد و پیمان کی اطلاع حضرت ابوطالبؑ کو ہوئی تو آپ نے بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیس[۴۰] اشخاص تھے۔ اور فرمایا کہ اگر دشمن کی جانب سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھا تو کعبہ و حرم کی قسم تم سب کو قتل کردوں گا۔ اور آنحضرتؐ اور تمام بنی ہاشم کو لے کر اُس درہ میں جس کو شعب ابیطالب کہتے ہیں جا ٹھہرے۔ اور درہ کے دونوں اطراف کو بند کردیا اور شب و روز آنحضرتؐ کی حفاظت کرنے لگے۔ رات کے وقت اپنی تلوار کھینچے ہوئے جبکہ آنحضرتؐ آرام میں ہوتے پروانہ کے مانند اُس شمع نبوت کے گرد گھومتے۔ رات کے شروع حصہ میں حضرتؐ کو ایک جگہ سُلاتے۔ ایک گھڑی کے بعد اپنے عزیزترین فرزند علیؑ بن ابی طالبؑ کو ان کی جگہ لٹا دیتے اور حضرتؐ کو دُوسری جگہ سُلاتے تاکہ اگر ابتدائے شب میں کسی نے حضرتؐ کو دیکھا ہو اور ایذا پہنچانا چاہتا ہو تو حضرتؐ کو کوئی ضرر نہ پہنچے بلکہ ان کی اولاد قربان ہوجائے۔ اور امیر المؤمنینؑ بھی ہر رات نہایت خوشی سے اپنی جان آنحضرتؐ پر فدا کرتے تھے؛ اسی طرح جناب ابوطالبؑ آنحضرتؐ کی پاسبانی کیا کرتے تھے اور دن کے وقت اپنے لڑکوں کو اور اپنے بھائیوں کے فرزندوں کو آنحضرتؐ کی حفاظت پر تعینات رکھتے یہانتک کہ یہ لوگ بہت تنگ و پریشان ہوئے۔ اور جو شخص اہل عرب میں سے مکہ میں آتا اس کی مجال نہ تھی کہ بنی ہاشم کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرسکتا۔ اور جو شخص کچھ فروخت کردیتا تو مشرکین مکہ اس کا تمام مال و سامان

لُوٹ لیتے۔ ابوجہل، عاص بن وائل، نضر بن حارث اور عقبہ بن معیط قافلوں کے راستہ پر بیٹھے رہتے تھے اور تاجروں کو منع کرتے کہ کوئی چیز بنی ہاشم کے ہاتھ فروخت نہ کریں اور ان کو دھمکاتے تھے کہ اگر وُہ کچھ انکے ہاتھ بیچیں گے تو ان کا مال لُوٹ لیا جائے گا۔ حضرت خدیجہؓ بہت مالدار تھیں وُہ شعب میں آنحضرتؐ کیلئے صرف کیا کرتی تھیں۔ اور مشرکین نے جو عہد نامہ لکھا تھا اُس پر سب نے اتفاق کیا تھا سوائے مطعم بن عدی کے اُس نے کہا یہ ظلم ہے اور میں اس میں شریک نہیں ہوسکتا۔ اس عہد نامہ پر چالیس رؤسائے قریش نے دستخط کیئے اور اس کو لپیٹ کر کعبہ میں لٹکا دیا۔ ابولہب نے بھی ان کی متابعت کی۔ آنحضرتؐ ہر حج و عمرہ کے زمانہ میں شعب سے باہر آتے اور اُن قبائل عرب کے درمیان گھومتے جو حج کے لیئے آتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں حق تعالےٰ کی جانب سے مبعوث ہُوا ہوں اور تم سب کو اپنے دین کی دعوت دیتا ہوں۔ میرے دین کو قبول کرو اور دشمنوں کے شر سے میری حفاظت کرو میں تمہارے لیئے بہشت کی ضمانت کرتا ہوں۔ اور ابولہب آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے گھومتا اور کہتا اس کی بات مت ماننا۔ یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے بڑا کذاب اور جادُوگر ہے۔ غرض اسی صورت سے چار سال گزرے اور وُہ لوگ درہ میں محصور رہے اور سوائے موسم حج کے باہر نہیں نکل سکتے تھے سال میں دُو مرتبہ اجتماع ہوتا تھا ایک مرتبہ ماہِ رجب میں عمرہ کے موقع پر دُوسرے ماہ ذی الحجہ میں حج کے موقع پر۔ بنی ہاشم ان دونوں موسموں میں درہ سے باہر آتے اور خرید و فروخت کرکے پھر درہ میں چلے جاتے تھے۔ درمیان میں خواہ کتنی ہی ضرورت ہوتی، بھُوکے ہوتے، سامان ختم ہوجاتا مگر قریش کے خوف سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ ایک مرتبہ قریش نے جناب ابوطالبؑ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمارے سپرد کردیں ہم اس کو قتل کردیں۔ پھر آپ کو اپنا بادشاہ بنالیں گے۔ جنابؑ ابوطالبؑ نے قصیدۂ لامیہ اُن کے جواب میں کہا جس میں آنحضرتؐ کی بہت مدح و ثنا کی ہے اور آنحضرتؐ کی نبوت پر اپنا اعتقاد ظاہر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں آپ کی مدد و نصرت سے ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ جب قریش نے یہ قصیدہ سُنا ابوطالبؑ کی طرف سے نا اُمید ہوگئے۔ ابوالعاص بن ربیع جو حضرتؐ کا داماد[۱] تھا گندم اور خرما اُونٹوں پر بار کرکے لاتا اور درہ کے باہر سے اُونٹوں کو ہنکاتا وُہ درہ کے اندر داخل ہوجاتے تھے۔ سامان اُن پر سے اُتار لیا جاتا اور پھر وُہ اُونٹ باہر آجاتے تھے۔ اسی لیئے آنحضرتؐ نے ابوالعاص کے بارے میں فرمایا کہ اُس نے حق دامادی کی رعایت کی۔ مختصر یہ کہ بنی ہاشم پر شدت و تکلیف کی انتہا ہوگئی اور حالت یہانتک پہنچی کہ اُن کے بچوں کے رونے اور چلانے کے سبب اکثر راتیں اہل مکہ پر جاگتے گزرتیں اور وُہ سو نہ سکتے تھے۔ ان میں سے اکثر اپنے اس عہد پر پشیمان ہوتے اور چونکہ عہد نامہ لکھ چکے تھے اُس کے خلاف نہیں کرسکتے تھے۔ جب وُہ صبح کو کعبہ کے پاس جمع ہوتے اور ایک دُوسرے کے حالات پُوچھتے تو بعض اُن میں سے کہتے کہ رات بھُوک کے سبب بنی ہاشم کے بچوں کے رونے سے ہم کو نیند نہیں آئی۔ یہ امر بعض دشمنوں کے طعن و طنز کا باعث ہوتا اور بعض متاثر اور نادم ہوتے۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ جب کفار قریش نے آنحضرتؐ پر شدت کی اور آپ نے شعب ابیطالب

---

[۱] جناب خدیجہؓ کے پہلے شوہر کی لڑکی جس کو بیاہی ہوئی تھی۔ (مترجم)

میں پناہ لی تو قریش نے کچھ لوگوں کو شعب کے دروازہ پر پاسبانی کے لیئے مقرر کیا تاکہ وُہ لوگوں کو کچھ کھانے پینے کا سامان ان لوگوں تک پہنچانے سے روکیں۔ حضرتؐ کے اصحاب بہت تنگ اور پریشان ہو کر حضرتؐ سے آزوقہ کی کمی کی شکایت کرتے، حضرتؐ دُعا فرماتے تو خداوندکریم بنی اسرائیل کے من وسلویٰ سے بہتر نعمت ان کے لیئے بھیجتا اور اُن لوگوں میں سے جو شخص جس چیز کی آرزو اور خواہش کرتا میوے، حلوے، عمدہ کھانے اور لباس وغیرہ اُن کے لیئے آجاتا۔ ان لوگوں نے درّہ کی تنگی کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے پہاڑوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دُور دُور ہو جاؤ۔ وُہ دُور دُور ہو گئے یہانتک کہ اُس درّہ میں صحرا کے مانند میدان ایسا ہو گیا کہ نگاہیں اُس کے کناروں تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ پھر حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ خدا نے جو کچھ درخت، میوے، پھل، پھُول اور سبزے وغیرہ تمہارے اندر پوشیدہ کر رکھا ہے محمدؐ اور ان کے اصحاب کے لیئے باہر نکالو۔ تو وُہ صحرا آنحضرتؐ کے اعجاز سے گلزار بن گیا جس میں بہت سی نہریں، پھل دار درخت جن میں طرح طرح کے میوے لٹکے ہوتے تھے تروشاداب سبزے مختلف قسم کے دلکش و خوبصورت گل و ریاحین پیدا ہو گئے کہ بادشاہان روئے زمین میں سے کسی کو میسر نہ ہوتے تھے۔ غرض اصحابِ آنحضرتؐ وُہ پھل اور میوے کھاتے اور ان نہروں کے پانی پیتے اور شکرِ خدا بجا لاتے۔ جب ان کے جسم کے کپڑے میلے ہو جاتے حضرتؐ سے عرض کرتے حضورؐ فرماتے محمدؐ اور آلِ طاہرہ پر درُود بھیجو اور کپڑوں پر پھُونکو اور ہاتھ پھیرو جیسے پہنے ہوتے ہو۔ تو سفید اور پاکیزہ ہو جائیں گے اور تمہارے دلوں سے غم اور کدورتیں زائل ہو جائیں گی۔ وُہ لوگ ایسا ہی کرتے اور ان کے کپڑے نئے اور پاکیزہ ہو جاتے اور ان کے بدنوں سے مَیل اور کثافت دُور ہو جاتی اور ان کے دل اندوہ والم سے رہا ہو جاتے۔ وُہ لوگ کہتے کہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ہم نے آپؐ پر اور آپؐ کی آلؑ پر درود بھیجا تو کیونکر ہم اور ہمارے لباس بُرائیوں اور کثافتوں سے پاک ہو گئے حضرتؐ فرماتے ہیں کہ محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درُود بھیجنا تمہارے دلوں کو کینہ اور صفات ذمیمہ سے اور تمہارے بدنوں کو گناہوں کے لوث سے اُس سے زیادہ پاک کر دیتا ہے جیسے تمہارے کپڑے صاف و پاک ہو جاتے ہیں۔ بلکہ تمہارے کپڑوں سے زیادہ تمہارے نامۂ عمل کو گناہوں سے صاف و پاک کر دیتا ہے اور نیکیوں سے زیادہ نورانی کر دیتا ہے۔

سابقہ مشہور روایتوں میں مذکور ہے کہ چار سال اور ایک روایت کے مطابق تین سال اور بروایتے دو سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے ہمراہیوں پر اسی تکلیف و شدت میں گزرے اس کے بعد حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُن کے صحیفۂ ملعونہ پر جسے کعبہ میں پوشیدہ کر رکھا تھا دیمک مسلط کر دی جس نے سوائے خدا کے نام کے جو کچھ اُس کاغذ میں تھا چاٹ ڈالا۔ جبریلؑ نے اس کی اطلاع آنحضرتؐ کو پہنچائی، حضرتؐ نے ابوطالبؑ سے کہا۔ حضرت ابوطالبؑ نے یہ سُنکر اپنے لباس پہنے اور مسجد الحرام کی جانب چلے۔ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے وہاں اکابر قریش موجود تھے۔ ان لوگوں نے حضرت ابوطالبؑ کو دیکھ کر آپس میں کہا کہ ابوطالب محمدؐ کی حمایت سے عاجز آگئے اور اب اس لیئے آتے ہیں کہ محمدؐ کو ہمارے سپُرد کر دیں۔ جب حضرتؑ ان کے قریب پہنچے تو وُہ لوگ تعظیم کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ ہم سمجھ گئے کہ آپ ہم سے اتحاد و صلح کرنے

آئے ہیں اور اپنے بھتیجے کو اب ہمارے سپُرد کر دیں گے۔ ابوطالبؑ نے فرمایا خدا کی قسم اس واسطے نہیں آیا ہوں لیکن میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ اُس نے جھوٹ نہیں کہا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ خداوندکریم نے تمہارے ملعونہ صحیفہ پر جس میں تم نے ہر طرح کے ظلم وستم پر عہد کیا ہے دیمک مسلط کر دیا جس نے نامِ خدا کے سوا جو کچھ اُس میں تھا صاف کر دیا اور کچھ نہیں چھوڑا ہے۔ لہٰذا اُس صحیفہ کو منگاؤ اور دیکھو اگر اُس کا بیان سچ ہو تو خدا سے ڈرو اور ظلم وجور اور قطع رحم سے باز آجاؤ اور اگر اُس کی یہ خبر غلط ثابت ہو تو مَیں اُس کو تمہارے حوالے کر دُوں گا۔ تم چاہے اُس کو مار ڈالنا چاہے زندہ چھوڑ دینا۔ انہوں نے کہا آپ نے ہمارے ساتھ انصاف کیا اور کسی کو بھیج کر وُہ عہد نامہ منگایا۔ اپنی مہریں بدستور موجود پائیں جب اُس کو کھولا اُسی طرح پایا جیسے حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ قریش نے اپنے سروں کو جُھکا لیا۔ جناب ابوطالبؓ نے فرمایا اے قوم خدا سے ڈرو اور اس ظلم سے ہاتھ اُٹھالو اور شعب میں واپس آگئے۔ قریش کے کچھ لوگ جو پہلے سے نادم تھے جیسے مطعم بن عدی ابوالبختری بن ہشام اور زبیر بن اُمیّہ اُٹھے اور بولے کہ ہم اس نامہ کے عہد و پیمان سے بیزار ہیں۔ قریش کے اکثر لوگ ان کے موافق ہو گئے اور عہد نامہ کو پھاڑ ڈالا ابوجہلؒ نے ہرچند چاہا کہ وُہ باقی رہے مگر بچا نہ سکا۔ پھر بنی ہاشم شعب سے واپس آکر اپنے اپنے مکانوں میں قیام پذیر ہوئے۔ دو ماہ کے بعد ابوطالبؑ بیمار ہوتے اور آپ کے انتقال کا وقت قریب آگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ چچا جان آپ نے بچپن میں میری تربیت فرمائی اور عالمِ یتیمی میں میری کفالت کی میری جوانی میں مدد کی۔ خدا آپ کو میری جانب سے بہترین جزا دے۔ مَیں اس وقت آپ سے ایک آرزو رکھتا ہوں اگر آپ قبول فرمالیں تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہو اور آپ کی غرض یہ تھی کہ لوگ جان لیں کہ وُہ مسلمان ہو چکے ہیں اور صرف آنحضرتؐ کی محبت میں مسلمان نہیں ہوئے ہیں۔ یہ سُنکر جناب ابوطالبؑ نے کلمہ پڑھا اور اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور پیغمبروں کی امانتیں[1] اور ابراہیمؑ کی وصیتیں ان کے سپُرد کیں اور برحمتِ الٰہی داخل ہوئے۔ آنحضرتؐ اُن کے جنازہ کے ساتھ روتے ہوتے ساتھ تھے۔ فرماتے تھے، اے چچا آپ نے صلۂ رحم کیا خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مشہور یہ ہے کہ حضرت ابوطالبؓ کی وفات نبوّت کے دسویں سال واقع ہوئی۔ آپ کی وفات کے ایک مہینہ پانچ روز یا تین روز بعد جناب خدیجہؓ نے عالمِ قدس کی جانب رحلت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے یہ سخت مصیبتیں تھیں اور آپؐ کو سخت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ وہ دونوں ذواتِ مقدسہ اسلام کی اشاعت میں آپؐ کے وزیر، معین اور مددگار تھے اور شدتوں اور تکلیفوں میں حضرتؐ کے مونس و غمگسار تھے۔

شیخ طبرسی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کی وفات بعثت کے دسویں سال ہوئی اور تین روز کے بعد جناب خدیجہؓ نے وفات پائی۔ حضرتؐ نے اُس سال کا نام 'عام الحزن' رکھا یعنی غم و اندوہ کا سال۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ جناب خدیجہؓ کی وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] معلوم ہوا کہ جناب ابوطالبؑ حجتِ خدا اور اوصیائے انبیاء میں سے تھے ۱۲ (مترجم)

نے اُن سے فرمایا کہ مجھ پر تمہارا یہ حال بہت تکلیف دہ ہے۔ جب تم اپنے مکانِ بہشت میں پہنچنا تو وہاں کے لوگوں کو میرا سلام کہہ دینا۔ جناب خدیجہؓ نے پُوچھا وہاں کون لوگ ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ مریمؑ بنتِ عمران جناب موسیٰؑ کی بہن کلثومؑ اور فرعون لعین کی زوجہ آسیہؑ ہیں کہ یہ بہشت میں میری زوجہ ہوں گی۔ جو تمہارے ساتھ رہیں گی۔ جناب خدیجہؓ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ کو مبارک ہو۔ اور مشہور ہے کہ وفات کے وقت جناب خدیجہؓ کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ حضرتؐ نے ان کو حجون میں دفن کیا۔ پہلے ان کی قبر میں خود لیٹے پھر ان کو دفن کیا۔

کلینی نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوطالبؑ کی وفات ہوئی جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اب مکہ سے ہجرت کیجیے کیونکہ اب مکہ میں آپؐ کا کوئی ناصر و مددگار نہیں رہا۔ قریش نے آنحضرتؐ پر یورش کی اور آپ اُن سے علیحدہ ہو کر مکہ کی ایک پہاڑی پر چلے گئے جس کو حجون کہتے ہیں۔

عیاشی نے اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعثت کے بعد تین سال تک مکہ میں کفار قریش سے پوشیدہ رہے اور ان کے ساتھ سوائے امیرالمومنینؑ اور خدیجہؓ کے کوئی نہ تھا یہاں تک کہ خدا نے ان کو حکم دیا کہ اپنے دین کو ظاہر کریں اور مشرکین کی پروا نہ کریں۔ اُس وقت آنحضرتؐ قبائل عرب پر ظاہر ہو کر ان سے مدد کے طالب ہوتے۔ لیکن وُہ کہتے تھے کہ تم جھوٹے ہو ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اور شیخ طبرسی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کی وفات کے بعد آنحضرتؐ پر قریش کی سختیاں زیادہ ہونے لگیں تو آپ طائف کی طرف چلے گئے تاکہ ان کو دینِ حق کی دعوت دیں؛ وہاں قبیلہ ثقیف کے تین رئیسوں سے ملاقات ہوئی جو ایک دُوسرے کے بھائی تھے یعنی عبد یالیل، حبیب اور مسعود بن عمرو۔ حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور اپنی قوم کی ایذا رسانیوں کی اُن سے شکایت کی اور مدد کی خواہش فرمائی۔ ان لوگوں نے سختی سے جواب دیا اور اپنی قوم کو آنحضرتؐ کی اذیت پر اُبھارا اور وُہ بدبخت آپؐ کے راستہ میں کھڑے ہو گئے۔ حضرتؐ جس طرف جاتے وُہ آپ پر پتھر پھینکتے یہاں تک کہ آپؐ کے پائے اقدس زخمی ہو گئے اور خون جاری ہو گیا۔ آخر ایک باغ میں ایک درخت کے نیچے آپؐ نے پناہ لی۔ وہاں آپؐ نے عُتبہ اور شیبہ کو دیکھا۔ انکی عداوت سے چونکہ واقف تھے لہٰذا ان کو دیکھ کر اور رنجیدہ ہوتے۔ ان کا ایک غلام عداس اہل نینوا میں سے تھا۔ ان دونوں نے اس کو ایک طبق میں انگور دے کر حضرتؐ کے پاس بھیجا۔ عداس حضرتؐ کی خدمت میں آیا تو آپؐ نے اس سے دریافت کیا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو۔ عداس نے کہا شہر نینوا کا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا خدا کے نیک بندے یُونس بن متیٰ کے شہر کے ہو؛ پھر حضرت یُونسؑ کا قصہ اُس سے بیان کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرتؐ کسی کو دعوتِ اسلام دینے میں حقیر نہیں سمجھتے تھے بلکہ شریف، وضیع، بندہ اور آزاد ہر ایک کو تبلیغ رسالت میں یکساں قرار دیتے تھے۔ چونکہ عداس عالم تھا اور سابقہ کتابیں پڑھے ہوئے تھا حضرتؐ کے علم و کمال اور نیک خصلتوں سے آگاہ ہوا تو ایمان لایا اور حضرتؐ کے خون آلود پائے اقدس پر گر پڑا۔ حضرتؐ کے قدموں کو چومتا اور آنکھیں ملتا تھا۔ پھر اُن ملعونوں کے پاس واپس آیا تو وُہ بولے کہ کس لیئے محمدؐ کو

تُو نے سجدہ کیا حالانکہ ہم تیرے آقا ہیں مگر تُو نے ہم کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اُس نے کہا ان کی عظمت و جلالت سے مَیں واقف ہوا۔ مجھ کو ان کی معرفت حاصل ہو گئی اپنے دل کو ان کی محبت سے لبریز پایا۔ وُہ دونوں ہنسے اور بولے اُس کے فریب میں مت آنا کیونکہ وُہ جادُوگر ہے۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ طائف میں پہنچے دیکھا کہ وُہ دونوں ملعون کرسی پر بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کو دیکھ کر بولے وُہ آ رہے ہیں اب ہمارے سامنے کھڑے رہیں گے۔ لیکن جب حضرتؐ نزدیک پہنچے اُن کی کرسی تعظیم کے لیئے جھکی اور وُہ دونوں گر پڑے تو بولے کہ تمہارا جادُو اہلِ مکہ پر نہ چلا تو اب طائف میں آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کے ساتھ نبوت کے دسویں سال ماہِ شوال کے آخر میں طائف گئے۔ دس روز یا پچاس روز وہاں قیام کیا۔ پھر وہاں سے واپس مکہ کی جانب چلے تو راستہ میں انگور کے ایک درخت کے نیچے ٹھہرے اور مناجات کی اللّٰھم انی اشکو الیك ضعف قوتی و قلة حیلتی وھوانی علے الناس انت ارحم الراحمین انت ربُّ المستضعفین وانت ربی الی من تکلنی الی یعبد یتجھمنی او الی عدو ملکته امری ان لم یکن علے غضب فلا ابالی و لٰکن عافیتك ھی اوسع لی اعوذ بنور وجھك الذی اشرقت له الظلمات وصلح علیه امر الدنیا والاخرة ان ینزل بی غضبك او یحل علے سخطك لك العتبٰی حتی ترضٰی ولا حول ولا قوة الا بك۔ یہ دُعا سختیوں کے دُور کرنے میں مجرب ہے۔ جب آنحضرتؐ نخلہ میں پہنچے خداوند عالم نے جنوں کا ایک گروہ حضرتؐ کے پاس بھیجا جو ایمان لایا۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ طائف سے واپس ہوتے تو عمرہ کے لیئے احرام باندھا اور چاہا کہ مکہ میں داخل ہوں قریش میں سے ایک شخص کو جو حضرت پر پوشیدہ ایمان لایا تھا آپؐ نے اخنس بن شریک کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہاری امان میں مکہ آ کر عمرہ کا طواف اور سعی کرنا چاہتے ہیں۔ اور خود زید کے ساتھ غارِ حرا میں پوشیدہ ہو گئے۔ جب اُس کے پاس یہ پیغام پہنچا اُس نے کہا کہ میں قریش میں سے نہیں ہوں بلکہ اُن کا حلیف ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ وُہ میری امان قبول نہ کریں گے۔ اور یہ میرے لیئے ننگ و عار کا سبب ہو گا۔ پھر حضرتؐ نے سہیل بن عمر کے پاس بھیجا اور اُس سے امان طلب کی اُس نے بھی منظور نہیں کیا۔ پھر مطعم بن عدی کے پاس بھیجا۔ مطعم نے کہلایا کہ مَیں نے آپؐ کو امان دی مکہ میں آیئے اور جو کام چاہیئے کیجیئے۔ اور اپنے لڑکوں اور دامادوں اور اپنے بھائی طعیمہ کو مقرر کیا کہ اپنے اسلحے جسم پر آراستہ کرو۔ اور لوگوں سے کہا کہ مَیں نے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امان دی ہے کعبہ کے گرد گھومتے رہو اور ان کی حفاظت کرو تاکہ طواف اور سعی کریں۔ وُہ لوگ دس اشخاص تھے جب آنحضرتؐ مکہ میں داخل ہوتے ابوجہل ملعون نے کہا اے گروہِ قریش اس وقت محمدؐ تنہا آئے ہیں اُن کے حامی و مددگار مر گئے اب جو چاہو ان کے ساتھ کرو۔ طعیمہ نے اس کی یہ گفتگو سُنی تو کہا خاموش میرے بھائی نے ان کو امان دی ہے۔ یہ سُنکر ابوجہل ملعون مطعم کے پاس آیا کہا کیا محمدؐ کے دین میں تم بھی داخل ہو گئے ہو؟ اُس نے کہا نہیں۔ مگر میں نے ان کو امان دی ہے۔ جب حضرتؐ طواف اور سعی سے فارغ ہوتے مطعم کے

پاس آئے اور فرمایا اے ابو وہب تم نے مجھ کو امان دی اور مجھ پر احسان کیا اب میں تمہاری امان سے باہر ہوتا ہوں۔ اُس نے کہا کیوں میری امان میں نہیں رہتے کہ قریش آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچائیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں کسی مشرک کی امان میں ایک روز سے زیادہ نہیں رہنا چاہتا۔ یہ سُنکر مطعم نے ندا کی کہ محمدؐ میری امان سے باہر ہو گئے ہیں۔ حضرتؐ ہر موسم میں قبائل عرب کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے، اور اُن کے گھروں پر جاکر تبلیغ فرماتے تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال عائشہ اور سودہ ربیعہ کی بیٹی کو آنحضرتؐ اپنے عقد میں لائے۔

علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبد قیس جو قبیلہ خزرج سے تھے عمرۂ رجب کے موسم میں مکہ آئے۔ اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے درمیان برسوں سے جدال و قتال کی آگ بھڑکی ہوئی تھی۔ اُسی درمیان میں بعاث کی لڑائی اُن میں ہو چکی تھی۔ اوس خزرج پر غالب آچکے تھے۔ وُہ دونوں مکہ اس لیئے آئے تھے کہ قریش کے ہم سوگند ہو کر ان کو اوس کے خلاف اپنا مددگار بنائیں۔ اسعد، عُتبہ بن ربیعہ کا دوست تھا اُسی کے گھر میں مقیم ہوا۔ اُس سے کہا کہ ہمارے اور اوس کے درمیان بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ وُہ ہم پر غالب آ گئے ہیں ہم تم ان کے مقابلہ پر ہم سوگند ہو جائیں۔ عُتبہ نے کہا تمہارا ملک ہمارے ملک سے دُور ہے اور سرِدست ہم خود ایسے خلفشار میں مبتلا ہیں کہ کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے اُس نے پُوچھا وُہ کیا ہے حالانکہ تم حرمِ خدا میں ہو اور وُہ امن و امان کی جگہ ہے۔ عتبہ نے کہا ایک شخص ہم میں سے نبوت کا دعوےٰ کرتا ہے اور ہماری عقلوں کو جہالت وحماقت سے نسبت قرار دیتا ہے ہمارے خداوں کو گالیاں دیتا ہے اور ہمارے جوانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ اسعد نے پُوچھا وُہ تمہیں میں سے ہے یا غیروں میں سے۔ عتبہ نے کہا وُہ ہم میں سے ہے بلکہ ہم میں سب سے بہتر ہے وُہ عبدالمطلب کا فرزند ہے ہم میں سب سے زیادہ شریف، نجیب اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ چونکہ اوس و خزرج نے بنی قریظہ اور بنی النضیر اور بنی قینقاع کے یہودیوں سے جواُن کے درمیان تھے سُنا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر مکہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا اور بہت سے عربوں کو اپنے دین میں شامل کرے گا۔ عُتبہ سے یہ سُنکر اسعد کے دل میں گزرا کہ یہ وہی پیغمبرؐ ہو گا جس کا وُہ یہودی تذکرہ کیا کرتے تھے۔ اُس نے پوچھا وُہ کہاں ہے۔ عتبہ نے کہا حجرِ اسمٰعیل میں بیٹھا ہے۔ وُہ اور اُس کے ساتھی درّہ میں رہتے ہیں اور موسم حج و عمرہ میں باہر آتے ہیں۔ اُس کی باتیں مت سُننا اور نہ اُس سے گفتگو کرنا کیونکہ وُہ جادُوگر ہے، اور اپنی جادُو بیانی سے لوگوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ بنی ہاشم شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ اسعد نے کہا میں تو عمرہ کی غرض سے آیا ہوں اور مجھے مسجد میں طواف کے لیئے جانا ضروری ہے۔ عُتبہ نے کہا اپنے کانوں میں رُوئی بھر لینا تاکہ اس کی باتیں نہ سُنو۔ یہ سُنکر اسعد نے اپنے کانوں میں روئی بھر لی اور مسجد میں داخل ہوا۔ حضرتؐ چند بنی ہاشم کے ساتھ حجرِ اسمٰعیل میں بیٹھے تھے۔ وُہ طواف میں مشغول ہوا۔ اور آنحضرتؐ کی طرف سے گزرا۔ حضرتؐ نے اس کی طرف نگاہ کی اور تبسم فرمایا۔ اُس نے ایک مرتبہ طواف کیا دوسری مرتبہ اُس کے دل میں گذرا کہ مجھ سے زیادہ جاہل کوئی نہ ہوگا۔ ایسا معاملہ

مکہ میں ہو رہا ہے اور میں اُس کی حقیقت معلوم نہ کروں اور مدینہ واپس چلا جاؤں۔ یہ سوچ کر کانوں سے رُوئی نکال پھینکی۔ پھر حضرتؐ کے قریب آیا تو کہا نعم صباحاً۔ یہی ان کا سلام تھا۔ حضورؐ نے اس کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا خدا نے ہم کو اس سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے اور وُہ اہلِ بہشت کا سلام ہے یعنی السّلام علیکم۔ اسعد نے کہا ہم کو کس چیز کی دعوت دیتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا خدا کی وحدانیت کی اور اپنی پیغمبری کی دعوت دیتا ہوں۔ اور یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اپنی اولاد کو فاقہ اور پریشانی کے خیال سے مت مار ڈالو؛ ظاہری اور باطنی گناہوں کو ترک کرو، کسی کو ناحق قتل مت کرو، یتیموں کا مال مت کھاجاؤ لیکن جس قدر مباح ہو جبتک کہ وُہ حدِ بلوغ کو نہ پہنچیں۔ ناپ تول پوری پوری کرو؛ جب بات کرو انصاف اور حق سے کرو، کسی کی رعایت نہ کرو اگرچہ وہ تمہارے عزیز و رشتہ دار ہوں؛ خدا کے عہد و پیمان کو پُورا کرو۔ یہ باتیں ہیں جن کی خدا تم کو تعلیم دیتا ہے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔ جب اسعد نے یہ کلام سُنا اُس کے دِل میں نورِ ایمان جلوہ گر ہوا اور سعادتِ ازلی نے اس کو گھیر لیا اور وُہ بُول اُٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ یا رسُولؐ اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں قبیلہ خزرج سے ہوں مدینہ کا رہنے والا ہوں ہمارے اور قبیلۂ اوس کے درمیان عداوت و نزاع قائم ہے اگر خدا آپؐ کے سبب سے ہمارے اور ان کے درمیان میل و صلح کرا دے تو ہمارے نزدیک آپ سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہو سکتا۔ میرے ساتھ میری قوم کے کچھ لوگ آئے ہیں اگر وُہ بھی یہ پیغام قبول کرلیں تو اُمید ہے کہ خدا ہمارے معاملہ کو آپ کے بارے میں مکمل کر دے گا۔ خدا کی قسم ہم آپ کے خیر خواہ پہلے ہی سے ہیں۔ ہم یہودیوں سے سُنا کرتے تھے۔ وُہ آپؐ کے آنے کی خوشخبری ہم کو دیا کرتے تھے اور آپؐ کی بعثت کی خبریں ہم کو سُنایا کرتے تھے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارا شہر آپؐ کی ہجرت کا مقام ہوگا کیونکہ یہودیوں نے ہم سے ایسا ہی بیان کیا ہے میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے توفیق دی کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ خدا کی قسم میں اس لیئے آیا تھا کہ قریش کو اپنا ہم سوگند بناؤں خدا نے اُن سے بہتر مجھے ذریعہ عطا فرمایا۔ پھر ذکوان آیا۔ اسعد نے اُس سے کہا یہ ہیں وُہ پیغمبرؐ یہودیوں نے جن کی بشارت دی تھی اور اُن کے اوصاف سے ہم کو آگاہ کیا تھا۔ یہ سُنکر وُہ بھی ایمان لایا اور کہا یا رسُولؐ اللہ کسی کو ہمارے ساتھ بھیجیئے جو ہم کو قرآن کی تعلیم دے اور لوگوں کو دینِ اسلام کی دعوت دے۔ حضرتؐ نے مصعب بن زبیر کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ وُہ نوجوان آدمی تھے، ناز و نعمت سے پلے تھے اُن کے ماں باپ اُن کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ وُہ کبھی مکہ سے باہر نہیں گئے تھے۔ وُہ جب مُسلمان ہو گئے تو اُن کے والدین اُن پر سختیاں کرنے لگے۔ پھر اُن کو گھر سے نکال دیا تھا۔ وُہ حضرتؐ کے ساتھ شعب ابی طالبؑ میں پناہ گزین تھے اُن کا حال بہت خراب ہو گیا تھا اور سختیاں برداشت کرنا اُن کے لیئے دُشوار تھا۔ ان کو قرآن کی آیتیں اور احکامِ خدا بہت کچھ معلوم تھے۔ غرض اسعد و ذکوان اور مصعب مدینہ آئے اور اپنی قوم سے آنحضرتؐ کا تذکرہ کیا اور حضرتؐ کے اوصاف بیان کیئے۔ وہاں ہر قبیلہ کے ایک ایک دُو دُو اشخاص مسلمان ہونے لگے مصعب اسعد کے گھر میں مقیم تھے ہر روز قبیلۂ خزرج کی مجلسوں میں جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت دیتے

تھے اور ان کے جوان قبول کرتے رہے۔ عبداللہ ابن اُبیّ اُس وقت قبیلۂ خزرج میں سب سے نمودار اور سربرآوردہ شخص تھا۔ اوس وخزرج دونوں نے سخاوت و شرافت کے باعث اتفاق کرلیا تھا کہ اس کو اپنا امیر بنالیں اور ایک تاج اُس کے لیئے تیار کیا تھا ایک موتی کی تلاش تھی تاکہ اُس تاج میں ٹانکیں۔ اوس کے قبیلہ کے لوگ اس کی امارت پر اس لیئے راضی ہوگئے تھے کہ وُہ سخی اور نہایت شریف طبیعت تھا حالانکہ ان کے قبیلہ کا نہ تھا یا اس لیئے کہ وُہ بعاث میں خزرج کے ساتھ شریک نہ ہوا تھا۔ اور کہا تھا کہ یہ اوس پر تمہارا ظلم ہے۔ جب اسعد مدینہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خبر شائع ہوئی عبداللہ کی بادشاہی اور امارت خطرہ میں پڑگئی اس سبب سے وُہ اس کے خلاف کوشش کرنے لگا۔ اسعد نے مصعب سے کہا کہ میرے خالو سعد بن معاذ رؤسائے اوس میں سے ہیں اور نہایت شریف وعاقل شخص ہیں اور عمرو بن عوف کا قبیلہ ان کا مطیع ہے۔ اگر وُہ مُسلمان ہوگئے تو ہمارا مقصد پُورا ہوجائے گا۔ غرض مصعب اسعد کے ساتھ سعد بن معاذ کے محلّہ میں آئے اور ایک کنوئیں پر بیٹھے۔ جوانوں کی ایک جماعت ان کے گرد جمع ہوگئی۔ مصعب نے اُن کو قرآن کی آیتیں سُنائیں۔ جب یہ خبر سعد بن معاذ کو پہنچی اُس نے اسید ابن حضیر سے کہا جو اُن کے شرفا میں سے تھا کہ مَیں نے سُنا ہے کہ اسعد اُس مردِ قریشی کے ساتھ ہمارے محلّہ ں آیا ہے اور ہمارے جوانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ جاؤ اور اس سے کہہ دو کہ اس حرکت سے باز رہے جب سید ان کو دکھائی دیا تو اسعد نے مصعب سے کہا کہ یہ مرد شریف و بزرگ ہے اگر یہ ہمارا ساتھی ہوجائے پھر ہم کامیاب ہیں۔ اسید قریب آیا تو بولا تیرے خالو نے کہا ہے کہ ہماری مجلسوں میں مت آیا کر اور رے جوانوں کو گمراہ مت کر اور اپنے لیئے اوس سے خوف کر۔ مصعب نے کہا ذرا بیٹھو تو کہ میں اپنا معاملہ سے بیان کروں۔ اگر مناسب ہو مان لینا نہیں تو ہم تمہارے محلّہ سے چلے جائیں گے۔ اسید بیٹھ گیا۔ معب نے قرآن کی ایک سورۃ ان کو سُنائی جس سے اُن کے دِل میں ایمان کا نور جلوہ گر ہوا۔ اسید نے پوچھا جو س اس دین میں داخل ہوتا ہے اُس کو کیا کرنا چاہیئے؟ مصعب نے کہا پہلے وُہ غسل کرتا ہے اور پاک کپڑے تا ہے اور کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کرتا ہے اور دوُ رکعت نماز پڑھتا ہے۔ یہ سُنکر اسید کنوئیں لباس پہنے ہوئے اُترا اور غسل کیا۔ پھر آیا اور اپنے کپڑوں کو نچوڑا، اور کہا کلمۂ شہادتین مجھے سکھاؤ۔ اُس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کیا اور دوُ رکعت نماز پڑھی پھر اسعد سے مَیں جاتا ہوں اور تمہارے خالو کو جس طرح ممکن ہوگا تدبیر وکوشش کرکے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ اسید نیک اختر اُس سعد اکبر کے پاس پہنچے سعد دُور سے دیکھتے ہی بولے کہ اسید کی وُہ صورت معلوم ہوتی جو یہاں سے جاتے وقت تھی۔ غرض سعد کو اُسید نے جس تدبیر سے ممکن ہوا اُٹھایا اور مصعب پاس لاتے۔ مصعب نے سورۃ حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (پ۲۴ آیت ۱و۲ سورۃ سجدہ) کی تلاوت کی ادھر مصعب سورۃ کی تلاوت سے فارغ ہوتے تو نورِ ایمان سعد سعادت مند کی پیشانی چمکنے لگا۔ سعد نے کسی کو اپنے مکان بھیج کر دوُ لباس منگواتے اور غسل کرکے پہنا اور کلمۂ شہادتین پر جاری کیا پھر دوُ رکعت نماز ادا کی اور مصعب کا ہاتھ پکڑکے اپنے گھر لاتے اور کہا علانیہ

تبلیغ دین کیجیئے اور کسی کی پرواہ مت کیجیئے۔ پھر سعد قبیلۂ بنی عمرو بن عوف کے درمیان آکر کھڑے ہوتے، اور بلند آواز سے ندا دی کہ اے فرزندانِ عمرو بن عوف تم میں سے ہر ایک مرد و زن باکرہ اور شوہر دار، بوڑھے اور جوان اور بچے میرے پاس آؤ کیونکہ آج کا وُہ دن نہیں ہے کہ کوئی پردہ میں پوشیدہ رہے جب وُہ سب جمع ہوتے تو کہا تم لوگ اپنے واسطے مجھ کو کیا سمجھتے ہو؟ سب نے یک زبان ہوکر کہا آپ ہمارے بزرگ اور سردار ہیں آپ کا جو حکم ہو ہم سب اطاعت کے لیئے حاضر ہیں اور آپ کے کسی حکم سے انحراف نہیں کریں گے۔ آپ جو کچھ چاہتے ہیں بیان کیجیئے۔ سعد نے کہا آج سے تم مردوں، عورتوں اور بچّوں سے گفتگو کرنا مجھ پر حرام ہے جبتک کہ تم اس امر کا اقرار نہ کرو کہ خدا واحد و یکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسُولؐ ہیں۔ مَیں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو ایمان کی نعمت سے سرفراز فرمایا یہ وُہی پیغمبرؐ ہیں جن کی پیشینگوئی ہم سے یہودی کیا کرتے تھے۔ یہ سُنکر وُہ تمام قبیلہ مُسلمان ہوگیا۔ غرض اسلام اوس وخزرج دونوں قبیلوں میں شائع اور رائج ہوا اور دونوں قبیلوں کے سردار و بزرگ مُسلمان ہوگئے کیونکہ اُن سب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف یہودیوں سے سُنے تھے۔ مصعب نے ان تمام حالات سے آنحضرتؐ کو اطلاع دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جو مُسلمان ہوتے تھے اجازت دے دی کہ جن کے اعزا تکلیف وآزار پہنچاتے ہوں وُہ مدینہ چلے جائیں۔ پھر تو ایک ایک کرکے مسلمان مدینہ آتے رہے۔ اور جو شخص مدینہ آتا اوس وخزرج کے لوگ اس کو اپنے گھر لے جاتے اور اس کی خاطر و مدارات میں کوئی کمی نہ کرتے۔ اور بعضوں نے روایت کی ہے کہ نبوّت کے گیارھویں سال شعب ابی طالب سے باہر آنے کے بعد قبیلۂ خزرج کے چھ آدمیوں سے حضرتؐ کی ملاقات ہوئی۔ وُہ چھ اشخاص اسعد بن زرارہ، عون بن الحرث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، عقبہ بن عامر اور جابر بن عبداللہ تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے پُوچھا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم خزرج کے قبیلہ سے ہیں۔ فرمایا کچھ دیر بیٹھتے نہیں کہ تم سے کچھ باتیں کروں۔ وُہ لوگ بیٹھ گئے۔ حضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن کی آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ انہوں نے حضرتؐ کے بیان کی سچائی مشاہدہ کی تو آپس میں کہنے لگے یہ وہی پیغمبرؐ ہے یہودی جن کی خبر دیتے رہتے تھے۔ لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ ہم سبقت کریں اور تمام قوموں سے پہلے ایمان لائیں۔ غرض وُہ لوگ مسلمان ہوگئے اور مدینہ واپس گئے؛ اور آنحضرتؐ کا تذکرہ مدینہ میں ہونے لگا۔ نبوت کے بارھویں سال بارہ اشخاص انصار میں سے حضرتؐ کی خدمت میں آئے۔ اور عقبہ کے نزدیک بیعت کی۔ یہی بیعت عقبۂ اولیٰ ہے۔ اس روایت کے مطابق اسی سال حضرتؐ نے مصعب ابن عمیر کو ان کے ساتھ بھیجا تاکہ ان کو مسائلِ دین سکھائیں اور قرآن اور اسلام کی دعوت دیں۔ دوسرے موسم میں نبوت کے تیرھویں سال اوس وخزرج کے بہت سے لوگ مسلمانوں اور کافروں میں سے حضرتؐ کی اطاعت کے لئے حاجیوں کے ساتھ مکہ آئے۔ حضرتؐ نے اُن کے پاس جاکر دریافت فرمایا کہ آیا میری حمایت کروگے؟ میں خدا کی کتاب تمہارے سامنے پڑھتا ہوں۔ تم مسلمان ہوجاؤ تاکہ تم کو اس کے عوض بہشت میں جگہ ملے اُنہوں نے عرض کی بیشک یا رسُولؐ اللہ جو پیمان چاہیئے اپنے اور خدا کے لیئے ہم سے لیجیئے۔ حضرتؐ نے